اُردو کے ضرب المثل اشعار

تالیف

محمد شمس الحق

ادارۂ یادگارِ غالب کراچی

اُردو کے ضرب المثل اشعار

اُردو کے ضرب المثل اشعار

تحقیق کی روشنی میں

تالیف:

محمد شمس الحق

ادارۂ یادگارِ غالب

کراچی

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ یادگار غالب

شمار : ۳۹

طبع اول : ۲۰۰۳ء

صفحات : ۳۸۴

طابع : احمد برادرز، ناظم آباد، کراچی

تعداد : چھ سو

قیمت : تین سو روپے (۳۰۰ روپے)

☆

ترتیب و تہذیب

رفیق احمد نقش

☆

ادارۂ یادگار غالب

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۶۸

ناظم آباد۔ کراچی ۷۴۶۰۰

☆

غالب لائبریری

دوسری چورنگی۔ ناظم آباد نمبر ۲

کراچی ۷۴۶۰۰

ترتیب

حرفِ اوّل

اُردو میں مشہور، زباں زد اور ضرب المثل اشعار کے چند مجموعے شائع ضرور ہوئے ہیں، لیکن یہ کام جس محنت اور دقّت نظری کا طالب ہے، اُس کے لیے صرف اشعار کا جمع کر لینا ہی کافی نہیں، بلکہ مروّج متن کے ساتھ اصل متن کے تعیّن، شعر کے مشہورِ عام انتساب کے ساتھ اصل مصنّف کی دریافت اور مستند مآخذ کی نشاں دہی کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ خوشی کی بات ہے کہ جناب محمد شمس الحق نے اپنے پیش رووں کے برعکس اِس مرحلۂ شوق کو جادۂ تحقیق پر چل کر انجام دیا ہے اور تقریباً ساڑھے آٹھ سَو اشعار (جن میں چند مفرد مصرعے بھی شامل ہیں) ایسے یک جا کر دیے ہیں جن کی شہرت و مقبولیت اپنی مثال آپ ہے۔ اِن اشعار کا انتخاب محمد شمس الحق صاحب نے کیا ہے اور یہ اُن کے ذاتی ذوق و مذاق کا حامل ہے۔ ممکن ہے بعض اہلِ نظر کے نزدیک ہر مشہور شعر ضرب المثل کا درجہ نہ رکھتا ہو، لیکن اِس میں کوئی شک نہیں کہ اشعار کی بڑی تعداد اہلِ اُردو کی روزمرّہ گفتگو کا حصّہ بن چکی ہے۔

جنابِ مرتّب نے یہ تمام اشعار مصنّفین کے زمانے کے اعتبار سے مرتّب کیے ہیں اور پھر ان پر مفصّل حواشی ''اسناد و حواشی'' کے عنوان کے تحت لکھے ہیں، جن میں شعروں کے متون کے اختلافات اور مآخذ کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ کتاب کا تیسرا حصّہ ''شعرا کا مختصر تعارف'' ہے۔ اِس میں اُن تمام شعرا کے مختصر حالات ملتے ہیں جن کے اشعار اِس کتاب میں شامل ہیں۔ اِن حالات کی جمع آوری میں جنابِ مرتّب نے جو

محنت کی ہے، اس کا کچھ اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں اِس قسم کے کاموں کا تجربہ ہے۔ جنابِ مرتّب نے اِس حصّے میں جو معلومات درج کی ہیں، وہ ان کے وسیع مطالعے کا حاصل ہیں۔

کتاب کے آخر میں دو فہرستیں اور ایک اشاریہ ہے۔ پہلی فہرست شعرا کی ہے جو الفبائی ترتیب سے ہے اور جس میں کتاب میں شامل ہر شاعر کے اشعار کی تعداد بقیدِ شمارِ اشعار درج کی گئی ہے۔

اس کے بعد فہرستِ اشعار ہے۔ اس میں کتاب میں شامل تمام اشعار کی ردیف وار فہرست ہے۔ یہ فہرست قافیہ و ردیف پر مشتمل مصرعِ ثانی کے آخری چند الفاظ کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں الفبائی ترتیب آخری لفظ کو پیشِ نظر رکھ کر کی گئی ہے۔ اس فہرست سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی شعر ترتیب میں کس نمبر پر ہے۔

بعد ازاں ''اشاریہ'' ہے۔ اِس میں تمام شعروں کے بنیادی الفاظ بقیدِ شمارِ اشعار درج کیے گئے ہیں۔ اگر کسی کو کسی شعر کا ایک لفظ بھی یاد ہو تو وہ اِس اشاریے کی مدد سے مطلوبہ شعر تلاش کر سکتا ہے۔ یہ اشاریہ جناب رفیق احمد نقش نے تیار کیا ہے۔ یہی نہیں، پوری کتاب ان کی نگرانی میں کمپوز ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ کتابت کی غلطیوں سے ممکنہ حد تک پاک ہے۔ ادارہ جنابِ نقش کا بے حد ممنون ہے۔

مرتّبِ کتاب جناب محمد شمس الحق کے مختصر حالات، شعرا کے حالات کے آخر میں درج ہیں۔ ان حالات پر یہ اضافہ نامناسب نہ ہوگا کہ وہ شاعری کا اعلا ذوق رکھتے ہیں، جس کا ثبوت زیرِ نظر کتاب کے علاوہ اُن کا تین جلدوں میں شاعری کا انتخاب ہے جو ''گل ہائے رنگ رنگ'' کے نام سے نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

رعنا فاروقی

معتمدِ اعزازی

ادارۂ یادگارِ غالب

سخن ہائے گفتنی

سنگ تراشی، مصوری، شاعری، موسیقی، رقص، ڈراما، خطاطی، فنِ تعمیر اور باغبانی فنونِ لطیفہ کی مختلف شکلیں ہیں۔ مجنوں گورکھپوری لکھتے ہیں:

فنونِ لطیفہ کی سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور سب سے زیادہ لطیف صورت ادب، یعنی الفاظ کا فن ہے جو سنگ تراشی اور مصوری کے بعد وجود میں آیا اور ادب کی سب سے زیادہ قدیم، سب سے زیادہ فطری اور سب سے زیادہ مقبول شکل شاعری ہے اور شاعری کی سب سے زیادہ بے ساختہ اور سب سے زیادہ پاکیزہ صنف وہ ہے جس کے لیے فارسی اور عربی لفظ ''غزل'' استعمال ہوتا ہے۔

رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے:

بہترین شعر ایک طور پر وہ ہے جو ضرب المثل بن جائے۔ سہلِ ممتنع بھی اسی کا ایک پہلو ہے۔ کسی شاعر کے مقبول ہونے کا ایک معیار یہ ہے کہ اس کے کتنے اشعار زباں زد ہو گئے۔ مسلّمہ تجربات اور مسلّمہ حقائق کو ایک یا دو مصرعوں میں اس طرح سمو دینا کہ زبان، ذوق و ذہن، سب کی کسی نہ کسی حد تک سیرابی ہو جائے، معمولی کام نہیں ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی اپنے مضمون ''شیفتہ کا مطالعہ'' میں رقم طراز ہیں:

شیفتہ کے بیسیوں اشعار ہیں جو خیال کی ہمہ گیری اور اندازِ بیاں کی وجہ سے آج بھی زباں زدِ عام ہیں۔ شاعری میں وہی اشعار ضرب المثل

بن سکتے ہیں جن میں انسانی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانے کی یہ صلاحیت پوشیدہ ہو، جن میں خیال کچھ ایسا اور کچھ اِس طور پر، ایسے انداز سے پیش کیا جائے کہ سب یہ کہہ اٹھیں کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔ اُردو کے بہت کم شاعروں اور شعروں کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔ شیفتہ کے بہت سے اشعار میں یہ خصوصیت موجود ہے کہ وہ قاری کی توجہ اپنی طرف منعطف کر کے ایک دم اُس کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اور پھر روز مرّہ کی گفتگو اور مجالس کا ایک حصّہ بن جاتے ہیں اور اس طرح سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتے رہتے ہیں۔ یہ چند شعر سُنیے جو اُردوداں طبقے کی زبان پر روز مرّہ کی گفتگو میں محاوروں کے طور پر چڑھے ہوئے ہیں اور جو مختلف ماحول اور موقع ومحل پر مختلف معنی میں استعمال ہو کر بات چیت کرنے والے کے بیان کو مؤثر ترین بنا دیتے ہیں۔

اُردو کے وہی اشعار ضرب المثل بن گئے جن کا طرزِ بیان عام فہم، سادہ اور دل نشیں ہو، جو پڑھنے والے یا سننے والے کے حافظے پر فوراً نقش ہو جائے اور جو زندگی کے مختلف حقائق اور مسائل کے آسان لفظوں میں ترجمانی کرے۔

اُردو کے متعدد ضرب المثل اشعار بعض غیر مستند گل دستوں اور ناقص مجموعہ ہائے اشعار کے باعث متنازع ہو گئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب مستند حوالے کے طور پر کام آ سکتی ہے، کیوں کہ اس میں اشعار بڑی چھان پھٹک کے بعد شعرا کے کلّیات، دواوین، تذکروں، تاریخِ ادب کی مستند کتابوں اور تحقیقی مضامین سے لیے گئے ہیں۔ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ دورِ قدیم سے دورِ جدید تک کے تمام ضرب المثل اشعار اِس کتاب میں آ جائیں۔

تمام اشعار بہ استثنائے ''نامعلوم اشعار'' (شعرا کے سنہ ہائے پیدائش کے لحاظ سے) زمانی ترتیب سے درج کیے گئے ہیں۔ شعر میں تصرّف یا غلط انتساب کی صورت میں زیرِ بحث اشعار قارئین کی سہولت کے لیے حواشی میں بھی درج کر دیے گئے ہیں تا کہ وہ اُن

اشعار کو متن میں دوبارہ دیکھنے کی زحمت سے بچ جائیں۔

بعض شعرا کے اِکا دُکا ہی شعر زباں زدِ خاص و عام ہیں اور محض اِنھی اشعار کی بدولت اُن کے نام زندہ ہیں۔ یہ شعر اُردو ادب سے دل چسپی رکھنے والے اکثر اصحاب نے سنے ہوں گے لیکن شاعر کا نام بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا۔ ایسے چند اشعار ذیل میں درج ہیں:

بھانپ ہی لیں گے اشارہ سرِ محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

(لالہ مادھورام جوہرؔ فرّخ آبادی)

کب ہے عریانی سے بہتر کوئی دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا

(صاحب مرزا شناورؔ)

پیری میں ولولے وہ کہاں ہیں شباب کے
اِک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

(خوش وقت علی خورشیدؔ)

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

(نواب امین الدّولہ مہرؔ)

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم، نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی مِلا، نہ وصالِ صنم، نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے

(مرزا صادق شررؔ)

ڈھلا ہے حُسن لیکن رنگ ہے رخسارِ جاناں پر
ابھی باقی ہے کچھ کچھ دھوپ دیوارِ گلستاں پر

(نواب محمد باقر علی خاں مشتاقؔ لکھنوی)

زیرِ نظر کتاب میں اِس نوع کے بیسیوں اشعار درج ہیں۔

حیدر علی آتش کا مشہور شعر ہے:

بیاں خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا

آتش چوں کہ غالب کی نسبت کم مشہور ہیں اس لیے بعض حضرات اپنی ناواقفیت کی بنا پر مصرعِ ثانی اس طرح پڑھتے ہیں:

یہ قصہ ہے جب کا کہ غالب جواں تھا

میرے ایک دوست نے مجھے مخاطب کر کے مذکورہ بالا مصرع غالب کے نام پڑھا۔ میں نے انھیں بتایا، ''یہ مصرع غالب کا نہیں ہے بلکہ آتش کا ہے۔''

کہنے لگے، ''کیا غالب جوان نہیں تھے؟''

میں نے جواب دیا، ''ہر شخص اپنے وقت میں جوان ہوتا ہے۔ مرزا غالب بھی یقیناً اپنے وقت میں جوان رہے ہوں گے۔ میں اور آپ بھی اپنے وقت میں جوان تھے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اِس مصرِع کو آتش کے بجائے کسی بھی شاعر سے منسوب کر دیا جائے۔''

غالب کا ضرب المثل شعر ہے:

ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اکثر ادیب، شاعر، نقاد اور دانش وَر مصرعِ ثانی میں ''دل کے بہلانے کو'' پڑھتے ہیں۔ غالب نے ''دل کے خوش رکھنے کو'' کہا ہے۔ دیوانِ غالب کے کسی بھی نسخے میں ''دل کے بہلانے کو'' نہیں چھپا۔

قربان علی سالک کا زباں زدِ عام شعر ہے:

تنگ دستی اگر نہ ہو سالکؔ
تن دُرستی ہزار نعمت ہے

سالک غالب کے شاگرد تھے۔ سالک کو عوام النّاس کم جانتے ہیں۔ چناں چہ اپنی لاعلمی کے باعث اکثر اصحاب مصرعِ اولیٰ میں ''سالک'' کی جگہ ''غالب'' پڑھتے ہیں۔

شروع میں میرا خیال تھا کہ صرف ان اشعار کے مآخذ کی نشاں دہی کی جائے جن کے متعلّق یہ علم ہو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ان میں تصرّف ہو گیا ہے، یا وہ اشعار اپنے اصلی خالق کے بجائے کسی دوسرے شاعر سے منسوب ہو گئے ہیں۔ اس مجموعے کے دورانِ ترتیب ایسے اشعار بھی سامنے آئے جن سے متعلّق وہم و گمان تک نہ تھا کہ اِن میں بھی تصرّف ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چند اشعار دیکھیے:

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہیں
مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں کرتے

(آتش)

مصرعِ ثانی اس طرح مشہور ہے:

مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

مصحفی کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
پھر اس چمن میں بوم بسے یا ہُما رہے

یہ شعر اِس طرح زبان زدِ عام ہے:

بلبل نے آشیانہ جب اپنا اُٹھا لیا
اُس کی بلا سے بوم بسے یا ہُما رہے

اِس صورتِ حال کے پیشِ نظر فیصلہ کیا گیا کہ تمام اشعار کا حوالہ مستند کتابوں سے دیا جائے تا کہ کسی شک و شبہے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

راقم الحروف کے اُردو کے منتخب اشعار جمع کرنے کا سلسلہ ساٹھ سال کے عرصے پر محیط ہے۔ ''گُل ہائے رنگ رنگ'' کے نام سے تین جلدیں نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد کے تعاون سے منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ ان تینوں جلدوں میں تقریباً پندرہ ہزار اشعار مختلف

عنوانات کے تحت درج ہیں۔ شعرا کی تعداد تیرہ سو کے لگ بھگ ہے۔ جلدِ دوم اور جلدِ سوم میں تمام شعرا کی مختصر سوانح عمری بھی درج کردی گئی ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے بیش تر اشعار راقم الحروف کی مختلف بیاضوں میں کسی نہ کسی شکل میں پہلے ہی سے درج تھے۔ جس وقت یہ اشعار نوٹ کیے گئے تھے اُس وقت یہ ذہن میں نہ تھا کہ ان کے مآخذ کے حوالے بھی کبھی دینے کی ضرورت محسوس ہوگی، چناں چہ گنتی کے چند اشعار کے علاوہ بقیہ کسی شعر کا کوئی حوالہ نوٹ نہیں کیا گیا۔ اب جب کہ اشعار کے مآخذ کا حوالہ دینا پڑ رہا ہے تو بہت دقت محسوس ہو رہی ہے۔

حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ تمام اشعار کے مآخذ کا حوالہ شعرا کے کلّیات، دواوین اور شعری مجموعوں سے دیا جائے۔ جن شعرا کے مجموعے دست یاب نہ ہو سکے، ان کے اشعار تاریخ ادب کی مختلف کتابوں، رسائل، جرائد اور تنقیدی کتابوں سے دے دیے گئے ہیں۔ کچھ شعرا کا کلام صرف تذکروں میں ملتا ہے، ایسی صورت میں تذکروں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ معروف اساتذہ کے اشعار تو ان کی کلّیات اور دواوین میں مل جاتے ہیں، لہٰذا ان کے اشعار کے مآخذ کا حوالہ دینے میں کچھ زیادہ پریشانی نہ ہوئی، البتہ غیر معروف شعرا کے اشعار کے حوالے کی نشاں دہی میں بہت مشکل پیش آئی اور وقت بھی بہت صَرف ہوا۔ بعض شعرا کے اشعار کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئے ہیں۔ کچھ شعرا کے اشعار ان کے شعری مجموعوں میں درج ہیں، مگر وہ لائبریریوں میں دست یاب نہیں ہیں۔ نئی نسل کے بعض شعرا کے اشعار کے حوالے کی نشاں دہی کے لیے ان کے متعدّد شعری مجموعوں کی ورق گردانی کرنا پڑی۔ ہندوستان کے بعض شعرا کے شعری مجموعے پاکستان میں آسانی سے دست یاب نہیں۔ راقم الحروف نے متعدّد شعرا کے اشعار مختلف رسالوں اور جریدوں سے نوٹ کیے تھے۔ ان رسائل و جرائد کا نہ تو سنہِ اشاعت یاد ہے اور نہ ہی ان کے نام۔ چناں چہ ان اشعار کی نشاں دہی کے لیے بیسیوں رسالوں اور جریدوں کی بلا منصوبہ بندی خاک چھاننا پڑی۔

زیرِ نظر کتاب میں بعض جگہ کسی شاعر کی ایک غزل کے دو اشعار کے مآخذ کا حوالہ دو

مختلف کتابوں سے دیا گیا ہے۔ اِس کی خاص وجہ یہ ہے کہ راقم الحروف نے اِن دو اشعار کا انتخاب مختلف اوقات میں کیا اور پہلے شعر کے حوالے کی کتاب دوسرے شعر کے انتخاب کے وقت دست یاب نہ تھی۔

متن میں جن شعرا کا کلام شامل ہے اُن سب کا مختصر تعارف زیرِ نظر کتاب میں درج کر دیا گیا ہے۔ شعرا کی تاریخ ہائے پیدائش اور تاریخ ہائے وفات میں مختلف کتابوں میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ شعر و ادب کے ایک طالبِ علم کے لیے، جو شعرا کے کوائف جمع کر رہا ہو، یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ کس بیان کو صحیح تسلیم کرے اور کس کو غلط۔ بعض اوقات خود نوشت تاریخِ ولادت بھی صحیح نہیں ہوتی کیوں کہ سٹرفکیٹ میں کچھ اندراج ہوتا ہے اور صحیح تاریخِ پیدائش کچھ اور ہوتی ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ادیبوں، دانش وَروں اور شعرا کی تاریخ ہائے پیدائش اور تاریخ ہائے وفات کے صحیح اندراج کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ بعض قدیم شعرا کے صرف سنہ ہائے وفات ہی درج کیے گئے ہیں کیوں کہ ان کے سنہ ہائے ولادت کسی تذکرے میں مرقوم نہیں۔ سنہِ وفات سے بہر صورت یہ تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ شخصِ مذکور کا کس عہد سے تعلق تھا۔

انسان فطرتاً حسن و جمال کا شیدائی ہے۔ ایک اعلیٰ جمالیاتی حسِ رکھنے والا انسان باغ میں کھلے ہوئے رنگ برنگ پھولوں کا روح پرور منظر دیکھ کر فرحت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ وہ اچھی موسیقی سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے، خواہ وہ موسیقی کے رموز و نکات سے اچھی طرح واقف نہ ہو۔ اِسی طرح وہ مصوّری کے کسی شاہ کار کو دیکھ کر بھی دم بخود رہ جاتا ہے، بقولِ جگر مراد آبادی:

حُسن جس رنگ میں ہوتا ہے، جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لیے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

اچھا شعر انسان کو تازگی اور فرحت بخشتا ہے اور اُس کے ذہن کے بوجھ کو ہلکا کر دیتا ہے۔ ایک باذوق شخص جب کوئی خوب صورت شعر سنتا ہے تو پھڑک اٹھتا ہے۔ اُس پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اُس کے مُنھ سے بے ساختہ 'واہ' نکل جاتی ہے اور وہ

گھنٹوں اُس سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

راقم الحروف تو مہینوں کسی غیر معمولی شعر سے لطف اندوز ہوتا رہا ہے۔ بقولِ ڈاکٹر جمیل جالبی:

شعر پڑھنا اور سمجھنا اور اس سے لطف اندوز ہونا خود ایک تخلیقی عمل ہے۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی اچھی کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میرے نزدیک اچھی کتاب کی تعریف یہ نہیں ہے کہ اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جا سکے، بلکہ اچھی کتاب اُسے کہتے ہیں جس میں سے کچھ خارج کرنا دشوار ہو۔

اہلِ ذوق بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ انتخاب ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے معیّنہ معیار پر کہاں تک پورا اُترتا ہے۔

میرے احباب شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے اِس مجموعے کی ترتیب و تدوین میں میری معاونت کی ہے۔

یکم جنوری ۲۰۰۳ء

محمد شمس الحق

مکان نمبر اے۔۱۳۶،

بلاک ۱۴، گلستانِ جوہر، کراچی

۞ ۞ ۞

اشعار

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

۱ مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتبار کھوتی ہے

(ولیؔ دکنی)

۲ تمھارے، لوگ کہتے ہیں، کمر ہے
کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے

(شاہ مبارک آبروؔ)

۳ نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا دیوے
کہ اُس کو بدنُما لگتا ہے جیسے چاند کو گہنا

(شاہ مبارک آبروؔ)

۴ عبث، دلِ، بے کسی پہ اپنی توں ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم، اے دِوانے، عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے

(خان آرزوؔ)

۵ درپے ہے عیب جُو ترے، حاتمؔ تو غم نہ کھا
دشمن ہے عیب جُو تو خدا عیب پوش ہے

(شاہ حاتمؔ)

۶ پگڑی اپنی یہاں سنبھال چلو
اَور بستی نہیں یہ دلّی ہے

(شاہ حاتم)

۷ خدا کے واسطے اِس کو نہ ٹوکو
یہی اِک شہر میں قاتل رہا ہے

(مظہر جانِ جاں)

۸ دُور سے آئے تھے ساقی، سن کے مے خانے کو ہم
پر ترستے ہی چلے اب ایک پیمانے کو ہم

(امیر خاں انجام)

۹ غزالاں، تم تو واقف ہو، کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزرا

(رام نرائن موزوں)

۱۰ چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو
تا قیامت سوزنِ تدبیر اگر سیتی رہے

(جعفر علی خاں ذکی)

۱۱ دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے
کام عُشّاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے قتلِ عام کیا

(شرف الدین پیام)

۱۲ سوداؔ جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ
کیا جانیے، تو نے اُسے کس آن میں دیکھا

(سوداؔ)

۱۳ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نُما آشیانے میں

(سوداؔ)

۱۴ سوداؔ، خدا کے واسطے، کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے میں

(سوداؔ)

۱۵ کیفیتِ چشم اُس کی تجھے یاد ہے سوداؔ؟
ساغر کو مِرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

(سوداؔ)

۱۶ اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی چلے گئے
پھر پھر گُل آ چکے، پہ سجن تم بھلے گئے

(سوداؔ)

۱۷ سوداؔ کے جو بالیں پہ گیا شورِ قیامت
خدّامِ ادب بولے، ابھی آنکھ لگی ہے

(سوداؔ)

۱۸ گُل پھینکے ہے عالَم کی طرف، بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر اندازِ چمن، کچھ تو اِدھر بھی

(سوداؔ)

۱۹
فکرِ معاش، عشقِ بُتاں، یادِ رفتگاں
اِس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کِیا کرے

(سوداؔ)

۲۰
جس روز کسی اور پہ بے داد کرو گے
یہ یاد رہے، ہم کو بہت یاد کرو گے

(سوداؔ)

۲۱

روٹی تو کما کھاوے کسی طرح مچھندر

(سوداؔ)

۲۲
جو کہ ظالم ہو، وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا!

(سوداؔ)

۲۳
مجھ میں اور اُن میں، سبب کیا جو لڑائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

(محمد امان نثاؔر)

۲۴
وائے نادانی، کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا

(دردؔ)

۲۵
مَیں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مِری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا

(دردؔ)

۲۶ تر دامنی پہ شیخ ہماری، نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

(دردؔ)

۲۷ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ وبیاں

(دردؔ)

۲۸ سیر کر دُنیا کی غافل، زندگانی پھر کہاں
زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہاں

(دردؔ)

۲۹ بسا ہے کون ترے دل میں گُل بدن اے دردؔ
کہ بوُ گلاب کی آئی ترے پسینے سے

(دردؔ)

۳۰ روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمرِ رفتہ، چھوڑ گئی توُ کہاں مجھے

(دردؔ)

۳۱ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اِس جینے کے ہاتھوں مر چلے

(دردؔ)

۳۲ ساقیا، یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے، ساغر چلے

(دردؔ)

۳۳ دن کٹا، جس طرح کٹا، لیکن
رات کٹتی نظر نہیں آتی

(سیّد محمد آثرؔ)

۳۴ کُھلا نشے میں جو پگڑی کا پیچ اُس کی میرؔ
سمندِ ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا

(میر تقی میرؔ)

۳۵ اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا، اِس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا

(میر تقی میرؔ)

۳۶ ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کرے ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

(میر تقی میرؔ)

۳۷ تدبیر میرے عشق کی کیا فائدہ طبیب!
اب جان ہی کے ساتھ یہ آزار جائے گا

(میر تقی میرؔ)

۳۸ راہِ دوُرِ عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے، ہوتا ہے کیا

(میر تقی میرؔ)

۳۹ دوُر بیٹھا غبارِ میرؔ اس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

(میر تقی میرؔ)

۴۰ اب تو جاتے ہیں بُت کدے سے میرؔ
پھر ملیں گے، اگر خدا لایا

(میر تقی میرؔ)

۴۱ میرے سنگِ مزار پر فرہاد
رکھ کے تیشہ کہے ہے، یا اُستاد!

(میر تقی میرؔ)

۴۲ میرؔ صاحب، زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار

(میر تقی میرؔ)

۴۳ شکوۂ آبلہ ابھی سے میرؔ
ہے پیارے، ہنوز دلّی دُور

(میر تقی میرؔ)

۴۴ کرے کیا کہ انسان مجبور ہے
زمیں سخت ہے، آسماں دُور ہے

(میر تقی میرؔ)

۴۵ شرط سلیقہ ہے ہر اِک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

(میر تقی میرؔ)

۴۶ ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
اُس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

(میر تقی میرؔ)

۴۷ میرؔ، عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

(میر تقی میرؔ)

۴۸ میرے تغیّرِ حال پر مت جا
اتّفاقات ہیں زمانے کے

(میر تقی میرؔ)

۴۹ فقیرانہ آئے، صدا کر چلے
میاں خوش رہو، ہم دُعا کر چلے

(میر تقی میرؔ)

۵۰ کام تھے عشق میں بہت پر میرؔ
ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

(میر تقی میرؔ)

۵۱ سرھانے میرؔ کے کوئی نہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

(میر تقی میرؔ)

۵۲ یہی جانا کہ کچھ نہ جانا، ہائے
سو بھی اِک عمر میں ہُوا معلوم

(میر تقی میرؔ)

۵۳ پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس، تم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

(میر تقی میرؔ)

۵۴
مرگِ مجنوں سے عقل گم ہے میرؔ
کیا دِوانے نے موت پائی ہے

(میر تقی میرؔ)

۵۵
وجہِ بیگانگی نہیں معلوم
تم جہاں کے ہو، واں کے ہم بھی ہیں

(میر تقی میرؔ)

۵۶
جائے ہے جی نجات کے غم میں
ایسی جنّت گئی جہنّم میں

(میر تقی میرؔ)

۵۷
حدیثِ زلفِ دراز اُن کے مُنھ کی بات بڑی
کبھو کے دن ہیں بڑے یاں، کبھو کی رات بڑی

(میر تقی میرؔ)

۵۸
میرؔ کیا سادے ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطّار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

(میر تقی میرؔ)

۵۹
پتّا پتّا، بوٗٹا بوٗٹا، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

(میر تقی میرؔ)

۶۰
پھرتے ہیں میرؔ خوار کوئی پوچھتا نہیں
اِس عاشقی میں عزّتِ سادات بھی گئی

(میر تقی میرؔ)

۶۱
بہت کچھ کہا ہے، کرو میرؔ بس
کہ اللہ بس اور باقی ہوس

(میر تقی میرؔ)

۶۲
میرؔ بندوں سے کام کب نکلا
مانگنا ہے جو کچھ خدا سے مانگ

(میر تقی میرؔ)

۶۳
بارے دُنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

(میر تقی میرؔ)

۶۴
مر گیا کوہ کن اِسی غم میں
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

(میر تقی میرؔ)

۶۵

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو!
ہم کو غریب جان کے، ہنس ہنس پکار کے
دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اُس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اُسی اُجڑے دیار کے

(میر تقی میرؔ)

۶۶
کیا کہیں، کچھ کہا نہیں جاتا
اب تو چُپ بھی رہا نہیں جاتا

(میر تقی میر)

۶۷
سارے عالَم پر ہوں مَیں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا

(میر تقی میر)

۶۸
شعلہ بھڑک اُٹھا مِرے اِس دل کے داغ سے
آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(مہتاب رائے تاباں)

۶۹
یا تنگ نہ کر، ناصحِ ناداں، مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا، کمر ایسی

(مہتاب رائے تاب)

۷۰
بُتاں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا

(میر سجّاد)

۷۱
قسمت تو دیکھ، ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
کچھ دُور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

(قائم چاند پوری)

۷۲
ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ!
کچھ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

(قائم چاند پوری)

۷۳
مَے کی توبہ کو تو مدّت ہوئی قائمؔ لیکن
بے طلب اب بھی جو مِل جائے تو انکار نہیں

(قائمؔ چاند پوری)

۷۴
شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کِیا

(محمد یار خاں امیرؔ)

۷۵
وے صورتیں الٰہی کس مُلک بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

(فتح علی شیداؔ)

۷۶
صبح اُٹھ جام سے گزرتی ہے
شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

(شاہ عالم آفتابؔ)

۷۷
دل چھوڑ گیا ہم کو، دلبر سے توقّع کیا
اپنے نے کِیا یہ کچھ، بیگانے کو کیا کہیے

(انعام اللہ خاں یقینؔ)

۷۸
کی فرشتوں کی راہ اَبر نے بند
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

(میر سوزؔ)

۷۹ یار اغیار ہو گئے، اللہ!
کیا زمانے کا انقلاب ہوا

(میر سوز)

۸۰ مفت ایسے کو دل دیا تو نے!
اے مری جان، کیا کِیا تو نے!

(قمر الدین منت)

۸۱ تھا ارادہ تری فریاد کریں حاکم سے
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

(نظیر اکبر آبادی)

۸۲

ٹک دیکھ لیا، دل شاد کیا، خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

(نظیر اکبر آبادی)

۸۳

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

(نظیر اکبر آبادی)

۸۴ کل جُگ نہیں، کرجگ ہے یہ، یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے، اِس ہات دے، اُس ہات لے

(نظیر اکبر آبادی)

۸۵ ہُشیار یار جانی، یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

(نظیر اکبر آبادی)

۸۶ پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا، کروڑوں پنڈت، ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر، خدا کی باتیں خدا ہی جانے

(نظیر اکبر آبادی)

۸۷ جو خوشامد کرے خلق اس سے سدا راضی ہے
سچ تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

(نظیر اکبر آبادی)

۸۸ ہماری بھی کہانی کل بیاںؔ یوں ہی بناویں گے
کہ جیسے آج ہم اوروں کے افسانے بناتے ہیں

(احسن الدین بیاںؔ)

۸۹ زندگی ہے تو خزاں کے بھی گزر جائیں گے دن
فصلِ گُل جیتوں کو پھر اگلے برس آتی ہے

(میر حسنؔ)

۹۰ کسی سے نہ بر آوے کچھ کامِ جاں
جو وہ مہرباں ہے تو کُل مہرباں

(میر حسنؔ)

۹۱ تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو تجھ سے مایوس اُمّید وار

(میر حسنؔ)

۹۲ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سِن
جوانی کی راتیں، مرادوں کے دن

(میر حسنؔ)

۹۳ رُکے جو کوئی اس سے رُک جایئے
جُھکے آپ سے، اُس سے جُھک جایئے

(میر حسنؔ)

۹۴ گیا ہو جب اپنا ہی جیوڑا نکل
کہاں کی رُباعی، کہاں کی غزل

(میر حسنؔ)

۹۵ کسی کی بدی تو نہ کر، عیب ہے
کہ اُس کا خدا عالم الغیب ہے

(میر حسنؔ)

۹۶ کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں
سدا ناو کاغذ کی بہتی نہیں

(میر حسنؔ)

۹۷ سدا عیش دوراں دِکھاتا نہیں
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

(میر حسنؔ)

۹۸ پھر چھیڑا حسنؔ نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم!

(میر حسنؔ)

۹۹ کیا ہنسے اب کوئی اور کیا رو سکے
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

(میر حسنؔ)

۱۰۰ جو کوئی آوے ہے، نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں

(میر حسنؔ)

۱۰۱ دوستی کس سے نہ تھی، کس سے مجھے پیار نہ تھا
جب بُرے وقت پہ دیکھا تو کوئی یار نہ تھا

(میر حسنؔ)

۱۰۲ تمھیں غیروں سے کب فرصت، ہم اپنے غم سے کب خالی
چلو بس ہو چکا ملنا، نہ تم خالی نہ ہم خالی

(جعفر علی حسرتؔ)

۱۰۳ کس کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے
لو ہم تمھیں دل دیتے ہیں، کیا یاد کرو گے

(جعفر علی حسرتؔ)

۱۰۴ ٹک ساتھ ہو حسرت دلِ مرحوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے، ذرا دھوم سے نکلے

(فدویؔ عظیم آبادی)

۱۰۵ رکھ نہ آنسو سے وصل کی اُمید
کھاری پانی سے دال گلتی نہیں

(قدرت اللہ قدرتؔ)

۱۰۶ جب مسیحا دشمنِ جاں ہو، تو کب ہو زندگی
کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگا

(قدرت اللہ قدرتؔ)

۱۰۷ چلی بھی جا جرسِ غنچہ کی صدا پہ نسیم!
کہیں تو قافلۂ نَو بہار ٹھہرے گا

(مصحفی)

۱۰۸ جو سیر کرنی ہے، کرلے کہ جب خزاں آئی
نہ گُل رہے گا چمن میں نہ خار ٹھہرے گا

(مصحفی)

۱۰۹ جو ملا، اُس نے بے وفائی کی
کچھ بھروسا نہیں زمانے کا

(مصحفی)

۱۱۰ اے مصحفی! تُو اِن سے محبت نہ کیجیو
ظالم غضب ہی ہوتی ہیں یہ دلّی والیاں

(مصحفی)

۱۱۱ لوگ کہتے ہیں، محبت میں اثر ہوتا ہے
کون سے شہر میں ہوتا ہے، کدھر ہوتا ہے

(مصحفی)

۱۱۲ مصحفی! ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

(مصحفی)

۱۱۳ مت میرے رنگِ زرد کا چرچا کرو کہ یاں
رنگ ایک سا ہمیشہ کسی کا نہیں رہا

(مصحفی)

۱۱۴ مَیں عجب یہ رسم دیکھی، مجھے روزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے، وہی لے ثواب اُلٹا

(مصحفی)

۱۱۵ ترے کوُ میں اِس بہانے ہمیں دن کو رات کرنا
کبھی اِس سے بات کرنا، کبھی اُس سے بات کرنا

(مصحفی)

۱۱۶ حسرت پہ اُس مسافرِ بے کس کی روئیے
جو رہ گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

(مصحفی)

۱۱۷ بُلبُل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
پھر اِس چمن میں بوُم بسے یا ہُما رہے

(مصحفی)

۱۱۸ اے مصحفی، مَیں روؤں کیا اگلی صحبتوں کو
بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

(مصحفی)

۱۱۹ نہ ہم دم ہے کوئی، نہ اب ہم نشیں ہے
بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہے

(جرأت)

۱۲۰ دلِ وحشی کو خواہش ہے تمھارے در پہ آنے کی
دِوانہ ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانے کی

(جرأت)

۱۲۱ سرسری اُن سے ملاقات ہے گاہے گاہے
صحبتِ غیر میں گاہے، سرِ راہے گاہے

(جرأت)

۱۲۲

اُس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی

(جرأت)

اندھے کو اندھیرے میں بہت دوٗر کی سوجھی

(انشا)

۱۲۳ غافل تجھے کرتا ہے یہ گھڑیال منادی
گردوٗں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

(قدرت اللہ شوق)

۱۲۴ آخر گِل اپنی صرفِ درِ مے کدہ ہوئی
پہنچے وہاں ہی خاک، جہاں کا خمیر ہو

(جہاں دار شاہ جہاندار)

۱۲۵ کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرتِ انسان پر
فعلِ بد تو اِن سے ہو لعنت کریں شیطان پر

(انشا)

۱۲۶ کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

(انشا)

۱۲۷ نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری، راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بیزار بیٹھے ہیں

(انشا)

۱۲۸ نجیبوں کا عجب کچھ حال ہے اِس دَور میں یارو
جسے پوچھو، یہی کہتے ہیں، ہم بے کار بیٹھے ہیں

(انشا)

۱۲۹ کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے، سنا انشا
غنیمت ہے جو ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

(انشا)

۱۳۰ چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے، لو اور سنو

(انشا)

۱۳۱ ہزار شیخ نے داڑھی بڑھائی سَن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

(انشا)

۱۳۲

تیری زباں کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

(مرزا عظیم بیگ عظیم)

۱۳۳ شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(مرزا عظیم بیگ عظیم)

۱۳۴ ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناو کاغذ کی کہیں چلتی نہیں

(رنگیںؔ)

۱۳۵ جھوٹا کبھی نہ جھوٹا ہووے
جھوٹے کے آگے سچّا رووے

(رنگیںؔ)

۱۳۶ وصل بھی دیکھا، جدائی دیکھ لی
حق نے جو صورت دِکھائی، دیکھ لی
دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی، دیکھ لی

(منشی موجی رام موجیؔ)

۱۳۷ چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

(منولال صفاؔ)

۱۳۸ جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے
یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد

(مرزا تقی ہوسؔ)

۱۳۹ اے خالِ رُخِ یار تجھے ٹھیک بناتا
جا، چھوڑ دیا حافظِ قرآن سمجھ کر

(شاہ نصیرؔ)

۱۴۰
نصیرؔ اُس زلف کی یہ کج ادائی کوئی جاتی ہے
مثل مشہور ہے رسّی جلی، لیکن نہ بل نکلا

(شاہ نصیرؔ)

۱۴۱
خیالِ زلف میں ہر دم نصیرؔ پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل، اب لکیر پیٹا کر

(شاہ نصیرؔ)

۱۴۲
سرِ مژگاں بوقتِ نالہ آنسو کو ترستے ہیں
یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

(شاہ نصیرؔ)

۱۴۳
دل جو اپنا تھا، سو ہے بیگانہ
اِس زمانے میں کوئی یار نہیں

(حکیم فضل اللہ مرزا)

۱۴۴
یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ

(نورالاسلام منتظرؔ)

۱۴۵

پوچھا صاحبقراںؔ نے جادی سے

- - - - - - - - - -

ہنس کے بولی کہ دیکھ لو صاحب
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

(صاحبقراںؔ)

۱۴۶ ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے
دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

(کرامت علی شہیدیؔ)

۱۴۷ کیا روزِ بد میں ساتھ رہے کوئی ہم نشیں
پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں شجر سے دُور

(ناسخؔ)

۱۴۸ شبہ ناسخؔ نہیں کچھ میر کی اُستادی میں
آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں

(ناسخؔ)

۱۴۹ زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں!

(ناسخؔ)

۱۵۰ کسی کا کب کوئی روزِ سیہ میں ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

(ناسخؔ)

۱۵۱ کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

(بہادر شاہ ظفرؔ)

۱۵۲ بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے، تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

(بہادر شاہ ظفرؔ)

۱۵۳ یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

(بہادر شاہ ظفرؔ)

۱۵۴ ظفرؔ آدمی اس کو نہ جانیے گا، ہو وہ کیسا ہی صاحبِ فہم وذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

(بہادر شاہ ظفرؔ)

۱۵۵ گھر میں ترے کودا کوئی یوں دھم سے نہ ہوگا
جو ہم سے ہوا فعل، وہ رستم سے نہ ہو گا

(نوازش حسین نوازشؔ)

۱۵۶ وصالِ یار سے دُونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

(مرزا علی اکبر مضطربؔ)

۱۵۷ دُنیا کے جو مزے ہیں، ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے، افسوس ہم نہ ہوں گے

(مرزا تقی خاں ترقّیؔ)

۱۵۸ آدمی بُلبُلہ ہے پانی کا
کیا بھروسا ہے زندگانی کا

(عبدالرّضا رضاؔ)

۱۵۹ آئے بھی لوگ، بیٹھے بھی، اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مَیں جا ہی ڈھونڈتا تِری محفل میں رہ گیا

(آتشؔ)

۱۶۰ سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا؟
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا؟

(آتش)

۱۶۱ طبل وعلَم نہ پاس ہے اپنے نہ مُلک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا؟

(آتش)

۱۶۲ بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خوں نہ نکلا

(آتش)

۱۶۳ فاتحہ پڑھنے کو آئے قبرِ آتش پر نہ یار
دو ہی دن میں پاسِ اُلفت اِس قدر جاتا رہا

(آتش)

۱۶۴ لگے مُنھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی، خبر لیجے، دہن بگڑا

(آتش)

۱۶۵ بندشِ الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصّع ساز کا

(آتش)

۱۶۶ مشتاقِ دردِ عشق جگر بھی ہے، دل بھی ہے
کھاؤں کدھر کی چوٹ، بچاؤں کدھر کی چوٹ

(آتش)

۱۶۷ اُٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں
روئیے کس کے لیے، کس کس کا ماتم کیجیے

(آتش)

۱۶۸ نگاہِ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش!
زمانہ پھر گیا، چلنے لگی ہوا اُلٹی

(آتش)

۱۶۹ موت مانگوں تو رہے آرزوے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

(آتش)

۱۷۰ ہر شب شبِ برات ہے، ہر روز عید ہے
سوتا ہوں ہاتھ گردنِ مینا میں ڈال کے

(آتش)

۱۷۱ پیام بر نہ میسّر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

(آتش)

۱۷۲ اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہیں
مجھ پہ احساں جو نہ کرتے، تو یہ احساں کرتے

(آتش)

۱۷۳ تکلّف سے بَری ہے حُسنِ ذاتی
قبائے گُل میں گُل بوٗٹا کہاں ہے

(آتش)

۱۷۴ بیاں خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قِصّہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا

(آتش)

۱۷۵ باراں کی طرح لُطف و کرم عام کیے جا
آیا ہے جو دُنیا میں تو کچھ کام کیے جا

(آتش)

۱۷۶ نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے
نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات

(آتش)

۱۷۷ یہ صدا آتی ہے خموشی سے
مُنھ سے نکلی، ہوئی پرائی بات

(آتش)

۱۷۸ فصلِ بہار آئی، پیو صوفیو شراب
بس ہو چکی نماز، مصلاّ اُٹھائیے

(آتش)

۱۷۹ زمینِ چمن گُل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

(آتش)

۱۸۰ نہ گورِ سکندر، نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

(آتش)

۱۸۱ غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

(آتش)

۱۸۲ سفر ہے شرط، مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے

(آتش)

۱۸۳ ہنسنے والا نہیں ہے رونے پر
ہم کو غربت وطن سے بہتر ہے

(آتش)

۱۸۴ دوستوں سے اِس قدر صدمے ہوئے ہیں جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گِلہ جاتا رہا

(آتش)

۱۸۵ اے شمع، صبح ہوتی ہے، روتی ہے کس لیے
تھوڑی سی رہ گئی ہے، اِسے بھی گزار دے

(حکیم آغا جان عیش)

۱۸۶ موت سے کس کو رُستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

(شوق لکھنوی)

۱۸۷ عمر بھر کون کس کو روتا ہے
کون صاحب کسی کا ہوتا ہے

(شوق لکھنوی)

۱۸۸ بے اثر کب یہ چاہ ہوتی ہے
دل سے اِک دل کو راہ ہوتی ہے

(شوق لکھنوی)

۱۸۹ اب کوئی اِس میں کیا دلیل کرے
جس کو چاہے خدا ذلیل کرے

(شوق لکھنوی)

۱۹۰ ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

(رجب علی بیگ سُرُورؔ)

۱۹۱ ہو تو عاشق سوچ کر اُس دشمنِ ایمان کا
دل نہ کر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا

(ذوقؔ)

۱۹۲ قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوقؔ! وگرنہ
سب فن میں ہوں مَیں طاق، مجھے کیا نہیں آتا؟

(ذوقؔ)

۱۹۳ اے ذوقؔ! تکلّف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں ہے وہ جو تکلّف نہیں کرتا

(ذوقؔ)

۱۹۴ آدمیت اور شے ہے، علم ہے کچھ اور چیز
کتنا توتے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

(ذوقؔ)

۱۹۵ زاہد شراب پینے سے کافر ہُوا مَیں کیوں
کیا ڈیڑھ چُلّو پانی میں ایمان بہہ گیا؟

(ذوقؔ)

۱۹۶ گُل اُس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا

(ذوقؔ)

۱۹۷ ہے قفس سے شور اِک گُلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے اِن دنوں صیاد کا

(ذوقؔ)

۱۹۸ نہ ہُوا پر نہ ہُوا میرؔ کا انداز نصیب
ذوقؔ یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

(ذوقؔ)

۱۹۹ کسی بے کس کو، اے بے دادگر، مارا تو کیا مارا
جو آپھی مر رہا ہو، اُس کو گر مارا تو کیا مارا

(ذوقؔ)

۲۰۰ گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

(ذوقؔ)

۲۰۱ مجھ سا مشتاقِ جمال ایک نہ پاؤ گے کہیں
لاکھ ڈھونڈو گے چراغِ رُخِ زیبا لے کر

(ذوقؔ)

۲۰۲ اِن دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوقؔ پر دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

(ذوقؔ)

۲۰۳ مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگماں، وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

(ذوقؔ)

۲۰۴ وقتِ پیری، شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

(ذوقؔ)

۲۰۵ رندِ خرابِ حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی، اپنی نبیڑ تو

(ذوقؔ)

۲۰۶ بجا کہے جسے عالم، اُسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

(ذوقؔ)

۲۰۷ لائی حیات، آئے، قضا لے چلی، چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

(ذوقؔ)

۲۰۸ ہم سے بھی اِس بساط پہ کم ہوں گے بدقمار
جو چال ہم چلے، سو نہایت بُری چلے

(ذوقؔ)

۲۰۹ اے شمع، تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اِسے رو کر گزار دے

(ذوقؔ)

۲۱۰ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

(ذوقؔ)

۲۱۱ اے ذوقؔ، دیکھ! دخترِ رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

(ذوقؔ)

۲۱۲ اے ذوقؔ! کسی ہم دمِ دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

(ذوقؔ)

۲۱۳ کیے ضبط اشک، آہ پہنچی فلک پر
مِرا عشق کم خرچ بالانشیں ہے

(ذوقؔ)

۲۱۴ ستم کو ہم کرم سمجھے، جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بُت سے خدا سمجھے

(ذوقؔ)

۲۱۵ پلا مے آشکارا ہم کو، کس کی ساقیا چوری
خدا کی جب نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری

(ذوقؔ)

۲۱۶ کِھل کے گُل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بِن کھلے مرجھا گئے

(ذوقؔ)

۲۱۷ کیا غرض، لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
اُن کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

(ذوقؔ)

۲۱۸ ناز ہے گُل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوقؔ!
اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

(ذوقؔ)

۲۱۹ کہتے ہیں آج ذوقؔ جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا، خدا مغفرت کرے

(ذوقؔ)

۲۲۰ مؤذّن مرحبا بروقت بولا
تِری آواز مکّے اور مدینے

(ذوقؔ)

۲۲۱ دردِ سر سے ہو کسے صندل لگانے کا دماغ
اِس کا اِک گھسنا، لگانا، دردِ سر یہ بھی تو ہے

(الٰہی بخش معروفؔ)

۲۲۲ کہاں تک رازِ دل افشا نہ کرتا
مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

(الٰہی بخش معروفؔ)

۲۲۳ چلا ہے، او دلِ راحت طلب، کیا شاد ماں ہو کر
زمینِ کوئے جاناں رنج دے گی آسماں ہو کر

(خواجہ وزیرؔ)

۲۲۴ اِسی خاطر تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر

(خواجہ وزیرؔ)

۲۲۵ کسی کے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی، کباب شیشے میں

(خواجہ وزیرؔ)

۲۲۶ جو خاص بندے ہیں، وہ بندۂ عوام نہیں
ہزار بار جو یوسف بکے، غلام نہیں

(خواجہ وزیرؔ)

۲۲۷ ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیرانداز ہو، سیدھا تو کر لو تیر کو

(خواجہ وزیرؔ)

۲۲۸ دکھایا کنجِ قفس مجھ کو آب و دانے نے
وگرنہ دام کہاں، مَیں کہاں، کہاں صیّاد

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۲۹ پھر وہی کنجِ قفس ہے، وہی صیّاد کا گھر
چار دن اور ہوا باغ کی کھا لے بُلبُل

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۰ وعدے پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے
کہنے کو بات رہ گئی اور دن گزر گئے

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۱ کیا مِلا عرضِ مُدّعا کر کے
بات بھی کھوئی التجا کر کے

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۲ بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۳ سیر کی، خوب پھرے، پھول چُنے، شاد رہے
باغ باں، جاتے ہیں، گلشن ترا آباد رہے

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۴ آ عندلیب، مِل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گُل پکار، مَیں چلاّؤں ہائے دل

(سیّد محمد خاں رندؔ)

۲۳۵ روز اِس شہر میں اِک حکم نیا ہوتا ہے
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے

(غالبؔ)

۲۳۶ بُلبُل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گُل
کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا

(غالبؔ)

۲۳۷ گو مَیں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

(غالبؔ)

۲۳۸ اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا، قاتل سے کہتا ہے
تو مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر!

(غالبؔ)

۲۳۹ بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

(غالبؔ)

۲۴۰ کُھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے

(غالبؔ)

۲۴۱ غالبؔ بُرا نہ مان، جو واعظ بُرا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

(غالبؔ)

۲۴۲ توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا؟
آسماں سے بادۂ گُل فام گر برسا کرے

(غالبؔ)

۲۴۳ بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

(غالبؔ)

۲۴۴ کی مِرے قتل کی بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(غالبؔ)

۲۴۵ آہ کو چاہیے اِک عمر اثر ہوتے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک

(غالبؔ)

۲۴۶ ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک

(غالبؔ)

۲۴۷ غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو، جز مرگ، علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک

(غالبؔ)

۲۴۸ غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ!
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

(غالبؔ)

۲۴۹ قرض کی پیتے تھے مَے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

(غالبؔ)

۲۵۰ مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ، قبلۂ حاجات، چاہیے

(غالبؔ)

۲۵۱ سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے

(غالبؔ)

۲۵۲ مَے سے غرض نشاط ہے کس رُوسیاہ کو
اِک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

(غالبؔ)

۲۵۳ ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی

(غالبؔ)

۲۵۴ یہ لاشِ بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا

(غالبؔ)

۲۵۵ ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ اُلفت اسدؔ
ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہیں، کھاویں گے کیا؟

(غالبؔ)

۲۵۶ مضمحل ہو گئے قویٰ غالبؔ
وہ عناصر میں اعتدال کہاں!

(غالبؔ)

۲۵۷ یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

(غالبؔ)

۲۵۸. بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(غالبؔ)

۲۵۹ جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت، کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

(غالبؔ)

۲۶۰ اِس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

(غالبؔ)

۲۶۱ لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں
ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

(غالبؔ)

۲۶۲ دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا
مَیں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(غالبؔ)

۲۶۳ کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اِک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے!

(غالبؔ)

۲۶۴ گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلّی نہ طوُر پر
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

(غالبؔ)

۲۶۵ وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

(غالبؔ)

۲۶۶ ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شِعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

(غالبؔ)

۲۶۷ وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اُٹھیے بس اب، کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی

(غالبؔ)

۲۶۸ زندگی اپنی جب اِس شکل سے گزری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

(غالبؔ)

۲۶۹ اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو
جو مَے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں

(غالبؔ)

۲۷۰ بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مِرے بیاں کے لیے

(غالبؔ)

۲۷۱ دیا ہے خلق کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے
بنا ہے عیش تجمّل حسین خاں کے لیے

(غالبؔ)

۲۷۲ ادائے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

(غالبؔ)

۲۷۳ مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دَورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

(غالبؔ)

۲۷۴ تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلا دوں
کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

(غالبؔ)

۲۷۵ ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں، اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

(غالبؔ)

۲۷۶ ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟
بے سبب ہوا غالبؔ، دشمن آسماں اپنا

(غالبؔ)

۲۷۷ یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا

(غالبؔ)

۲۷۸ ہرچند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

(غالبؔ)

۲۷۹ موت کا ایک دن معیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی!

(غالبؔ)

۲۸۰ ہم وہاں ہیں، جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی!

(غالبؔ)

۲۸۱ جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی!

(غالبؔ)

۲۸۲ ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

(غالبؔ)

۲۸۳ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی، یہ ماجرا کیا ہے!

(غالبؔ)

۲۸۴ ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمّید
جو نہیں جانتے، وفا کیا ہے!

(غالبؔ)

۲۸۵ مَیں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے!

(غالبؔ)

۲۸۶ اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچّھا ہے

(غالبؔ)

۲۸۷ اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے مُنھ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچّھا ہے

(غالبؔ)

۲۸۸ ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

(غالبؔ)

۲۸۹ ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے؟

(غالبؔ)

۲۹۰ ابنِ مریم ہُوا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

(غالبؔ)

۲۹۱ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(غالبؔ)

۲۹۲ جب توقّع ہی اُٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی

(غالبؔ)

۲۹۳ آمد بہار کی ہے جو بُلبُل ہے نغمہ سنج
اُڑتی سی اِک خبر ہے زبانی طیور کی

(غالبؔ)

۲۹۴ گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دُور کی

(غالبؔ)

۲۹۵ ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کُھلا

(غالبؔ)

۲۹۶ ہم سخن فہم ہیں، غالبؔ کے طرف دار نہیں
دیکھیں، کہہ دے کوئی اِس سہرے سے بڑھ کر سہرا

(غالبؔ)

۲۹۷ منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے

(غالبؔ)

۲۹۸ سَو پُشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے

(غالبؔ)

۲۹۹ صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ، خدا گواہ
کہتا ہوں سچ، کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

(غالبؔ)

۳۰۰ ہیں اور بھی دُنیا میں سخن وَر بہت اچھّے
کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اور

(غالبؔ)

۳۰۱ رنج سے خُوگر ہُوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

(غالبؔ)

۳۰۲ نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے

(غالبؔ)

۳۰۳ عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

(غالبؔ)

۳۰۴ ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مِرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے

(غالبؔ)

۳۰۵ نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں، لیکن
بہت بے آبرُو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

(غالبؔ)

۳۰۶ کہاں مَے خانے کا دروازہ غالبؔ اور کہاں واعظ!
پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

(غالبؔ)

۳۰۷ عشق نے غالبؔ نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

(غالبؔ)

۳۰۸ جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(غالبؔ)

۳۰۹ یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے!
ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو؟

(غالبؔ)

۳۱۰ رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا؟

(غالبؔ)

۳۱۱ پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟
کوئی بتلاؤ، کہ ہم بتلائیں کیا؟

(غالبؔ)

۳۱۲ تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(غالبؔ)

۳۱۳ تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

(غالبؔ)

۳۱۴ درم و دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

(غالبؔ)

۳۱۵ دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے
عزیزو، اب اللہ ہی اللہ ہے

(غالبؔ)

۳۱۶ کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانیں غریب، اگلے زمانے والے

(وزیر علی صباؔ)

۳۱۷ دل میں اِک درد اٹھا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں، کیا جانیے، کیا یاد آیا

(وزیر علی صباؔ)

۳۱۸ آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(وزیر علی صباؔ)

۳۱۹ اذاں دی کعبے میں، ناقوس دیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

(محمد رضا برقؔ)

۳۲۰ قیس کا نام نہ لو، ذکرِ جنوں جانے دو
دیکھ لینا مجھے تم، موسمِ گُل آنے دو

(محمد رضا برقؔ)

۳۲۱　اے صنم! وصل کی تدبیروں سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

(محمد رضا برقؔ)

۳۲۲　اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو، آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

(مومنؔ)

۳۲۳　یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
مَیں الزام اُس کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا

(مومنؔ)

۳۲۴　تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دُنیا میں کیا نہیں ہوتا

(مومنؔ)

۳۲۵　تم مِرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

(مومنؔ)

۳۲۶　صاحب نے اِس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی، کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

(مومنؔ)

۳۲۷　اُس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے، آواز تو دیکھو

(مومنؔ)

۳۲۸ وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی، یعنی وعدہ نباہ کا، تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(مومنؔ)

۳۲۹ تو کہاں جائے گی، کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خوابِ عدم میں، شبِ ہجراں، ہوں گے!

(مومنؔ)

۳۳۰ عمر ساری تو کٹی عشقِ بُتاں میں مومنؔ
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے!

(مومنؔ)

۳۳۱ دربدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

(مومنؔ)

۳۳۲ شبِ ہجر میں کیا ہجومِ بلا ہے
زباں تھک گئی 'مرحبا' کہتے کہتے

(مومنؔ)

۳۳۳ کون سنتا ہے فغانِ درویش
قہرِ درویش، بجانِ درویش

(مومنؔ)

۳۳۴ خدا جانے، یہ کس کی جلوہ گاہِ ناز ہے دُنیا
ہزاروں اُٹھ گئے کثرت وہی باقی ہے محفل کی

(مظفر علی اسیر)

۳۳۵ آج ساقی میں نہیں گو کہ مروّت باقی
خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی

(مظفر علی اسیرؔ)

۳۳۶ گُل دستۂ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں
اِک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

(میر انیسؔ)

۳۳۷ کسی کی ایک طرح سے بسر ہوئی نہ انیسؔ
عروجِ مہر بھی دیکھا تو دو پہر دیکھا

(میر انیسؔ)

۳۳۸ لگا رہا ہوں مضامینِ نو کا پھر انبار
خبر کرو مرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

(میر انیسؔ)

۳۳۹ خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

(میر انیسؔ)

۳۴۰ انیسؔ دم کا بھروسا نہیں، ٹھہر جاؤ
چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

(میر انیسؔ)

۳۴۱ عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں
پانچویں پُشت ہے شبیر کی مدّاحی میں

(میر انیسؔ)

۳۴۲ ہر جا تِری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے
حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں!

(میر انیسؔ)

۳۴۳ نسیمِؔ دہلوی ہم موجدِ بابِ فصاحت ہیں
کوئی اُردو کو کیا سمجھے گا، جیسا ہم سمجھتے ہیں

(اصغر علی خاں نسیم)

۳۴۴ سفر ہے دشوار، خواب کب تک، بہت بڑی منزلِ عدم ہے
نسیمؔ جاگو، کمر کو باندھو، اُٹھاؤ بستر، کہ رات کم ہے

(اصغر علی خاں نسیم)

۳۴۵ کس شیر کی آمد ہے، کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف، چرخِ کہن کانپ رہا ہے

(مرزا دبیرؔ)

۳۴۶ نہ پھول تھے، نہ چمن تھا، نہ آشیانہ تھا
چُھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا

(مرزا دبیرؔ)

۳۴۷ ابھی اِس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

(میر حسین تسکیںؔ)

۳۴۸ سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں، اُدھر تو ہی تو ہے

(نصیر الدین حیدر بادشاہؔ)

۳۴۹ نہ تڑپنے کی اجازت ہے، نہ فریاد کی ہے
گھُٹ کے مرجاؤں، یہ مرضی مرے صیّاد کی ہے

(شیخ محمد جان شادؔ)

۳۵۰ جوانی سے زیادہ وقتِ پیری جوش ہوتا ہے
بھڑکتا ہے چراغِ صبح جب خاموش ہوتا ہے

(شیخ محمد جان شادؔ)

۳۵۱ نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار اِن سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(نادر لکھنوی)

۳۵۲ کب ہے عریانی سے بہتر کوئی دُنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا

(صاحب مرزا شناورؔ)

۳۵۳ اگر بخشے زہے قسمت، نہ بخشے تو شکایت کیا
سرِ تسلیم خَم ہے، جو مزاجِ یار میں آئے

(اصغر خاں اصغرؔ)

۳۵۴ ہم طالبِ شہرت ہیں، ہمیں ننگ سے کیا کام!
بدنام اگر ہوں گے، تو کیا نام نہ ہوگا!

(شیفتہؔ)

۳۵۵ تم لوگ بھی غضب ہو! کہ دل پر یہ اختیار
شب موم کر لیا، سحر آہن بنا دیا

(شیفتہؔ)

۳۵۶ افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
طاعت میں کچھ مزہ ہے نہ لذّت گناہ میں

(شیفتہ)

۳۵۷ اُڑتی سی شیفتہ کی خبر کچھ سنی ہے آج
لیکن خدا کرے، یہ خبر معتبر نہ ہو

(شیفتہ)

۳۵۸ اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ!

(شیفتہ)

۳۵۹ وہ شیفتہ، کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
مَیں کیا کہوں، کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

(شیفتہ)

۳۶۰ ہر چند سیر کی ہے بہت تم نے شیفتہ
پر مَے کدے میں بھی کبھی تشریف لائیے

(شیفتہ)

۳۶۱ ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو، آئے، کرے شکار مجھے

(شیفتہ)

۳۶۲ فسانے اپنی محبت کے سچ ہیں، پر کچھ کچھ
بڑھا بھی دیتے ہیں ہم زیبِ داستاں کے لیے

(شیفتہ)

۳۶۳ شاید اِسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ
ہے آگ سی جو سینے کے اندر لگی ہوئی

(شیفتہؔ)

۳۶۴ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں، پیمبری ہو جائے

(امین الدولہ مہرؔ)

۳۶۵ ہوتا ہے وہی، خدا جو چاہے
مختار ہے، جس طرح نباہے

(دیا شنکر نسیم)

۳۶۶ انسان و پری کا سامنا کیا!
مُٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا!

(دیا شنکر نسیم)

۳۶۷ بے وقت کسی کو کچھ ملا ہے!
پتّا کہیں حکم بِن ہلا ہے

(دیا شنکر نسیم)

۳۶۸ آتا ہو، تو ہاتھ سے نہ دیجے
جاتا ہو، تو اُس کا غم نہ کیجے

(دیا شنکر نسیم)

۳۶۹ کیا لُطف، جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ، جو سر پہ چڑھ کے بولے

(دیا شنکر نسیم)

۳۷۰ دونوں کے رہی نہ جان تن میں
کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں

(دیا شنکر نسیم)

۳۷۱ غم، راہ نہیں کہ ساتھ دیجے
دُکھ، بوجھ نہیں کہ بانٹ لیجے

(دیا شنکر نسیم)

۳۷۲ کس سوچ میں ہو نسیم! بولو
آنکھیں تو ملاؤ، دل کہاں ہے

(دیا شنکر نسیم)

۳۷۳ لائے اُس بُت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

(دیا شنکر نسیم)

۳۷۴ اِن روزوں لُطفِ حُسن ہے، آؤ تو بات ہے
دو دن کی چاندنی ہے پھر اندھیاری رات ہے

(منیؔر شکوہ آبادی)

۳۷۵ پیری میں ولولے وہ کہاں ہیں شباب کے
اِک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

(خوش وقت علی خورشیؔد)

۳۷۶ جب تک ہے روح جسم میں، چلتے ہیں ہاتھ پاؤں
دُولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

(خوش وقت علی خورشیؔد)

۳۷۷ انداز اپنا دیکھتے ہیں آئینے میں وہ
اور یہ بھی دیکھتے ہیں، کوئی دیکھتا نہ ہو

(نظامؔ رام پوری)

۳۷۸ انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اُٹھا کے ہاتھ
دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دیے مسکرا کے ہاتھ

(نظامؔ رام پوری)

۳۷۹ دینا وہ اُس کا ساغرِ مے یاد ہے نظامؔ
مُنھ پھیر کر اُدھر کو، اِدھر کو بڑھا کے ہاتھ

(نظامؔ رام پوری)

۳۸۰ مَیں نے کہا کہ دعویِ اُلفت مگر غلط!
کہنے لگے کہ ہاں غلط، اور کس قدر غلط!

(یوسف علی خاں ناظمؔ)

۳۸۱ صبح ہوتی ہے، شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

(تسلیمؔ لکھنوی)

۳۸۲ در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہلِ وطن، ہم تو سفر کرتے ہیں

(واجد علی شاہ اخترؔ)

۳۸۳ اب عِطر بھی مَلو تو تکلّف کی بُو کہاں
وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینا گلاب تھا

(جوہرؔ فرخ آبادی)

۳۸۴ بھانپ ہی لیں گے اشارہ سرِ محفل جو کیا
تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

(جوہرؔ فرخ آبادی)

۳۸۵ شب بلا ہے تو روز آفت ہے
زندگی ہجر میں مصیبت ہے
تنگ دستی اگر نہ ہو سالکؔ
تن درستی ہزار نعمت ہے

(قربان علی سالکؔ)

۳۸۶ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم، نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے

(مرزا صادق شررؔ)

۳۸۷ ہے آج جو سرگزشت اپنی
کل اِس کی کہانیاں بنیں گی

(امیرؔ مینائی)

۳۸۸ قریب ہے یار روزِ محشر، چھپے گا کُشتوں کا خون کیوں کر
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

(امیرؔ مینائی)

۳۸۹ خنجر چلے کسی پہ، تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

(امیرؔ مینائی)

۳۹۰ زیست کا اعتبار کیا ہے امیرؔ
آدمی بُلبُلہ ہے پانی کا!

(امیرؔ مینائی)

۳۹۱ دل بَری سے کام ہے ہم کو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سے مطلب، اُس کی عیاری سے کیا

(امیرؔ مینائی)

۳۹۲ خشک سیروں تنِ شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اِک مصرعِ تر کی صورت

(امیرؔ مینائی)

۳۹۳ کون سی جا ہے جہاں جلوۂ معشوق نہیں
شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

(امیرؔ مینائی)

۳۹۴ وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں
مَیں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

(امیرؔ مینائی)

۳۹۵ وائے قسمت، وہ بھی کہتے ہیں بُرا
ہم بُرے سب سے ہوئے جن کے لیے

(امیرؔ مینائی)

۳۹۶ ہوئے نام وَر بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

(امیرؔ مینائی)

۳۹۷ دل ہی نہ رہا، اُمید کیسی
جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی

(امیرؔ مینائی)

۳۹۸ خونِ ناحق کہیں چُھپتا ہے چُھپائے سے امیرؔ
کیوں مری لاش پہ بیٹھے ہیں وہ دامن ڈالے

(امیرؔ مینائی)

۳۹۹ جو ہے بہار اُس کو خزاں کا خطر بھی ہے!
اے باغ باں! بسنت کی تجھ کو خبر بھی ہے!

(امیرؔ مینائی)

۴۰۰ تم کو آتا ہے پیار پر غصہ
مجھ کو غصّے پہ پیار آتا ہے

(امیرؔ مینائی)

۴۰۱ آنکھیں دکھلاتے ہو، جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچّھا ہے

(امیرؔ مینائی)

۴۰۲ ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لیں
پھر اِس قدر بھی ہمارا نشاں رہے نہ رہے

(امیرؔ مینائی)

۴۰۳ امیرؔ جمع ہیں احباب، دردِ دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

(امیرؔ مینائی)

۴۰۴ کبابِ سیخ ہیں ہم، کروٹیں ہر سُو بدلتے ہیں
جل اُٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

(امیرؔ مینائی)

۴۰۵ اُلفت میں برابر ہے، وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات میں لذّت ہے، اگر دل میں مزا ہو

(امیرؔ مینائی)

۴۰۶ گرہ سے کچھ نہیں جاتا ہے، پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہیں

(امیرؔ مینائی)

۴۰۷ مرغانِ باغ، تم کو مبارک ہو سیرِ گُل!
کانٹا تھا ایک مَیں، سو چمن سے نکل گیا

(امیرؔ مینائی)

۴۰۸ گئی یک بہ یک جو ہوا پلٹ، نہیں دل کو میرے قرار ہے
کروں غم ستم کا مَیں کیا بیاں، مِرا غم سے سینہ فگار ہے

(حسام الدّین حیدر حساؔمی)

۴۰۹ قیس جنگل میں اکیلا ہے، مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(میاں داد خاں سیاؔح)

۴۱۰ کچھ کہہ کے اُس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا
اِتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

(وحید الدّین وحیؔد)

۴۱۱ مَیں نے جب وادیِ غربت میں قدم رکھا تھا
دُور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو

(وحید الدّین وحیدؔ)

۴۱۲ جو دیکھا جانبِ غیر اُس نے، دل پکار اُٹھا
نگاہِ لُطف کے اُمّید وار ہم بھی ہیں

(شوخؔ اکبر آبادی)

۴۱۳ اِس بزم کی طُرفہ میہمانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آ کے نہ جائے پھر، بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے، وہ جوانی دیکھی

(غلام مولا قلقؔ)

۴۱۴ ایک دل اور خواستگار ہزار
کیا کروں، یک انار، صد بیمار

(میر مہدی مجروحؔ)

۴۱۵ کیا ہماری نماز، کیا روزہ
بخش دینے کے سَو بہانے ہیں

(میر مہدی مجروحؔ)

۴۱۶ شب کو مے خوب سی پی، صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنّت نہ گئی

(جلالؔ لکھنوی)

۴۱۷ گئی تھی کہہ کے، مَیں لاتی ہوں زلفِ یار کی بُو
پھری تو بادِ صبا کا دماغ بھی نہ ملا

(جلالؔ لکھنوی)

۴۱۸ نہ خوفِ آہ بُتوں کو، نہ ڈر ہے نالوں کا
بڑا کلیجا ہے اِن دل دُکھانے والوں کا

(جلالؔ لکھنوی)

۴۱۹ مَے کہاں روز ہے، پی لیتے ہیں گاہے گاہے
وہ بھی تھوڑی سی، مزہ مُنھ کا بدلنے کے لیے

(جلالؔ لکھنوی)

۴۲۰ نہ رونا ہے طریقے کا، نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی میں کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

(داغؔ)

۴۲۱ وہ جب چلے تو قیامت بپا تھی چار طرف
ٹھہر گئے تو زمانے کو انقلاب نہ تھا

(داغؔ)

۴۲۲ قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے، جو تھا میسّر، رکھ دیا

(داغؔ)

۴۲۳ تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنا

(داغؔ)

۴۲۴ جو تمھاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمھیں منصفی سے کہہ دو، تمھیں اعتبار ہوتا!

(داغ)

۴۲۵ خاطر سے، یا لحاظ سے، مَیں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

(داغ)

۴۲۶ ہوش و حواس، تاب و تواں، داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں، سامان تو گیا

(داغ)

۴۲۷ دی مؤذّن نے شبِ وصل اذاں پچھلی رات
ہائے، کم بخت کو کس وقت خدا یاد آیا!

(داغ)

۴۲۸ جھکی ذرا چشمِ جنگجو بھی، نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزہ اُس ملاپ کا ہے، جو صُلح ہو جائے جنگ ہو کر

(داغ)

۴۲۹ جلوے مِری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے، وہ ایسے کہاں کے ہیں

(داغ)

۴۳۰ لُطفِ مَے تجھ سے کیا کہوں زاہد!
ہائے کم بخت، تو نے پی ہی نہیں!

(داغ)

۴۳۱ کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں
اگر نہ آگ لگا دوں تو داغؔ نام نہیں

(داغؔ)

۴۳۲ خبر سن کر مرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے
'خدا بخشے، بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں'

(داغؔ)

۴۳۳ فلک دیتا ہے جن کو عیش، اُن کو غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتے ہیں نقارے، وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

(داغؔ)

۴۳۴ خط اُن کا بہت خوب، عبارت بہت اچّھی
اللہ کرے حُسنِ رقم اور زیادہ

(داغؔ)

۴۳۵ تدبیر سے قسمت کی بُرائی نہیں جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

(داغؔ)

۴۳۶ رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں، یا اِدھر پروانہ آتا ہے

(داغؔ)

۴۳۷ دل دے تو اِس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گزار دے

(داغؔ)

۴۳۸ اُردو ہے جس کا نام، ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

(داغ)

۴۳۹ راہ پر اُن کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کُھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

(داغ)

۴۴۰ ہزار کام مزے کے ہیں داغ اُلفت میں
جو لوگ کچھ نہیں کرتے، کمال کرتے ہیں

(داغ)

۴۴۱ بُرے حال سے یا بھلے حال سے
تمھیں کیا، ہماری بسر ہو گئی

(داغ)

۴۴۲ ملاتے ہو اُسی کو خاک میں، جو دل سے ملتا ہے
مری جاں، چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

(داغ)

۴۴۳ ہرادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف، تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

(داغ)

۴۴۴ خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

(داغ)

۴۴۵ کسی کا مجھ کو نہ محتاج رکھ زمانے میں
کمی ہے کون سی، یارب، ترے خزانے میں
(داغ)

۴۴۶ خط میں لکھے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہیں
کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں
(داغ)

۴۴۷ رہ روِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے
اِس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں
(داغ)

۴۴۸ سب لوگ، جدھر وہ ہیں، اُدھر دیکھ رہے ہیں
ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
(داغ)

۴۴۹ نہ جانا، کہ دُنیا سے جاتا ہے کوئی
بہت دیر کی، مہرباں، آتے آتے
(داغ)

۴۵۰ نہیں کھیل، اے داغ! یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے
(داغ)

۴۵۱ عرضِ احوال کو گِلا سمجھے
کیا کہا مَیں نے، آپ کیا سمجھے
(داغ)

۴۵۲ سمجھو پتھر کی تم لکیر اُسے
جو ہماری زبان سے نکلا

(داغ)

۴۵۳ حضرتِ داغ جہاں بیٹھ گئے، بیٹھ گئے
اور ہوں گے تری محفل سے اُبھرنے والے

(داغ)

۴۵۴ جاؤ بھی، کیا کرو گے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھ لیا

(داغ)

۴۵۵ اپنی نظر میں ہیچ ہے سارے جہاں کی سیر
دل خوش نہ ہو تو کس کا تماشا، کہاں کی سیر

(داغ)

۴۵۶ یوں تو ہوتے ہیں محبت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

(ظہیر الدین ظہیر)

۴۵۷ پان بن بن کے مِری جان کہاں جاتے ہیں
یہ مِرے قتل کے سامان کہاں جاتے ہیں

(ظہیر الدین ظہیر)

۴۵۸ کیا بُری شے ہے محبت بھی، الٰہی توبہ!
جرم ناکردہ، خطاوار بنے بیٹھے ہیں

(ظہیر الدین ظہیر)

۴۵۹ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں، ہم اُن کو چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں، مروّت آ ہی جاتی ہے

(ظہیرالدّین ظہیرؔ)

۴۶۰ چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(ظہیرالدّین ظہیرؔ)

۴۶۱ ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھیرتی ہے، دیکھیے، جا کر نظر کہاں

(حالیؔ)

۴۶۲ ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالَم میں تجھ سے لاکھ سہی، تُو مگر کہاں

(حالیؔ)

۴۶۳ بہت جی خوش ہوا حالیؔ سے مل کر
ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

(حالیؔ)

۴۶۴ بہت لگتا ہے دل صحبت میں اُس کی
وہ اپنی ذات سے اِک انجمن ہے

(حالیؔ)

۴۶۵ اُس کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت
نہ وہ دیوار کی صورت ہے، نہ در کی صورت

(حالیؔ)

۴۶۶ اپنی جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار
اِک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت

(حاؔلی)

۴۶۷ بڑھاؤ نہ آپس میں ملّت زیادہ
مبادا کہ ہو جائے نفرت زیادہ

(حاؔلی)

۴۶۸ فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اِس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

(حاؔلی)

۴۶۹ یارانِ تیزگام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

(حاؔلی)

۴۷۰ دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

(حاؔلی)

۴۷۱ ایک روشن دماغ تھا، نہ رہا
شہر میں اِک چراغ تھا، نہ رہا

(حاؔلی)

۴۷۲ جہاں میں حاؔلی کسی پہ اپنے سوا بھروسا نہ کیجیے گا
یہ راز ہے اپنی زندگی کا، بس اِس کا چرچا نہ کیجیے گا

(حاؔلی)

۴۷۳ عشق سنتے تھے جسے ہم، وہ یہی ہے شاید
خود بہ خود دل میں ہے اِک شخص سمایا جاتا

(حالؔی)

۴۷۴ ملتے ہی اُن کے بھول گئے کلفتیں تمام
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسماں نہ تھا

(حالؔی)

۴۷۵ وہ اُمّید کیا، جس کی ہو انتہا
وہ وعدہ نہیں، جو وفا ہو گیا

(حالؔی)

۴۷۶ ہم نہ کہتے تھے کہ حالؔی چُپ رہو
راست گوئی میں ہے رُسوائی بہت

(حالؔی)

۴۷۷ کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

(حالؔی)

۴۷۸ سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم اُدھر کو، ہوا ہو جدھر کی

(حالؔی)

۴۷۹ تعزیرِ جرمِ عشق ہے بے صرفہ محتسب!
بڑھتا ہے اور ذوقِ گنہ یاں سزا کے بعد

(حالؔی)

۴۸۰ تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے، او بادِ صبا!
یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک

(آسی غازی پوری)

۴۸۱ زمانے کی گردش سے چارا نہیں ہے
زمانہ ہمارا تمھارا نہیں ہے

(عبرت گورکھ پوری)

۴۸۲ سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

(فخر الدین حسین سخن)

۴۸۳ اُنھیں اور ہیں کون بہکانے والے
یہی آنے والے، یہی جانے والے

(اشک دہلوی)

۴۸۴ مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اُس کو چھٹی نہ ملے جس کو سبق یاد رہے

(میر طاہر علی رضوی)

۴۸۵ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سَو برس کے ہیں، کل کی خبر نہیں

(حیرت الہ آبادی)

۴۸۶ یہ منصبِ بلند ملا جس کو، مل گیا
ہر مدّعی کے واسطے دار و رسن کہاں!

(محمد علی خاں رشکی)

۴۸۷ مَیں حیرت وحسرت کا مارا خاموش کھڑا ہوں ساحل پر
دریائے محبت کہتا ہے، آ، کچھ بھی نہیں، پایاب ہیں ہم

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۸۸ مرغانِ قفس کو پھولوں نے، اے شاد! یہ کہلا بھیجا ہے
آ جاؤ جو تم کو آنا ہو، ایسے میں ابھی شاداب ہیں ہم

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۸۹ اسیرِ جسم ہوں، میعادِ قید لامعلوم
یہ کس گناہ کی پاداش ہے، خدا معلوم!

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۰ سُنی حکایتِ ہستی، تو درمیاں سے سُنی
نہ ابتدا کی خبر ہے، نہ انتہا معلوم

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۱ تمناؤں میں اُلجھایا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۲ دلِ مضطر سے پوچھ، اے رونقِ بزم!
مَیں خود آیا نہیں، لایا گیا ہوں

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۳ اے شادؔ جن کے ساتھ زمانہ بسر کیا
اللہ اب وہی مجھے پہچانتے نہیں

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۴ یہ بزمِ مے ہے، یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اُٹھا لے ہاتھ میں، مینا اسی کا ہے

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۵ بدلی وہ وضع، طور سے بے طور ہو گئے
تم تو شباب آتے ہی کچھ اور ہو گئے

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۶ دیکھا کیے وہ مست نگاہوں سے بار بار
جب تک شراب آئے، کئی دَور ہو گئے

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۷ اب بھی اِک عمر پہ جینے کا نہ انداز آیا
زندگی، چھوڑ دے پیچھا مرا، مَیں باز آیا

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۸ پس از معشوق مرنا عشق کو بدنام کرنا ہے
خدا مجنوں کو بخشے، مر گیا، اور ہم کو مرنا ہے

(شادؔ عظیم آبادی)

۴۹۹ محبت میں نہ کیوں جی سے گزرتا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

(شادؔ عظیم آبادی)

۵۰۰ غنچوں کے مسکرانے پہ کہتے ہیں ہنس کے پھول
اپنا کرو خیال، ہماری تو کٹ گئی

(شادؔ عظیم آبادی)

۵۰۱　ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۲　بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر وہیں پہ غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے، آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۳　قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکّام کے ساتھ
رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۴　مچھلی نے ڈھیل پائی ہے، لقمے پہ شاد ہے
صیّاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۵　بتاؤں آپ کو، مرنے کے بعد کیا ہوگا
پُلاؤ کھائیں گے احباب، فاتحا ہو گا

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۶　ہم کیا کہیں، احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی، پھر مر گئے

(اکبرالہ آبادی)

۵۰۷ فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سُلجھا رہا ہے اور سِرا ملتا نہیں

(اکبرالٰہ آبادی)

۵۰۸ خلافِ شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اُجالے میں چوکتا بھی نہیں

(اکبرالٰہ آبادی)

۵۰۹ حریفوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر ذکر کرتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

(اکبرالٰہ آبادی)

۵۱۰ نہ مَیں سمجھا، نہ آپ آئے کہیں سے
پسینا پونچھیے اپنی جبیں سے

(انور دہلوی)

۵۱۱ آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

(امداد امام اثر)

۵۱۲ نہ کر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
محبت میں، ترے سر کی قسم، ایسا بھی ہوتا ہے!

(امداد امام اثر)

۵۱۳ ڈھلا ہے حُسن لیکن رنگ ہے رُخسارِ جاناں پر
ابھی باقی ہے کچھ کچھ دھوپ دیوارِ گلستاں پر

(مشتاق لکھنوی)

۵۱۴ کعبہ، سنتے ہیں کہ، گھر ہے بڑے داتا کا ریاضؔ
زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہو گا

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۱۵ وہ کون ہے، دُنیا میں جسے غم نہیں ہوتا
کس گھر میں خوشی ہوتی ہے، ماتم نہیں ہوتا

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۱۶ بڑے پاک طینت، بڑے صاف باطن!
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۱۷ چھلکائیں، لاؤ، بھر کے گلابی شراب کی
تصویر کھینچیں آج تمھارے شباب کی

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۱۸ چھانٹا وہ دل کہ جس کی ازل میں نمود تھی
پسلی پھڑک اُٹھی نظرِ انتخاب کی

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۱۹ غم مجھے دیتے ہو دشمن کی خوشی کے واسطے
کیوں بُرے بنتے ہو ناحق تم کسی کے واسطے

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۲۰ دیکھ کر ہنستے ہو کیا تم صورتِ پاکِ ریاضؔ
یہ بڑے پہنچے ہوئے اللہ والے لوگ ہیں

(ریاضؔ خیر آبادی)

۵۲۱ جس طرف کی تان سُنیے، اِک نرالا راگ ہے
شوقؔ، اپنی اپنی ڈفلی، اپنا اپنا راگ ہے

(شوقؔ قدوائی)

۵۲۲ دیکھ آؤ مریضِ فرقت کو
رسمِ دُنیا بھی ہے، ثواب بھی ہے

(حسنؔ بریلوی)

۵۲۳ لُطف ہے کون سی کہانی میں
آپ بیتی کہوں، کہ جگ بیتی

(مرزا ہادی رُسواؔ)

۵۲۴ درِ مے خانہ چوپٹ ہے، تہجد کو ہوئی چوری
نِرے ٹوٹے ہوئے شیشے، فقط جھوٹے پیالے ہیں
گماں کس پر کریں مے کش، اِدھر واعظ، اُدھر صوفی
خدا رکھے، محلّے میں سبھی اللہ والے ہیں

(سائلؔ دہلوی)

۵۲۵ علاجِ دردِ دل تم سے، مسیحا، ہو نہیں سکتا
تم اچّھا کر نہیں سکتے، مَیں اچھا ہو نہیں سکتا

(مضطرؔ خیر آبادی)

۵۲۶ تمھیں چاہوں، تمھارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں
مِرا دل پھیر دو، مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

(مضطرؔ خیر آبادی)

۵۲۷ اسیرِ پنجۂ عہدِ شباب کر کے مجھے
کہاں گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے

(مضطؔر خیر آبادی)

۵۲۸ نہ کسی کی آنکھ کا نُور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
کسی کام میں جو نہ آ سکے، مَیں وہ ایک مشتِ غبار ہوں

(مضطؔر خیر آبادی)

۵۲۹ بیٹھ جاتا ہوں، جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے
ہائے، کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

(حفیؔظ جون پوری)

۵۳۰ پی لو دو گھونٹ، کہ ساقی کی رہے بات حفیؔظ
صاف انکار میں خاطر شکنی ہوتی ہے

(حفیؔظ جون پوری)

۵۳۱ حسینوں سے فقط صاحب سلامت دُور کی اچّھی
نہ اِن کی دشمنی اچّھی، نہ اِن کی دوستی اچّھی

(حفیؔظ جون پوری)

۵۳۲ جاتے ہو، خدا حافظ، ہاں، اتنی گزارش ہے
جب یاد ہم آ جائیں، ملنے کی دُعا کرنا

(جلیؔل مانک پوری)

۵۳۳ نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

(جلیؔل مانک پوری)

۵۳۴ یا خدا، دردِ محبت میں اثر ہے کہ نہیں
جس پہ مرتا ہوں، اُسے میری خبر ہے کہ نہیں

(جلیلؔ مانک پوری)

۵۳۵ سب باندھ چکے کب کے سرِ شاخ نشیمن
ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں

(جلیلؔ مانک پوری)

۵۳۶ مجھے جس دم خیالِ نرگسِ مستانہ آتا ہے
بڑی مشکل سے قابو میں دلِ دیوانہ آتا ہے

(جلیلؔ مانک پوری)

۵۳۷ صد سالہ دَورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دَور
نکلے جو مے کدے سے تو دُنیا بدل گئی

(گستاخؔ رام پوری)

۵۳۸ اُٹھو، وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو، زمانہ چال قیامت کی چل گیا

(جسٹس ہمایوںؔ)

۵۳۹ بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۰ نشیمن نہ جلتا، نشانی تو رہتی
ہمارا تھا کیا ٹھیک، رہتے نہ رہتے

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۱ باغ باں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا، وہی پتے ہوا دینے لگے

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۲ مُٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقتِ دفن
زندگی بھر کی محبت کا صِلا دینے لگے

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۳ کہنے کو مشتِ پر کی اسیری تو تھی، مگر
خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۴ دل کے قصّے کہاں نہیں ہوتے
ہاں، وہ سب سے بیاں نہیں ہوتے

(ثاقبؔ لکھنوی)

۵۴۵ نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(مولانا ظفؔر علی خاں)

۵۴۶ خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(مولانا ظفؔر علی خاں)

۵۴۷ وقت تو دو ہی کٹھن گزرے ہیں ساری عمر میں
اِک ترے آنے سے پہلے، اِک ترے جانے کے بعد

(آغا شاعؔر)

۵۴۸ دو اجازت، تو کلیجے سے لگا لوں رُخسار
سینک لوں چوٹ جگر کی اِنھیں انگاروں پر

(آغا شاعر)

۵۴۹ افسوس، بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

(آزاد انصاری)

۵۵۰ کسے فرصت کہ فرضِ خدمتِ اُلفت بجا لائے
نہ تم بے کار بیٹھے ہو، نہ ہم بے کار بیٹھے ہیں

(آزاد انصاری)

۵۵۱ غزل اُس نے چھیڑی، مجھے ساز دینا
ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

(صفی لکھنوی)

۵۵۲ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

(صفی لکھنوی)

۵۵۳ آرام کے تھے ساتھی کیا کیا، جب وقت پڑا، تھا کوئی نہیں
سب دوست ہیں اپنے مطلب کے، دُنیا میں کسی کا کوئی نہیں

(آرزو لکھنوی)

۵۵۴ قتالِ جہاں معشوق جو تھے، سوتے ہیں پڑے مرقد اُن کے
یا مرنے والے لاکھوں تھے، یا رونے والا کوئی نہیں

(آرزو لکھنوی)

۵۵۵ تارا ٹوٹتے دیکھا سب نے، یہ نہیں دیکھا ایک نے بھی
کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا، کس کا سہارا ٹوٹا ہے

(آرزو لکھنوی)

۵۵۶ نہ بس آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

(حسرت موہانی)

۵۵۷ شب وہی شب ہے، دن وہی دن ہیں
جو تری یاد میں گزر جائیں

(حسرت موہانی)

۵۵۸ شعر دراصل ہیں وہی حسرت
سنتے ہی دل میں جو اُتر جائیں

(حسرت موہانی)

۵۵۹ خرد کا نام جنوں پڑ گیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز، کرے

(حسرت موہانی)

۵۶۰ دِلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

(حسرت موہانی)

۵۶۱ ہے مشقِ سخن جاری، چکّی کی مشقت بھی
اِک طُرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

(حسرت موہانی)

۵۶۲ توڑ کر عہدِ کرم نا آشنا ہو جایئے
بندہ پرور جایئے، اچھا، خفا ہو جایئے

(حسرت موہانی)

۵۶۳ دیکھنا بھی تو اُنھیں دُور سے دیکھا کرنا
شیوۂ عشق نہیں حُسن کو رُسوا کرنا

(حسرت موہانی)

۵۶۴ ہے انتہائے یاس بھی، اِک ابتدائے شوق
پھر آ گئے وہیں پہ، چلے تھے جہاں سے ہم

(حسرت موہانی)

۵۶۵ کبھی کی تھی؟ جو اَب وفا کیجیے گا
مجھے پوچھ کر آپ کیا کیجیے گا!

(حسرت موہانی)

۵۶۶ اتنا تو مجھے یاد ہے، کچھ اُس نے کہا تھا
کیا اُس نے کہا تھا، یہ مجھے یاد نہیں ہے

(نثار یار جنگ مزاج)

۵۶۷ اے رشکؔ مصیبت میں کوئی بھی نہیں اپنا
اپنا نہیں جب اپنا، بیگانے کو کیا کہیے

(حامد علی خاں رشکؔ)

۵۶۸ آئی تھی اب مزے پہ کہانی شباب کی
کس لُطف کے مقام سے افسانہ چھُٹ گیا

(نظم طباطبائی)

۵۶۹ یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۰ ہاں، دکھا دے اے تصوّر! پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف، اے گردشِ ایّام! تو

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۱ یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں؟
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۲ وطن کی فکر کر ناداں، مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۳ لکھّی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت
ہوں گی، اے خوابِ جوانی! تیری تعبیریں بہت

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۴ گلزارِ ہست و بوُد نہ بیگانہ وار دیکھ!
ہے دیکھنے کی چیز، اِسے بار بار دیکھ!

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۵ اچّھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۶ تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہو گا

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۷ سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیّر کو ہے زمانے میں

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۸ باطل سے دبنے والے، اے آسماں! نہیں ہم
سَو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا

(علامہ اقبالؔ)

۵۷۹ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(علامہ اقبالؔ)

۵۸۰ بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

(علامہ اقبالؔ)

۵۸۱ رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

(علامہ اقبالؔ)

۵۸۲ دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

(علامہ اقبالؔ)

۵۸۳ آئے عُشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب اُنھیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

(علامہ اقبال)

۵۸۴ کبھی ہم سے، کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں، تو بھی تو ہرجائی ہے

(علامہ اقبال)

۵۸۵ آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

(علامہ اقبال)

۵۸۶ فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

(علامہ اقبال)

۵۸۷ تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گُلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی ہے

(علامہ اقبال)

۵۸۸ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(علامہ اقبال)

۵۸۹ دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

(علامہ اقبال)

۵۹۰ کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دُنیا بھی نئی دیتے ہیں

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۱ یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو!
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو، مسلمان بھی ہو؟

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۲ کی محمدؐ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۳ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۴ تجھے کیوں فکر ہے، اے گُل! دلِ صد چاکِ بُلبُل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۵ آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۶ اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا، تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۷ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۸ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(علامہ اقبالؔ)

۵۹۹ یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالَم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۰ عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی، جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے، نہ ناری ہے

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۱ مسجد تو بنادی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۲ اقبالؔ بڑا اُپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۳ پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۴ سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۵ نہیں ہے نا اُمید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹّی بڑی زرخیز ہے ساقی

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۶ ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دُنیا، نہ وہ دُنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۷ گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلّت ہے کارِ آشیاں بندی

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۸ یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

(علامہ اقبالؔ)

۶۰۹ تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گِلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۰ خداوندا! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں؟
کہ درویشی بھی عیّاری ہے، سلطانی بھی عیّاری

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۱ مَیں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سِناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۲ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا، تیری رضا کیا ہے؟

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۳ اے طائرِ لاہوتی! اُس رزق سے موت اچّھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۴ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۵ جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۶ نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۷ وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اِسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۸ جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

(علامہ اقبالؔ)

۶۱۹ ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ، بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

(علامہ اقبالؔ)

۶۲۰ افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

(علامہ اقبالؔ)

۶۲۱ جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ آدم، ننگِ دیں، ننگِ وطن

(علامہ اقبالؔ)

۶۲۲ وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
ہمّت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

(غلام احمد خاں احمدیؔ)

۶۲۳ یہ تھوڑی مَے نہ دے، کلائی موڑ موڑ کر
بھلا ہو تیرا ساقیا، پلا دے خُم نچوڑ کر

(بہادر سنگھ کامؔ بدایونی)

۶۲۴ ہے رشک ایک خلق کو جوہرؔ کی موت پر
یہ اُس کی دین ہے، جسے پروردگار دے

(محمد علی جوہرؔ)

۶۲۵ قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(محمد علی جوہر)

۶۲۶ کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے، اُتنا ہی وہ خاموش ہے

(ناطق لکھنوی)

۶۲۷ یاد میں تیری، جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے! کبھی تجھ کو بھی یاد آتا ہوں میں

(آغا حشر کاشمیری)

۶۲۸ اِک معمّا ہے سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے، خواب ہے دیوانے کا

(فانؔی بدایونی)

۶۲۹ ہر نفَس عمرِ گذشتہ کی، ہے میّت فانؔی
زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا

(فانؔی بدایونی)

۶۳۰ فانؔی ہم تو جیتے جی وہ میّت ہیں بے گور و کفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

(فانؔی بدایونی)

۶۳۱ دل کی مفارقت کو کہاں تک نہ روئیے
اللہ ایک عمر کا ساتھی بچھڑ گیا

(فانؔی بدایونی)

۶۳۲ ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

(فانی بدایونی)

۶۳۳ چلے بھی آؤ، وہ ہے قبرِ فانی، دیکھتے جاؤ!
تم اپنے مرنے والے کی نشانی دیکھتے جاؤ!

(فانی بدایونی)

۶۳۴ سُنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ، میری بے زبانی دیکھتے جاؤ!

(فانی بدایونی)

۶۳۵ دل کا اُجڑنا سہل سہی، بسنا سہل نہیں ظالم!
بستی بسنا کھیل نہیں، بستے بستے بستی ہے

(فانی بدایونی)

۶۳۶ محبت میں اِک ایسا وقت بھی آتا ہے انساں پر
ستاروں کی چمک سے چوٹ لگتی ہے رگِ جاں پر

(سیماب اکبر آبادی)

۶۳۷ کہانی میری رُوداد جہاں معلوم ہوتی ہے
جو سُنتا ہے، اُسی کی داستاں معلوم ہوتی ہے

(سیماب اکبر آبادی)

۶۳۸ ہر چیز پر بہار، ہر اِک شے پہ حُسن تھا
دُنیا جوان تھی مرے عہدِ شباب میں

(سیماب اکبر آبادی)

۶۳۹ عمرِ دراز مانگ کے لائی تھی چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں

(سیمابؔ اکبرآبادی)

۶۴۰ یہ کس نے شاخِ گُل لاکر قریبِ آشیاں رکھ دی
کہ مَیں نے شوقِ گُل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

(سیمابؔ اکبرآبادی)

۶۴۱ ہمارے پاؤں میں تو تم نے زنجیرِ وفا ڈالی
تمھارے ہاتھ سے کیوں رشتۂ مہر و کرم چھوٹا

(وحشتؔ کلکتوی)

۶۴۲ مزہ آتا اگر گزری ہوئی باتوں کا افسانہ
کہیں سے ہم بیاں کرتے، کہیں سے تم بیاں کرتے

(وحشتؔ کلکتوی)

۶۴۳ کچھ سمجھ کر ہی ہُوا ہوں موجِ دریا کا حریف
ورنہ مَیں بھی جانتا ہوں، عافیت ساحل میں ہے

(وحشتؔ کلکتوی)

۶۴۴ اللہ رے زورِ مجبوری، خود مجھ کو حیرت ہوتی ہے
جو بار اُٹھانا پڑتا ہے، کیسے وہ اُٹھایا جاتا ہے

(وحشتؔ کلکتوی)

۶۴۵ زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہورِ ترتیب!
موت کیا ہے؟ اِنھیں اجزا کا پریشاں ہونا

(چکبستؔ)

۶۴۶ اِس کو ناقدریِ عالَم کا صلہ کہتے ہیں
مر چکے ہم، تو زمانے نے بہت یاد کیا

(چکبستؔ)

۶۴۷ اِک ٹیس جگر میں اُٹھتی ہے، اِک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں، جب سارا عالَم سوتا ہے

(ضیاؔ عظیم آبادی)

۶۴۸ اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز تھا حُسن
بھولتا ہی نہیں عالَم تِری انگڑائی کا

(عزیزؔ لکھنوی)

۶۴۹ دیکھ کر ہر در و دیوار کو حیراں ہونا
وہ مِرا پہلے پہل داخلِ زنداں ہونا

(عزیزؔ لکھنوی)

۶۵۰ بڑی احتیاط طلب ہے وہ، جو شراب ساغرِ دل میں ہے
جو چھلک گئی تو چھلک گئی، جو بھری رہی تو بھری رہی

(بینظیرؔ شاہ)

۶۵۱ سُنتا ہوں بڑے غور سے افسانۂ ہستی
کچھ خواب ہے، کچھ اصل ہے، کچھ طرزِ ادا ہے

(اصغرؔ گونڈوی)

۶۵۲ آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا، اُسے غمِ جاناں بنا دیا

(اصغرؔ گونڈوی)

۶۵۳ یہاں کوتاہیِ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں، وہیں صیاد ہوتا ہے

(اصغرؔ گونڈوی)

۶۵۴ چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں، زندگی دشوار ہو جائے

(اصغرؔ گونڈوی)

۶۵۵ سَو بار ترا دامن ہاتھوں میں مِرے آیا
جب آنکھ کھلی، دیکھا، اپنا ہی گریباں ہے

(اصغرؔ گونڈوی)

۶۵۶ خودی کا نشہ چڑھا، آپ میں رہا نہ گیا
خدا بنے تھے یگانؔہ مگر بنا نہ گیا

(یگانؔہ چنگیزی)

۶۵۷ اُمید و بیم نے مارا مجھے دوراہے پر
کہاں کے دیر و حرم، گھر کا راستہ نہ ملا!

(یگانؔہ چنگیزی)

۶۵۸ چِت بھی اپنی ہے، پٹ بھی ہے اپنی
مَیں کہاں ہار ماننے والا!

(یگانؔہ چنگیزی)

۶۵۹ ہر شام ہوئی صبح کو اِک خوابِ فراموش
دُنیا یہی دُنیا ہے تو کیا یاد رہے گی

(یگانؔہ چنگیزی)

۶۶۰ شیطان کا شیطان، فرشتے کا فرشتہ
انسان کی یہ بُل عجبی یاد رہے گی

(یگانہ چنگیزی)

۶۶۱ یکساں کبھی کسی کی نہ گزری زمانے میں
یادش بخیر، بیٹھے تھے کل آشیانے میں

(یگانہ چنگیزی)

۶۶۲ چتونوں سے ملتا ہے کچھ سُراغ باطن کا
چال سے تو کافر پر سادگی برستی ہے

(یگانہ چنگیزی)

۶۶۳ موت مانگی تھی، خدائی تو نہیں مانگی تھی
لے، دُعا کر چکے، اب ترکِ دُعا کرتے ہیں!

(یگانہ چنگیزی)

۶۶۴ مصیبت کا پہاڑ آخر کسی دن کٹ ہی جائے گا
مجھے سر مار کر تیشے سے مر جانا نہیں آتا

(یگانہ چنگیزی)

۶۶۵ وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

(مہاراج بہادر برقؔ)

۶۶۶ ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا، اب تو خلوت ہو گئی

(عزیز الحسن مجذوبؔ)

۶۶۷ اب اُن سے سامنا ہوتا ہے تو مُنھ پھیر لیتے ہیں
کہاں کی رسمِ اُلفت، چھوڑ دی صاحب سلامت بھی

(حامد حسین قادری)

۶۶۸ کبھی کہا نہ کسی سے ترے فسانے کو
نہ جانے کیسے خبر ہو گئی زمانے کو

(قمر جلالوی)

۶۶۹ دبا کے قبر میں، سب چل دیے، دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو

(قمر جلالوی)

۶۷۰ ہمیں جب نہ ہوں گے تو کیا رنگِ محفل
کسے دیکھ کر آپ شرمائیے گا

(جگر مرادآبادی)

۶۷۱ گُلشن پرست ہوں مجھے گُل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں

(جگر مرادآبادی)

۶۷۲ یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں

(جگر مرادآبادی)

۶۷۳ اپنے حدود سے نہ بڑھے کوئی عشق میں
جو ذرّہ جس جگہ ہے، وہیں آفتاب ہے

(جگر مرادآبادی)

۶۷۴ اللہ اگر توفیق نہ دے، انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام سہی، عرفانِ محبت عام نہیں

(جگر مرادآبادی)

۶۷۵ حُسن جس رنگ میں ہوتا ہے، جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لیے سرمایۂ جاں ہوتا ہے

(جگر مرادآبادی)

۶۷۶ جہلِ خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں، بڑھ گئے سائے

(جگر مرادآبادی)

۶۷۷ اُن کا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں!
مِرا پیغام محبت ہے، جہاں تک پہنچے

(جگر مرادآبادی)

۶۷۸ کلی کوئی جہاں پر کھل رہی ہے
وہیں اِک پھول بھی مرجھا رہا ہے

(جگر مرادآبادی)

۶۷۹ آپ کے پاؤں کے نیچے دل ہے
اِک ذرا آپ کو زحمت ہو گی!

(سراج لکھنوی)

۶۸۰ عاشقی کچھ کھیل بچوں کا نہیں
جو بھی چھوٗ آئیں جا کر ڈھائیاں

(سراج لکھنوی)

۶۸۱ طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سنسان راتوں میں
ہم ایسے میں تری یادوں کے چادر تان لیتے ہیں

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۲ ایک مدّت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۳ غرض کہ کاٹ دیے زندگی کے دن اے دوست!
وہ تیری یاد میں ہوں یا تجھے بھلانے میں

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۴ اب یادِ رفتگاں کی بھی ہمّت نہیں رہی
یاروں نے کتنی دُور بسائی ہیں بستیاں

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۵ ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست!
ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۶ اِس دَور میں زندگی بشر کی
بیمار کی رات ہو گئی ہے

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۷ کیا ہے رفتارِ انقلاب فراقؔ!
کتنی آہستہ اور کتنی تیز!

(فراقؔ گورکھ پوری)

۶۸۸ کہاں ہر ایک سے انسانیت کا بار اُٹھا
کہ یہ بلا بھی ترے عاشقوں کے سر آئی

(فراقؔ گورکھپوری)

۶۸۹ بہت جی خوش ہوا، اے ہم نشیں، کل جوشؔ سے مِل کر
ابھی اگلی شرافت کے نمونے پائے جاتے ہیں

(جوشؔ ملیح آبادی)

۶۹۰ مہترانی ہو کہ رانی، گنگنائے گی ضرور
کچھ بھی ہو جائے، جوانی گنگنائے گی ضرور

(جوشؔ ملیح آبادی)

۶۹۱ نشورؔ آلودۂ عصیاں سہی، پر کون باقی ہے؟
یہ باتیں راز کی ہیں، قبلۂ عالم بھی پیتے ہیں!

(نشورؔ واحدی)

۶۹۲ یہ ہمیں ہیں کہ ترا درد چھپا کر دل میں
کام دُنیا کے بدستور کیے جاتے ہیں

(صباؔ اکبرآبادی)

۶۹۳ تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

(صادقؔ حسین صادقؔ)

۶۹۴ تشکیل و تکمیلِ فن میں جو بھی حفیظؔ کا حصّہ ہے
نصف صدی کا قصّہ ہے، دو چار برس کی بات نہیں

(حفیظؔ جالندھری)

۶۹۵ ہم ہی میں تھی نہ کوئی بات، یاد نہ تم کو آسکے
تم نے ہمیں بھلا دیا، ہم نہ تمھیں بھلا سکے

(حفیظ جالندھری)

۶۹۶ ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ایسا نہ ہو جائے

(حفیظ جالندھری)

۶۹۷ دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

(حفیظ جالندھری)

۶۹۸ اے دل کی خلش! چل یوں ہی سہی، چلتا تو ہوں اُن کی محفل میں
اُس وقت مجھے چونکا دینا، جب رنگ پہ محفل آ جائے

(بہزاد لکھنوی)

۶۹۹ داورِ حشر، مِرا نامۂ اعمال نہ دیکھ!
اِس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

(محمد دین تاثیر)

۷۰۰ حضورِ یار بھی آنسو نکل ہی آتے ہیں
کچھ اختلاف کے پہلو نکل ہی آتے ہیں

(محمد دین تاثیر)

۷۰۱ گزاری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں
اُنھیں کی یاد میری زندگی ہے

(عندلیب شادانی)

۷۰۲ غیروں سے کہا تم نے، غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا، کچھ ہم سے سُنا ہوتا

(چراغ حسن حسرتؔ)

۷۰۳ اُمید تو بندھ جاتی، تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے، وعدہ تو کِیا ہوتا

(چراغ حسن حسرتؔ)

۷۰۴ اُمیدِ وصل نے دھوکے دیے ہیں اس قدر حسرتؔ
کہ اُس کافر کی 'ہاں' بھی اب 'نہیں' معلوم ہوتی ہے

(چراغ حسن حسرتؔ)

۷۰۵ بقدرِ پیمانۂ تخیّل سرُور ہر دل میں ہے خودی کا
اگر نہ ہو یہ فریبِ پیہم تو دم نکل جائے آدمی کا

(جمیلؔ مظہری)

۷۰۶ مرنا بھی نہیں ہے اپنے بس میں
جینا بھی عذاب ہو گیا ہے

(عبدالعزیز فطرتؔ)

۷۰۷ یہ انتظار نہ ٹھہرا، کوئی بلا ٹھہری
کسی کی جان گئی، آپ کی ادا ٹھہری

(نسیم امروہوی)

۷۰۸ حیات لے کے چلو، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو سات لے کے چلو

(مخدومؔ محی الدین)

۷۰۹ وابستہ میری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا کِیا جو مجھ کو فراموش کر دیا

(م حسن لطیفی)

۷۱۰ یادِ ماضی عذاب ہے یارب!
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

(اختر انصاری دہلوی)

۷۱۱ شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اِس خیال سے پھر آ گیا ہوں مَیں

(عبدالحمید عدم)

۷۱۲ اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سِوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سِوا

(فیض احمد فیض)

۷۱۳ دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

(فیض احمد فیض)

۷۱۴ گُلوں میں رنگ بھرے، بادِ نوبہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گُلشن کا کاروبار چلے

(فیض احمد فیض)

۷۱۵ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات اُن کو بہت ناگوار گزری ہے

(فیض احمد فیض)

۷۱۶ زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کے پیوند لگے جاتے ہیں

(فیض احمد فیضؔ)

۷۱۷ یہ داغ داغ اُجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

(فیض احمد فیضؔ)

۷۱۸ بہت مشکل ہے دُنیا کا سنورنا
تِری زلفوں کا پیچ وخم نہیں ہے

(اسرار الحق مجازؔ)

۷۱۹ تمام عمر تِرا انتظار ہم نے کِیا
اِس انتظار میں کس کس سے پیار ہم نے کِیا

(حفیظؔ ہوشیار پوری)

۷۲۰ دوستی عام ہے، لیکن اے دوست!
دوست ملتا ہے بڑی مشکل سے

(حفیظؔ ہوشیار پوری)

۷۲۱ محبت کرنے والے کم نہ ہوں گے
تِری محفل میں لیکن ہم نہ ہوں گے

(حفیظؔ ہوشیار پوری)

۷۲۲ جب کشتی ثابت وسالم تھی، ساحل کی تمنا کس کو تھی
اب ایسی شکستہ کشتی پر ساحل کی تمنا کون کرے

(معین احسن جذبیؔ)

۷۲۳۔ جو آگ لگائی تھی تم نے، اُس کو تو بجھایا اشکوں نے
جو اشکوں نے بھڑکائی ہے، اُس آگ کو ٹھنڈا کون کرے

(معین احسن جذبی)

۷۲۴۔ اے موجِ بلا، اِن کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

(معین احسن جذبی)

۷۲۵۔ جانے والے کبھی نہیں آتے
جانے والوں کی یاد آتی ہے

(سکندر علی وجد)

۷۲۶۔ منزل تو خوش نصیبوں میں تقسیم ہو چکی
کچھ خوش خیال لوگ ابھی تک سفر میں ہیں

(اقبال عظیم)

۷۲۷۔ جس انجمن میں دیکھو، بیگانے رہ گئے ہیں
گنتی کے لوگ جانے پہچانے رہ گئے ہیں

(اقبال عظیم)

۷۲۸۔ اپنی مٹّی ہی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے!

(اقبال عظیم)

۷۲۹۔ یہ اُڑی اُڑی سی رنگت، یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ!

(احسان دانش)

۷۳۰ زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے

(حیات امروہوی)

۷۳۱ مَیں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

(مجروحؔ سلطان پوری)

۷۳۲ مجھے سہل ہو گئیں منزلیں، وہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا کہ چراغ راہ میں جل گئے

(مجروحؔ سلطان پوری)

۷۳۳ عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہلِ وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

(احمد ندیمؔ قاسمی)

۷۳۴ کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
مَیں تو دریا ہوں، سمندر میں اُتر جاؤں گا

(احمد ندیمؔ قاسمی)

۷۳۵ اُٹھا جو مینا بدست ساقی، رہی نہ پھر تابِ ضبط باقی
تمام مے کش پکار اُٹھے، یہاں سے پہلے، یہاں سے پہلے!

(شکیلؔ بدایونی)

۷۳۶ بے تابیاں سمیٹ کے سارے جہان کی
جب کچھ نہ بن سکا تو مرا دل بنا دیا

(نجمی نگینوی)

۷۳۷ اعتراف اپنی خطاؤں کا مَیں کرتا ہی چلوں
جانے کس کس کو ملے میری سزا میرے بعد

(گلزار نوری)

۷۳۸ یوں ہی آنکھوں میں آ گئے آنسو
جایئے آپ، کوئی بات نہیں!

(سلام مچھلی شہری)

۷۳۹ ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت، اے مطرب!
ابھی حیات کا ماحول خوش گوار نہیں

(ساحر لدھیانوی)

۷۴۰ اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اُڑایا ہے مذاق!

(ساحر لدھیانوی)

۷۴۱ باز آ تغافل سے، ورنہ اہلِ دل اکثر
جس کو بھول جاتے ہیں، اُس کو بھول جاتے ہیں

(شکیل احمد ضیا)

۷۴۲ پژمردگیِ گُل پہ ہنسی جب کوئی کلی
آواز دی خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے

(محشر بدایونی)

۷۴۳ اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا

(محشر بدایونی)

۷۴۴ سیفؔ اندازِ بیاں رنگ بدل دیتا ہے
ورنہ دُنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

(سیف الدین سیفؔ)

۷۴۵ طلسمِ خوابِ زلیخا و دامِ بردہ فروش
ہزار طرح کے قصے سفر میں ہوتے ہیں

(عزیز حامد مدنی)

۷۴۶ وہ لوگ، جن سے تری بزم میں تھے ہنگامے
گئے تو کیا تری بزمِ خیال سے بھی گئے

(عزیز حامد مدنی)

۷۴۷ آواز دے کے دیکھ لو، شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رایگاں تو ہے

(منیرؔ نیازی)

۷۴۸ منیرؔ اس مُلک پر آسیب کا سایہ ہے، یا کیا ہے؟
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ!

(منیرؔ نیازی)

۷۴۹ دائم آباد رہے گی دُنیا
ہم نہ ہوں گے، کوئی ہم سا ہوگا

(ناصرؔ کاظمی)

۷۵۰ کہتے ہیں، غزل قافیہ پیمائی ہے ناصرؔ
یہ قافیہ پیمائی ذرا کر کے تو دیکھو

(ناصرؔ کاظمی)

۷۵۱ کچھ یادگارِ شہرِ ستم گر ہی لے چلیں
آئے ہیں اِس گلی میں تو پتّھر ہی لے چلیں

(ناصؔر کاظمی)

۷۵۲ اے دوست، ہم نے ترکِ محبت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی

(ناصؔر کاظمی)

۷۵۳ گو ذراسی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

(خاطؔر غزنوی)

۷۵۴ حُسن کو حُسن بنانے میں مرا ہاتھ بھی ہے
آپ مجھ کو نظرانداز نہیں کر سکتے

(رئیس فروغؔ)

۷۵۵ دامن پہ کوئی چھینٹ، نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

(کلیم عاجزؔ)

۷۵۶ گفتگو کسی سے ہو، تیرا دھیان رہتا ہے
ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلّم کا

(فرید جاوید)

۷۵۷ جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے، وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

(سرورؔ بارہ بنکوی)

۷۵۸ شاید کوئی بندۂ خدا آئے
صحرا میں اذان دے رہا ہوں

(سلیم احمد)

۷۵۹ جو فصل ابھی کٹی نہیں ہے
مَیں اُس کا لگان دے رہا ہوں

(سلیم احمد)

۷۶۰ ایک ہمیں آوارہ کہنا کوئی بڑا الزام نہیں
دُنیا والے دل والوں کو اور بہت کچھ کہتے ہیں

(حبیب جالبؔ)

۷۶۱ ایک محبت کافی ہے
باقی عمر اضافی ہے

(محبوب خزاںؔ)

۷۶۲ ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

(حمایت علی شاعرؔ)

۷۶۳ اِنھی پتّھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
مِرے گھر کے راستے میں کہیں کہکشاں نہیں ہے

(مصطفٰے زیدی)

۷۶۴ مَیں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

(مصطفٰے زیدی)

۷۶۵ چلو، اچھا ہوا، کام آ گئی دیوانگی اپنی
وگرنہ ہم زمانے بھر کو سمجھانے کہاں جاتے

(قتیل شفائی)

۷۶۶ گھر تو ایسا کہاں کا تھا، لیکن
در بدر ہیں تو یاد آتا ہے

(اُمید فاضلی)

۷۶۷ تم تکلّف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

(احمد فراز)

۷۶۸ اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

(احمد فراز)

۷۶۹ وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

(قابل اجمیری)

۷۷۰ کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمھارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

(خالد محمود خالد)

۷۷۱ یہاں کسی کو بھی کچھ حسبِ آرزو نہ ملا
کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تو نہ ملا

(ظفر اقبال)

۷۷۲ نیرنگیِ سیاستِ دوراں تو دیکھیے
منزل اُنھیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

(محسنؔ بھوپالی)

۷۷۳ امیرِ شہر نے کاغذ کی کشتیاں دے کر
سمندروں کے سفر پر کیا روانہ ہمیں

(محسنؔ احسان)

۷۷۴ یہ دھوپ تو ہر رُخ سے پریشان کرے گی
کیوں ڈھونڈ رہے ہو کسی دیوار کا سایہ

(اطہرؔ نفیس)

۷۷۵ یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں، کہاں برسے۔
تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے

(شکیبؔ جلالی)

۷۷۶ نہ اتنی تیز چلے، سرپھری ہوا سے کہو
شجر پہ ایک ہی پتّا دکھائی دیتا ہے

(شکیبؔ جلالی)

۷۷۷ اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

(بشیرؔ بدر)

۷۷۸ ایک پتّھر اِدھر آیا ہے تو اِس سوچ میں ہوں
میری اِس شہر میں کس کس سے شناسائی ہے

(رضی اختر شوقؔ)

۷۷۹ ہم روحِ سفر ہیں، ہمیں ناموں سے نہ پہچان!
کل اور کسی نام سے آ جائیں گے ہم لوگ

(رضی اختر شوق)

۷۸۰ یہ اِک اشارہ ہے آفاتِ ناگہانی کا
کسی جگہ سے پرندوں کا کُوچ کر جانا

(عالمتاب تشنہ)

۷۸۱ دیوار کیا گری مِرے خستہ مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لیے

(سبطِ علی صبا)

۷۸۲ مٹّی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اُتارے ہیں جو واجب بھی نہیں تھے

(افتخار عارف)

۷۸۳ مِرے خدا، مجھے اتنا تو معتبر کر دے
مَیں جس مکان میں رہتا ہوں اُس کو گھر کر دے

(افتخار عارف)

۷۸۴ بچھڑا کچھ اِس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

(خالد شریف)

۷۸۵ اِک شجر ایسا محبت کا لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایا جائے

(ظفر زیدی)

۷۸۶ اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اِس طرح تو ہوتا ہے اِس طرح کے کاموں میں

(شعیبؔ بن عزیز)

۷۸۷ جگنو کو دن کے وقت پرکھنے کی ضد کریں
بچّے ہمارے عہد کے چالاک ہو گئے

(پروین شاکر)

ذیل میں ایسے ضرب المثل اشعار درج کیے جا رہے ہیں جو
کسی ایک یا ایک سے زیادہ شعرا کے نام منسوب ہیں لیکن
متعلقہ شعرا کے شعری مجموعوں میں درج نہیں۔

۷۸۸ جذبِ دل اپنا سلامت ہے تو اِن شاء اللّٰہ
کچے دھاگے سے چلے آئیں گے سرکار بندھے

(انشا)؟

۷۸۹ کوئی کیوں کسی کا لبھائے دل، کوئی کیا کسی سے لگائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دُکان اپنی بڑھا گئے

(بہادر شاہ ظفر)؟

۷۹۰ وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا

(کرامت علی شہیدی)؟

۷۹۱ مِری نمازِ جنازہ پڑھی ہے غیروں نے
مَرے تھے جن کے لیے، وہ رہے وضو کرتے

(آتش)؟

۷۹۲ خدا کے فضل سے 'یوسف جمال' کہلائے
اب اور چاہتے کیا ہو، پیمبری مِل جائے

(خواجہ وزیر)؟

۷۹۳ قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بُلبُل کو دیا رونا، تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا، سب سے جو مشکل نظر آیا

(میر انیس)؟

۷۹۴ کسی رئیس کی محفل کا ذکر کیا ہے امیرؔ
خدا کے گھر بھی نہ جائیں گے بِن بُلائے ہوئے

(امیرؔ مینائی)؟

۷۹۵ کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچتی ہیں امیرؔ
ناخدا جن کا نہ ہو، اُن کا خدا ہوتا ہے

(امیرؔ مینائی)؟

۷۹۶ گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیرؔ
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

(امیرؔ مینائی)؟

۷۹۷ زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا کہ جہاں پر خدا نہ ہو

(داغؔ)؟

۷۹۸ شبِ وصال ہے گُل کردو اِن چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

(داغؔ)؟

۷۹۹ لاؤ تو قتل نامہ، ذرا مَیں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

(محبوب علی خاں آصفؔ)؟

۸۰۰ آپ مشہور ہیں ہزاروں میں
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

(ظریفؔ لکھنوی)؟

۸۰۱ چند تصویرِ بُتاں، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مِرے گھر سے یہ ساماں نکلا

(بزمؔ اکبرآبادی)؟

وہ اشعار جن کے خالق کی تصدیق شعری مجموعوں یا مختلف تذکروں سے نہ ہو سکی۔

۸۰۲ کام اِمروز کا فردا پہ نہ رکّھو ہمّت
کل جو کرنا تمھیں منظور ہے، سو آج کرو

(ہمّت خاں ہمّت)

۸۰۳ رنگ لاتی ہے حِنا پتّھر پہ پس جانے کے بعد
سُرخ رُو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد

(مستؔ کلکتوی)

مندرجۂ ذیل وہ ضرب المثل اشعار ہیں جن کے اصل مصنّفوں کے نام باوجود کافی کوشش اور چھان بین کے معلوم نہ ہو سکے۔

۸۰۴ کیا لوگ خوشی کرتے ہیں اِس سال گرہ کی
یاں اور گرہ کٹ گئی اِک اپنی گرہ کی

؟

۸۰۵ نالۂ بُلبُلِ شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو، مری باری آئی

؟

۸۰۶ ایسی ضد کا کیا ٹھکانا، اپنا مذہب چھوڑ کر
مَیں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

؟

۸۰۷ بے کار مباش، کچھ کیا کر
بخیہ ہی اُدھیڑ کر سِیا کر

؟

۸۰۸ رفیقوں سے رقیب اچھے، جو جل کر نام لیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں

؟

۸۰۹ راستی سیدھی سڑک ہے، اِس میں کچھ کھٹکا نہیں
کوئی رہ رَو آج تک اِس راہ میں بھٹکا نہیں

؟

۸۱۰ مانیں نہ مانیں آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

؟

۸۱۱ عید کا دن ہے، گلے آج تو مل لے ظالم!
رسمِ دُنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے

؟

۸۱۲ اِس خط کو چاک کیجیے گا دیکھ بھال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجا نکال کے

؟

۸۱۳ ہمیں ناز ہے بس اداؤں پہ اُن کی
پسند اپنی اپنی، خیال اپنا اپنا

؟

۸۱۴ آدمی پہچانا جاتا ہے قیافہ دیکھ کر
خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر

؟

۸۱۵
تو ہے ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی
تو نہیں اور سہی، اور نہیں اور سہی

؟

۸۱۶
کش مکش میں ترے بیمار کی جان آئی ہے
دیکھیے معرکہ اب کس کے یہاں ہات رہے

ملک الموت کو ضد ہے کہ مَیں جاں لے کے ٹلوں
سر بہ سجدہ ہے مسیحا کہ مِری بات رہے

؟

۸۱۷
حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوش بوُ آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

؟

۸۱۸
اچھی صورت بھی کیا بُری شے ہے
جس نے ڈالی، بُری نظر ڈالی

؟

۸۱۹
قسمت کی بدنصیبی کا صیاد کیا کرے
سر پر گرے پہاڑ تو فرہاد کیا کرے

؟

۸۲۰
محبت میں لُٹتے ہیں دین اور ایماں
بڑا تیر مارا، جوانی لُٹا دی!

؟

۸۲۱ خود راز حقیقت کے وہی کھول رہا ہے
منصور کے پردے میں خدا بول رہا ہے

؟

۸۲۲ جان بچی سو لاکھوں پائے
خیر سے بُدّھو گھر کو آئے

؟

۸۲۳ کس طرف کی ہے ہوا، کہیے، کدھر بھول پڑے؟
آج کیا تھا، جو تمھیں یاد ہماری آئی!

؟

۸۲۴ نزاکت نازنینوں کے بنائے سے نہیں بنتی
خدا جب حُسن دیتا ہے، نزاکت آ ہی جاتی ہے

؟

۸۲۵ میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ حُسنِ قبول
پھول مَیں نے کچھ چنے ہیں اُن کے دامن کے لیے

؟

۸۲۶ ابھی تم طفلِ مکتب ہو، مرا دل لے کے کھو دو گے
تمھارے ہی لیے رکھا ہے، لے لینا جواں ہو کر

؟

۸۲۷ ازل سے حُسن پرستی لکھی ہے قسمت میں
مِرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ ہے

؟

۸۲۸ نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا، اُس کو مٹا سکتا ہے کون

؟

۸۲۹ بشر رازِ دلی کہہ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے
نکل جاتی ہے جب خوش بو، تو گُل بے کار ہوتا ہے

؟

۸۳۰ مٹا دے اپنی ہستی کو، اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گُل و گُل زار ہوتا ہے

؟

۸۳۱ حُسن والے حُسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے سورج کو وقتِ شام دیکھ

؟

۸۳۲ پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی، خدا کی قسم، لاجواب کی

؟

۸۳۳ کیسے کیسے ایسے ویسے ہو گئے
ایسے ویسے کیسے کیسے ہو گئے

؟

وہ ضرب المثل مصرِع جن سے متعلّق مکمل اشعار معلوم نہ ہو سکے۔

۸۳۴ جن کے رُتبے ہیں سِوا، اُن کو سِوا مشکل ہے

۸۳۵ آثار کہہ رہے ہیں، عمارت عظیم تھی

۸۳۶ میرا وقت آیا تو چلمن ڈال دی

۸۳۷ وہی رفتار بے ڈھنگی، جو پہلے تھی سو اَب بھی ہے

۸۳۸ ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے

۸۳۹ باغباں بھی خوش رہے، راضی رہے صیّاد بھی

۸۴۰ وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا

۸۴۱ ایک ڈھونڈو، ہزار ملتے ہیں

۸۴۲ اگر اب بھی نہیں سمجھے تو پھر تم سے خدا سمجھے

۸۴۳ پھر نہ کہنا، ہمیں خبر نہ ہوئی

۸۴۴ ہم کو دُعائیں دو، تمھیں قاتل بنا دیا

۸۴۵ آبرو چاہے تو دریا سے کنواں دُور رہے

اسناد و حواشی

۱ ''کلیاتِ ولی''، مرتبہ سیّد نورالحسن ہاشمی، انجمنِ ترقیِ اُردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۵۴ء، ص ۲۴۵

۲ تمھارے، لوگ کہتے ہیں، کمر ہے
کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے (شاہ مبارک آبرو)

(الف) ''مجموعۂ نغز'' (تذکرۂ شعرائے اُردو)، جلدِ اوّل، قدرت اللّٰہ قاسم، مرتبہ محمود شیرانی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۲۳ء، ص ۲۳

(ب) ''تمھارے'' کے بجائے ''تمھاری'': ''طبقات الشعرا''، قدرت اللّٰہ شوق، مرتبہ نثار احمد فاروقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جنوری ۱۹۶۸ء، ص ۳۰

(ج) ''گلشنِ ہند''، میرزا علی لطف، تصحیح و تحشیہ مولانا شبلی نعمانی، رفاہِ عام اسٹیم پریس، لاہور، ۱۹۰۶ء، ص ۲۷ پر یہ شعر، بہ ادنیٰ فرق، (''تمھارے'' کی جگہ ''میاں کے'') درج ہے۔

۳ (الف) ''تذکرۃ الشعرا''، حسرتؔ موہانی، مرتّب شفقت رضوی، ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۵۴۷

(ب) ''گلشنِ ہند''، میرزا علی لطف، تصحیح و تحشیہ مولانا شبلی نعمانی، رفاہِ عام اسٹیم پریس، لاہور، ۱۹۰۶ء، ص ۲۷

۴ عبث دل بے کسی پہ اپنی توں ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم، اے دِوانے، عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے (سراج الدّین علی خاں آرزو)

یہ شعر دیوانِ درد میں بھی، بہ ادنیٰ فرق، ''توں'' کے بجائے ''تو'' سے ملتا ہے۔
یہ شعر حسب ذیل شکل میں مصطفےٰ خاں یکرنگ سے بھی منسوب ہے۔

عبث تو بے کسی پر اپنی کیوں ہر وقت روتا ہے
نہ کر غم، اے دِوانے، عشق میں ایسا بھی ہوتا ہے

بحوالہ: ''تاریخِ ادبِ اُردو''، جلدِ دوم (حصّہ اوّل)، ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۳۶۳

۵ ''غزل نما''، مؤلفہ ادا جعفری، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۸۴

۶ پگڑی اپنی یہاں سنبھال چلو
اور بستی نہیں، یہ دلّی ہے (شاہ حاتم)

(الف) ''غزل نما''، مؤلفہ ادا جعفری، انجمنِ ترقیِ اُردو پاکستان، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۸

(ب) ''مجموعہ نغز''، (از قدرت اللّٰہ قاسم) میں پہلا مصرع یوں درج ہے:

پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ!

بحوالہ: ''شاہ حاتم (حالات و کلام)''، مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، مکتبہ خیابانِ ادب، لاہور، ص ۲۲۴

بقاءاللّٰہ بقاؔ نے بھی، جو شاہ حاتم کے شاگرد تھے، اسی مضمون کا شعر کہا ہے:

پگڑی اپنی سنبھالیے گا میرؔ
اور بستی نہیں، یہ دلّی ہے

بحوالہ: ''مراۃ الشعرا'' (جلدِ اوّل)، محمد یحییٰ تنہا، مطبوعہ عالم گیر الیکٹرک پریس، لاہور، ص ۲۳۹

مصرع اولیٰ میں لفظ ''میر'' سے عوام الناس سمجھتے ہیں کہ یہ شعر میر کا ہے۔ دراصل بقا نے میر پر چوٹ کی ہے۔

۷ ''مرزا مظہر جانِ جاں (اُن کا عہد اور شاعری)''، ڈاکٹر سیّد تبارک علی نقش بندی (مقالہ برائے پی ایچ ڈی، آگرہ یونیورسٹی)، اُردو اکادمی، دلّی، ۱۹۸۸ء، ص ۱۹۷

۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۴۵۵

۹ غزالاں، تم تو واقف ہو، کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا، آخر کو ویرانے پہ کیا گزرا (رام نرائن موزوںؔ)

یہ شعر راجا رام نرائن موزوںؔ نے اس وقت فی البدیہہ کہا تھا جب انھیں سراج الدّ ولہ کے قتل کی خبر ملی تھی۔ شاعر نے دوسرے مصرِع میں ''گزرا'' استعمال کیا ہے، لوگ ''گزری'' کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

بحوالہ:

(الف) ''تذکرۂ شعرائے اُردو''، مؤلفہٗ میر حسن، بہ تصحیح و تنقیدِ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۱۵۰

(ب) ''آوارہ گرد اشعار''، قاضی عبدالودود، مشمولہ ''نقوش''، لاہور، ادبِ عالیہ نمبر، اپریل ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۷

۱۰ چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو
تا قیامت سوزنِ تدبیر اگر سیتی رہے (جعفر علی خاں ذکی)

(الف) ''تذکرۂ شعرائے اُردو''، میر حسن، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۱۵۰

(ب) ''آوارہ گرد اشعار''، قاضی عبدالودود، مشمولہ ''نقوش''، لاہور، ادبِ عالیہ نمبر، اپریل ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۷

یہ شعر امیر خاں انجام سے بھی حسبِ ذیل صورت میں منسوب ہے:

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہرگز رفو
سوزنِ تدبیر بھی گو سو برس سیتی رہے

بحوالہ: ''خم خانۂ جاوید'' (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۴۵۵

۱۱ ''گلشنِ ہند (تذکرۂ شعرائے اُردو)، حیدر بخش حیدری، مرتبۂ مختار الدین احمد، علمی مجلس، دلّی، فروری ۱۹۶۷ء، ص ۴۱

۱۲ ''کلیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، مرتبۂ ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۱۰۱

۱۳ ایضاً، ص ۳۱۲

۱۴ ایضاً، ص ۳۱۳

۱۵ کیفیتِ چشم اُس کی تجھے یاد ہے سودا؟
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا (سودا)

[نسخۂ جانسن، برٹش میوزیم]

بحوالہ: ''کلیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولہ بالا، ص ۳۰۷

(الف) ''مجھے یاد ہے سودا'' نسخہ نمبر ۵۹، برٹش میوزیم

نیز عبدالباری آسی کا مرتبہ کلیاتِ سودا، مطبوعہ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۳۰ء

(ب) ''ساغر تو مرے ہاتھ سے لیجو'' نسخۂ آشفتہ، برٹش میوزیم

(ج) ''ہاتھ سے لیجیے کہ چلا میں'' نسخۂ ایجرٹن، برٹش میوزیم

۱۶ اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی چلے گئے
پھر پھر گُل آ چکے، پہ سجن تم بھلے گئے (سودا)

(الف) ''سجن'' کلیاتِ سودا، نسخۂ جانسن

(ب) ''صنم'' نسخۂ بہادر سنگھ

بحوالہ: ''کلیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولہ بالا، ص ۴۱۹

۱۷ سوؔدا کے جو بالیں پہ گیا شورِ قیامت
خدّامِ ادب بولے، ابھی آنکھ لگی ہے (سوؔدا)

[نسخۂ جانسن]

بحوالہ: ''کُلّیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۴۸۶

''کلّیاتِ سودا''، مرتبۂ عبدالباری آسی، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۳۰ء، میں لفظ ''گیا'' کے بجائے ''کیا'' درج ہے۔

لوگ عموماً ''گیا'' کی جگہ ''ہُوا'' پڑھتے ہیں۔

۱۸ گُل پھینکے ہے عالم کی طرف، بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن، کچھ تو اِدھر بھی (سوؔدا)

''کُلّیاتِ سودا''، مرتبۂ عبدالباری آسی، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۳۲ء، اور نسخہ نمبر ۵۹، برٹش میوزیم میں بالترتیب یوں درج ہے:

ع: گُل پھینکے ہیں اوروں کی طرف...

ع: گُل پھینکے ہے اوروں کی طرف...

بحوالہ: ''کُلّیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۴۹۴

۱۹ ''کُلّیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۵۰۴

۲۰ ''کُلّیاتِ سودا'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۵۷۹

۲۱ مُخمّس در ہجوِ ضاحک

یارب، تُو مری سن لے، یہ کہتا ہے سکندر
ضاحکؔ کے اُڑا دیوے کسی بن میں قلندر
گھر اس کے تولّد ہو اگر بچۂ بندر
گلیوں میں نچاتا پھرے وہ شہر کے اندر
روٹی تو کما کھاوے کسی طرح مچھندر (سوؔدا)

بحوالہ: ''کُلیّاتِ سودا'' (جلد چہارم)، مرتبہ ڈاکٹر محمد شمس الدّین صدیقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۵۱-۱۵۰

۲۲ جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا؟ (سوداؔ)

[نسخۂ جانسن، برٹش میوزیم]

''جو کہ ہو ظالم وہ'' (نسخۂ آشفتہ، برٹش میوزیم)

''جو کوئی ظالم ہے ہرگز'' (نسخۂ ایجرٹن)

''ظالم ہے وہ ہرگز'' (نسخۂ ارسکن)

''دیکھا ہے کہیں شمشیر کا'' (نسخۂ آشفتہ، ایجرٹن، لیڈن اور ارسکن)

بحوالہ: ''کُلیّاتِ سوداؔ'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ ڈاکٹر محمد شمس الدّین صدیقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جنوری ۱۹۷۳ء، ص ۴۶

۲۳ مجھ میں اور اُن میں سبب کیا جو لڑائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی (محمد امان نثار)

''گلشنِ بے خار''، نواب مصطفٰے خاں شیفتہ، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۷۳ء، میں ص ۶۱۵ پر یہ شعر اِس طرح چھپا ہے:

مجھ میں اور اُن میں سبب کیا جو لڑائی ہو گی
یہ اَوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

''مجموعۂ نغز''، جلدِ دوم، میر قدرت اللّٰہ قاسم، مرتبہ محمود شیرانی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۲۳ء، میں ص ۲۳ پر یہ شعر حسبِ ذیل صورت میں درج ہے:

مجھ میں اور اُس میں غرض کیا کہ لڑائی ہوگی
یہ اَوائی کسو دشمن کی اُڑائی ہوگی

۲۴ ''دیوانِ درد''، خواجہ میر درد، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص ۲

۲۵ ایضاً، ص ۷

۲۶ ایضاً، ص ۵۲

۲۷ ایضاً، ص ۶۳

۲۸ ایضاً، ص ۶۸

۲۹ ایضاً، ص ۹۶

۳۰ ایضاً، ص ۱۰۱

۳۱ ایضاً، ص ۱۱۳

۳۲ ایضاً، ص ۱۱۴

۳۳ ''دیوانِ اثر''، مرتبہ ڈاکٹر عبدالحق، مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ، ۱۹۳۰ء، ص ۳۹

۳۴ ''انتخابِ کلامِ میر''، مرتبہ حامد کاشمیری، ساہتیہ اکیڈمی، نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، ص ۶۲

۳۵ کُلّیاتِ میر، مرتبہ ظلِّ عباس عباسی، علمی مجلس، دلّی، ۱۹۴۸ء، ص ۱۰۷
[یہ کُلّیات، فورٹ ولیم کالج، کلکتے کے مطبوعہ کُلّیاتِ میر (۱۸۱۱ء) کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے]۔

۳۶ ایضاً، ص ۱۰۷

۳۷ ایضاً، ص ۱۱۸

۳۸ راہِ دُورِ عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا (میر تقی میر)

کُلّیاتِ میر، مرتبہ ظلِّ عباس عباسی، محولہ بالا، ص ۱۳۳
مصرعِ اولیٰ اِس طرح مشہور ہے:
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

۳۹ کُلّیاتِ میر، مرتبہ ظلِّ عباس عباسی، محولہ بالا، ص ۱۳۶

۴۰ ایضاً، ص ۱۳۸

۴۱ ایضاً، ص۱۷۲

۴۲ ایضاً، ص۱۷۷

۴۳ ایضاً، ص۱۸۰

۴۴ ’’کُلّیاتِ میر‘‘، مطبوعہ ہندوستانی پریس، کلکتہ ،۱۸۱۱ء، ص۲۱۳

۴۵ کُلّیاتِ میر، مرتبہ ظلِ عباس عباسی، محولہ بالا، ص۲۷۷

۴۶ ایضاً، ص۲۹۲

۴۷ ایضاً، ص۳۰۱

۴۸ ایضاً، ص۳۲۰

۴۹ ایضاً، ص۳۲۴

۵۰ ایضاً، ص۳۳۰

۵۱ سرھانے میرؔ کے کوئی نہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے (میر)

کُلّیاتِ میر، مرتبہ ظلِ عباس عباسی، محولہ بالا، ص۳۳۰
’’نقوش‘‘ (میر تقی میر نمبرؔ)، شمارہ ۱۲۵، ادارۂ فروغِ اُردو، لاہور، میں صفحہ ۴۰۱ پر پہلا مصرع اِسی طرح ہے۔ ’’طبقات الشعرا‘‘ اور ’’گلشنِ بے خار‘‘ میں بھی مصرع اولیٰ اسی طرح درج ہے۔ ’’سخنِ شعرا‘‘ میں مصرع اولیٰ اِس طرح ہے:
سرھانے میرؔ کے آہستہ بولو

۵۲ ’’کُلّیاتِ میر‘‘، مرتبہ ظلِ عباس عباسی، محولہ بالا، ص۴۱۷

۵۳ ایضاً، ص۴۶۳

۵۴ ایضاً، ص۵۰۳

۵۵ ایضاً، ص۵۶۰

۵۶ ایضاً، ص۵۶۷

۵۷ ''کلّیاتِ میر'' (جلدِ سوم)، میر تقی میر، مرتبہ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، طبعِ اوّل، جون ۱۹۷۷ء، ص۱۹۲

۵۸ ''کلّیاتِ میر''، مرتبہ ظلِّ عباس عباسی، بحولۂ بالا، ص۶۵۹

۵۹ ایضاً، ص۷۰۶

۶۰ ایضاً، ص۸۲۸

۶۱ ''مثنویاتِ میر''، مرتبہ سیّد محمد، اُردو کتاب گھر، حیدرآباد (دکن)، ۱۹۴۵ء، ص۱۳۵

۶۲ ''کلّیاتِ میر''، مطبوعۂ ہندوستانی پریس، کلکتہ، ۱۸۱۱ء، ص۱۱۲

۶۳ ''کلّیاتِ میر''، مطبوعۂ ہندوستانی پریس، بحولۂ بالا، ص۵۰۵

۶۴ ایضاً، ص۲۴۴

۶۵ مولانا محمد حسین آزاد ''آبِ حیات'' میں میر تقی میرؔ کے متعلق لکھتے ہیں:

لکھنؤ میں پہنچ کر، جیسا مسافروں کا دستور ہے، ایک سرائے میں اُترے۔ معلوم ہوا کہ آج یہاں ایک جگہ مشاعرہ ہے، رہ نہ سکے۔ اُسی وقت غزل لکھی اور مشاعرے میں جا کر شامل ہوئے... جب داخلِ محفل ہوئے تو وہ شہر لکھنؤ، نئے انداز، نئی تراشیں، بانکے ٹیڑھے جوان جمع؛ اُنھیں دیکھ کر سب ہنسنے لگے۔ میر صاحب بے چارے غریب الوطن، زمانے کے ہاتھ سے پہلے ہی دل شکستہ تھے اور بھی دل تنگ ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ شمع اُن کے سامنے آئی تو پھر سب کی نظر پڑی اور بعض اشخاص نے پوچھا کہ ''حضور کا وطن کہاں ہے؟'' میر صاحب نے یہ قطعہ فی البدیہہ کہہ کر غزلِ طرحی میں داخل کیا:

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو!
ہم کو غریب جان کے، ہنس ہنس پکار کے

دلّی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اُس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اُسی اجڑے دیار کے

سب کو معلوم ہوا، بہت معذرت کی۔

۶۶ ''کلّیاتِ میر''، میر تقی میر، مطبوعہ ہندوستانی پریس، کلکتہ، ۱۸۱۱ء، ص ۲۸۶

۶۷ ''کلّیاتِ میر''، بحولہ بالا، مثنوی: ''در ہجوِ نااہل مسمیٰ بر زباں زدِ عالم''، ص ۱۰۱۶

۶۸ ''آبِ حیات'' میں مولانا محمد حسین آزاد نے مرزا محمد رفیع سودؔا کے متعلق لکھا ہے:

ایک دن سودؔا مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں پڑھ رہے تھے۔ ایک شریف زادے کی بارہ تیرہ برس کی عمر تھی۔ اُس نے غزل پڑھی۔ مطلع تھا:

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گرمیِ کلام پر سودؔا بھی چونک پڑے۔ پوچھا، ''یہ مطلع کس نے پڑھا؟'' لوگوں نے کہا، ''حضرت، یہ صاحب زادہ ہے۔'' سودؔا نے بھی بہت تعریف کی۔ بہت مرتبہ پڑھوایا اور کہا کہ ''میاں لڑکے! جوان تو ہوتے نظر نہیں آتے۔'' خدا کی قدرت، اُنھی دنوں میں لڑکا جل کر مر گیا۔

کالی داس گپتا رضا اپنی کتاب ''سہو و سراغ''، مرتبہ صابر دت، ادارہ: فن اور شخصیت، بمبئی، جنوری ۱۹۸۰ء، میں صفحات ۳۱-۱۳۰ پر لکھتے ہیں:

یہ قصہ آزاد نے شعر کو سامنے رکھ کر گھڑ لیا ہے کیوں کہ یہ شعر اُس لڑکے کا ہے ہی نہیں، بلکہ پنڈت مہتاب رائے تاباںؔ

دہلوی کے شعر کی قدرے ترقی یافتہ شکل ہے۔ تاباؔں میر دردؔ
کے ہم عصر تھے۔ اصل شعر یوں ہے:

شعلہ بھڑک اُٹھا مِرے اِس دل کے داغ سے
آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تاباںؔ کو بعض تذکرہ نویسوں نے تابؔ اور بعض نے تائبؔ لکھا ہے۔ مختارالدین احمد نے تائبؔ کو اصل مانا ہے(''تحریر''، شمارہ:۱۴، ص ۸۷)، مگر تذکرہ ''آثارالشعراے ہنود'' (۱۸۸۶ء) میں تابؔ اور تاباںؔ کو الگ الگ شاعر کہا گیا ہے۔ دونوں کو 'براہمن' لکھا ہے۔ تابؔ کشمیری الاصل تھے اور اُن کا نام مہتاب راے تھا۔ تاباںؔ کے لیے، جن سے یہ شعر منسوب ہے، لکھا ہے:

پنڈت مہتاب راے بارہ برس کے تھے کہ انھوں
نے میر دردؔ کے مشاعرے میں آکر غزل پڑھی۔
جس کا یہ مطلع ہے۔

۶۹ ''اُردو کے ہندو شعرا''، مرتبہ عبدالسلام خورشید، مرکزی دفترِ تحریکِ رفاقتِ پنجاب، لاہور، ۱۹۴۶ء، ص ۳۳

۷۰ بُتاں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا (میر سجادؔ)

''تذکرۂ ریختہ گویاں''، فتح علی حسینی گردیزی، انجمنِ ترقیِ اُردو، اورنگ آباد، ۱۹۳۳ء، ص ۱۶

بتاں کی یہی یاد دو روز ہے

''طبقات الشعرا''، قدرت اللہ شوق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جنوری ۱۹۶۸ء، ص ۴۰

بتوں کی بھی یہ چاہ دو روز ہے

''تذکرۂ شعرائے اُردو''، میر حسن، بہ تصحیح و تنقیدِ محمد حبیب الرّحمان خاں شیروانی، مطبوعۂ مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ، ص ۱۱۱

۷۱۔ قسمت تو دیکھ، ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
کچھ دُور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا (قائم چاند پوری)

تذکرہ ''گلستانِ بےخزاں'' میں مصرعِ اولیٰ اس طرح درج ہے:

قسمت کو دیکھیے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند

''عیارالشعرا'' اور تذکرہ ''طورِ کلیم'' میں مصرعِ ثانی یوں ہے:

دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گیا

بحوالہ: ''کلّیاتِ قائم'' (جلدِ اوّل)، مرتبۂ اقتدا حسن، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۱۴ اور ۲۸۱

۷۲۔ ٹوٹا جو کعبہ، کون سی یہ جائے غم ہے شیخ!
کچھ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا (قائم چاند پوری)

مقدمہ ''مخزنِ نکات''، مؤلفۂ قائم چاند پوری اور ''تذکرۂ شعرائے اُردو''، مؤلفۂ میر حسن میں مصرعِ اولیٰ یوں درج ہے:

کعبہ اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ!

''کلّیاتِ قائم (جلدِ اوّل)، مرتبۂ اقتدا حسن، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۵ء، لاہور، ص ۱۹ اور ۲۸۳

۷۳۔ ''کلّیاتِ قائم (جلدِ اوّل)، بحوالۂ بالا، ص ۱۳۰

۷۴۔ شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا (محمد یار خاں امیر)

''طبقات الشعرا''، قدرت اللہ شوق، مرتبۂ نثار احمد فاروقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۴۲۳

اِس شعر کے صحیح خالق کی نشاں دہی میں اکثر اصحاب دھوکا کھا گئے ہیں۔ کئی قابلِ احترام ادیبوں اور دانش وَروں نے سہواً اِس شعر کو میر تقی میرؔ یا امیر مینائی سے منسوب کیا ہے اور مصرعِ اولیٰ اس طرح نقل کیا ہے:

ع: شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میرؔ

یا ع: شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے امیر

''گلستانِ ہزار رنگ''، مرتبہٗ سیّد بہاء الدّین، مطبوعہٗ لیبل لیتھو پریس، پٹنہ، ۱۹۵۷، میں صفحہ ۴۲۹ پر یہ شعر میر تقی سے منسوب ہے۔ مجنوں گورکھ پوری سے بھی یہی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنے مضمون ''میر اور ہم'' میں اِس شعر کو میرؔ سے منسوب کیا ہے۔

یہ شعر نہ تو میرؔ کا ہے اور نہ ہی امیرؔ مینائی کا بلکہ نواب محمد یار خاں امیرؔ کا ہے۔ یہ قائم چاندپوری کے شاگرد تھے اور نواب فیض اللّٰہ والیِ رام پور کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے۔

۷۵ وے صورتیں، الٰہی، کس ملک بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں (فتح علی شیدؔا)

''تذکرۂ شعرائے اُردو''، میر حسن، ''گلزارِ ابراہیم'' اور تذکرۂ ''مسرّت افزا'' میں یہ شعر فتح علی شیدؔا، شاگردِ سودا کے نام درج ہے۔ یہ شعر کلّیاتِ سودا میں بھی ملتا ہے مگر معتبر نسخے اِس سے خالی ہیں۔

''آوارہ گرد اشعار''، قاضی عبدالودود، ''نقوش'' ادبِ عالیہ نمبر، اپریل ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۶

۷۶ صبح اُٹھ جام سے گزرتی ہے
شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے (شاہ عالم آفتاب)

''اُٹھ'':

(الف) ''گلشنِ ہمیشہ بہار''، نصر اللہ خویشگی، مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، ۱۹۶۷ء، ص ۶۰

(ب) ''گلِ رعنا''، حکیم سیّد عبدالحیٔ، مطبوعہ ''معارف''، اعظم گڑھ، ۱۳۵۳ھ، ص ۲۵۶

(ج) ''بزمِ سخن''، سیّد علی حسن خاں، مطبوعہ نامی مفیدِ عام، آگرہ، ۱۸۸۱ء، ص ۸

''اُٹھ'' کی جگہ ''تو'':

(الف) تذکرہ ''گل زارِ ابراہیم مع گلشنِ ہند''، مرزا علی لطف، مرتبہ ڈاکٹر سیّد محی الدّین قادری زورؔ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۳۳ء، ص ۹

(ب) تذکرہ ''مسرت افزا''، ابوالحسن امیر الدّین احمد امر اللہ الہ آبادی، تحقیق: شاہ محمد اسماعیل، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۸ء، ص ۳

(ج) ''خُم خانۂ جاوید'' (جلد اوّل)، لالہ سری رام، مطبوعہ مخزن پریس، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۱۰۷

۷۷ ''تذکرۂ شعرائے اُردو''، میر حسن، بہ تصحیح و تنقید مولانا حبیب الرحمان خاں شیروانی، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۲۰۴

۷۸ ''جواہرِ سخن'' (جلدِ دوم)، مرتبہ مولوی محمد مبین چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈیمی، الہ آباد، ۱۹۳۵ء، ص ۴۶۱

۷۹ یار اغیار ہو گئے اللہ
کیا زمانے کا انقلاب ہوا (میر سوزؔ)

''کلیاتِ میر سوزؔ''، مرتبہ ڈاکٹر سیّد علی حیدر نیّر، ادارۂ تحقیقاتِ عربی و فارسی، پٹنہ، ۱۹۷۷ء، ص ۳۳

۸۰ ''گلشنِ ہند''، میرزا علی لطف، بہ تصحیح و تحشیۂ مولانا شبلی نعمانی، مطبوعۂ رفاہِ عام اسٹیم پریس، لاہور، ۱۹۰۶ء، ص ۱۷۲

۸۱ تھا ارادہ تری فریاد کریں حاکم سے
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا (نظیر اکبرآبادی)

''دیوانِ نظیر اکبرآبادی''، مرتبۂ مرزا فرحت اللہ بیگ، انجمن ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۲ء، ص ۲۱

''گلشنِ بے خار''، نواب محمد مصطفٰے خاں شیفتہ، مرتبۂ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، میں ص ۲۲۳ پر مصرعِ اولیٰ یوں چھپا ہے:

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد

۸۲ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، مرتبۂ ناصر کاظمی، فضلِ حق اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۶۸

۸۳ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، محولۂ بالا، ص ۱۷۱ (نظم: ''بنجارا نامہ'')

۸۴ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، محولۂ بالا، ص ۲۰۷ (نظم: ''دنیا دارالمکافات ہے'')

۸۵ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، محولۂ بالا، ص ۲۱۴ (نظم: مذمّتِ اہلِ دنیا)

۸۶ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، محولۂ بالا، ص ۲۳۴ (نظم: ''اسرارِ قدرت'')

۸۷ ''انتخابِ نظیر اکبرآبادی''، محولۂ بالا، ص ۲۷۱ (نظم: ''خوشامد'')

۸۸ ''تاریخِ ادبِ اُردو'' (جلدِ دوم، حصّۂ اوّل)، ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جون ۱۹۸۲ء، ص ۴۱۲

۸۹ ''غزل نُما''، ادا جعفری، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۸

۹۰ مثنوی ''سحرالبیان''، میر حسن، اُردو اکیڈیمی سندھ، کراچی، ستمبر ۱۹۵۵ء، ص ۱۷

۹۱ ایضاً، ص ۳۴

۹۲ ایضاً، ص ۶۶

۹۳ ایضاً، ص ۸۴

۹۴ ایضاً، ص ۸۵

۹۵ ایضاً، ص ۹۴

۹۶ ایضاً، ص ۱۲۵

۹۷ ''مثنوی میر حسن''، موسوم بہ ''سحر البیان''، مقدمہ: حامد اللہ افسر، مطبوعہ اُردو بک ڈپو، مراد آباد، ص ۶۱

۹۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۴۳۵

۹۹ ''گلشنِ ہند''، میرزا علی لطف، بہ تصحیحِ مولانا شبلی نعمانی، رفاہِ عام اسٹیم پریس، ۱۹۰۶ء، لاہور، ص ۱۲۱

۱۰۰ جو کوئی آوے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں (میر حسن)

''دیوانِ میر حسن''، مطبوعہ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۱۲ء، ص ۷۵

جو بھی آوے ہے وہ نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں

''گلشنِ بے خار''، شیفتہ، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۱۴۵

۱۰۱ ''میر حسن کی غزلوں کا ایک نادر مخطوطہ''، عابد رضا رام پوری، مشمولہ ''نگار''، دسمبر ۱۹۵۲ء، ص ۴۵

۱۰۲ ''مراۃ الشعرا'' (جلدِ اوّل)، محمد یحییٰ تنہا، مطبوعہ عالم گیر الیکٹرک پریس، لاہور، ص ۳۲۹

۱۰۳ ''گلشنِ ہند''، میرزا علی لطف، بہ تصحیح و تحشیہ مولانا شبلی نعمانی، رفاہِ عام اسٹیم پریس، لاہور، ۱۹۰۶ء، ص ۱۰۸

۱۰۴ ٹک ساتھ ہو حسرت دلِ مرحوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے، ذرا دھوم سے نکلے (فدوی عظیم آبادی)

مختلف تذکروں میں پہلا مصرع اس طرح درج ہے:

ع: چل ساتھ کہ حسرت دلِ مرحوم سے نکلے

ع: ہو ساتھ کہ حسرت دلِ مرحوم سے نکلے

ع: تک ساتھ ہو حسرت دلِ مغموم سے نکلے

ع: چل ساتھ کہ حسرت دلِ محروم سے نکلے

بحوالہ: ''کلیاتِ مرزا محمد علی فدوی''، مرتبہ سیّد محمد حسنین، مطبوعہ آزاد پریس، پٹنہ، ۱۹۵۶ء، ص۲۷۲

۱۰۵ ''تاریخِ ادبِ اُردو'' (جلدِ دوم، حصّہ دوم)، ڈاکٹر جمیل جالبی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص۹۱۶

۱۰۶ ''گلِ رعنا''، سیّد عبدالحیٔ، مطبوعہ ''معارف'' اعظم گڑھ، ۱۳۵۳ھ، ص۲۰۴

۱۰۷ ''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ اوّل)، مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن نقوی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص۲۷

۱۰۸ ایضاً، ص۸۳

۱۰۹ جو ملا، اُس نے بے وفائی کی
کچھ بھروسا نہیں زمانے کا (مصحفی)

''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ اوّل)، محولہ بالا، ص۱۲۶

دوسرا مصرع اس طرح مشہور ہے:

کچھ عجب رنگ ہے زمانے کا

۱۱۰ ''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ اوّل)، محولہ بالا، ص۲۸۶

۱۱۱ ایضاً، ص۵۶۶

۱۱۲ ''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ دوم)، مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء، ص۳۱

۱۱۳ ایضاً، ص۵۸

۱۱۴ میں عجب یہ رسم دیکھی، مجھے روزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے، وہی لے ثواب الٹا (مصحفی)

''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ سوم)، مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن نقوی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص ۲۹

''کلّیاتِ انشا'' نول کشور کے ایڈیشنوں میں یہ شعر حسبِ ذیل شکل میں انشا سے منسوب ہے:

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے، وہی لے ثواب اُلٹا

یہ شعر کلّیاتِ انشا کے کسی مخطوطے میں نہیں ہے۔ قرینہ ہے کہ یہ شعر نول کشور کے نسخۂ مطبوعہ میں غلطی سے داخل ہو گیا ہے۔

قاضی عبدالودود، ''آوارہ گرد اشعار''، ''نقوش'' ادبِ عالیہ نمبر، اپریل ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۰۳۱

۱۱۵ ترے کوُ میں اِس بہانے ہمیں دن کو رات کرنا
کبھی اِس سے بات کرنا، کبھی اُس سے بات کرنا (مصحفی)

حسرت: ''کوُ میں'' کے بجائے ''کوُچے''

نسخۂ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، ۱۲۶۴ھ/۴۸-۱۸۴۷ء: ''ہمیں'' کے بجائے ''مجھے''

بحوالہ: ''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ سوم)، محوّلہ بالا، ص ۶۵

۱۱۶ حسرت پہ اُس مسافرِ بے کس کی روئیے
جو رہ گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے (مصحفی)

''کلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ سوم)، محوّلہ بالا، ص ۳۲۵

مصرعِ ثانی اِس طرح مشہور ہے:

جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

۱۱۷ بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
پھر اس چمن میں بوم بسے یا ہُما رہے (مصحفی)
نسخۂ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، محولۂ بالا: ''چمن سے'' کی جگہ ''جب اپنا''
بحوالہ: ''کُلّیاتِ مصحفی'' (دیوانِ سوم)، محولۂ بالا، ص ۳۴۸
دوسرا مصرع اس طرح زبان زدِ عام ہے:
اُس کی بلا سے بوم بسے یا ہُما رہے

۱۱۸ ''نگار'' پاکستان، (مصحفی نمبر)، [انتخابِ کلامِ مصحفی از نیاز فتح پوری]، ص ۱۳۰

۱۱۹ ''کُلّیاتِ جرأت'' مرتبۂ ڈاکٹر نورالحسن نقوی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۷۱ء، ص ۵۲۰

۱۲۰ ''جواہرِ سخن'' (جلدِ دوم)، مرتبۂ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈیمی، الہ آباد، ۱۹۳۵ء، ص ۵۲۶

۱۲۱ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۲۲۸

۱۲۲ ''آبِ حیات'' میں مولانا محمد حسین آزاد نے شیخ قلندر بخش جرأت کے متعلق لکھا ہے:

> ایک دن انشاء اللہ خاں جرأت کی ملاقات کو آئے۔ دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ کس فکر میں بیٹھے ہو؟ جرأت نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔ چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جائے۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا ہے؟ جرأت نے کہا کہ خوب مصرع ہے، مگر جب تک دوسرا مصرع نہ ہوگا تب تک نہ سُناؤں گا، نہیں تو تم مصرع لگا کر اسے بھی چھین لو گے۔ سیّد انشا نے بہت اصرار کیا، آخر جرأت نے پڑھ دیا:
>
> اُس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی
>
> سیّد انشا نے فوراً کہا کہ:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جراَت ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔
دیر تک سیّد انشا آگے آگے بھاگتے پھرے اور یہ پیچھے پیچھے
ٹٹولتے پھرے۔ اللہ اکبر! کیا شگفتہ مزاج لوگ تھے، کیا
خوش دلی اور فارغ البالی کے زمانے تھے!

۱۲۳ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلد پنجم)، برج موہن دتاتریہ کیفی، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۸۴

۱۲۴ آخر گل اپنی صرفِ درِ مے کدہ ہوئی
پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر ہو

''گلشنِ بے خار''، شیفتہ، مرتبۂ کلب علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۱۳۶

نیز ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، محولۂ بالا، ص ۳۲۲

''دیوانِ جہاں دار''، میرزا جواں بخت جہاں دار، مرتبۂ ڈاکٹر وحید قریشی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، میں ص ۱۲۴ پر پہلے مصرع کی صورت مختلف ہے:

آخر گل اپنے صرفِ درِ مے کدہ ہوئے

اس شعر پر ڈاکٹر وحید قریشی کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے:

یہ شعر ''گلشنِ بے خار'' اور ''طبقاتِ شعرائے ہند'' (کریم الدین) اور ''خُم خانۂ جاوید'' میں ہے اور پہلا مصرع یوں ہے:

آخر گل اپنی صرفِ درِ مے کدہ ہوئی

عرض یہ ہے کہ زمانۂ قدیم میں چوں کہ یائے معروف و یائے مجہول کے لکھنے میں صریحاً امتیاز نہیں کیا جاتا تھا، بنا بریں ''اپنی'' کو ''اپنے'' اور ''ہوئی'' کو ''ہوئے'' (''ھوئے'') بالعموم لکھا جاتا تھا۔ ''گل'' اُردو میں بالاتفاق مؤنث ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے ''دیوانِ جہاں دار''، محولۂ بالا میں ضمیمہ نمبر ۱ 'تذکیر و تانیث'

کے تحت ''گل'' کی تذکیر کی نشاں دہی نہیں کی ہے۔[نقش]

۱۲۵ ''کلّیاتِ انشا'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۱۵۹

۱۲۶ ایضاً، ص ۲۵۹

۱۲۷ ایضاً، ص ۲۵۹

۱۲۸ ایضاً، ص ۲۶۰

۱۲۹ کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے، سُنا انشا
غنیمت ہے جو ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں (انشا)

مولانا محمد حسین آزاد نے مصرعِ اولیٰ اصلاح کر کے اِس شکل میں داخلِ ''آبِ حیات'' کیا ہے:

بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشا

بحوالہ: ''کلّیاتِ انشا'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۲۶۰

۱۳۰ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۴۷۴

۱۳۱ ہزار شیخ نے داڑھی بڑھائی سَن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی (انشا)

یہ شعر مندرجۂ ذیل شکل میں اکبرالٰہ آبادی سے منسوب ہے:

اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سَن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

''کلّیاتِ اکبرالٰہ آبادی'' حصۂ اوّل، حصۂ دوم اور حصۂ سوم، حسب الحکم عشرت حسین، کلکٹر پنشنر (فرزندِ اکبرالٰہ آبادی)، مطبوعۂ اسرار کریمی پریس، الٰہ آباد، ۱۹۴۰ء، میں یہ شعر نہیں ہے۔ ''کلّیاتِ اکبرالٰہ آبادی'' (حصۂ چہارم)، کتابستان، کراچی، مطبوعۂ سول اینڈ ملٹری پریس، کراچی میں بھی یہ شعر درج نہیں۔

''نگار'' پاکستان کا اکبرالٰہ آبادی نمبر سال نامہ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔ اِس سال نامے میں کسی بھی صاحب نے اِس شعر کو اکبرالٰہ آبادی سے منسوب نہیں کیا۔

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق یہ شعر انشا کا ہے اور شعر کی صحیح شکل یہ ہے:

ہزار شیخ نے داڑھی بڑھائی سَن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

یہ شعر ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ چہارم)، لالہ سری رام، دہلی ۱۹۲۵ء، ص ۳۲۰ پر انشاءاللہ خاں انشا سے منسوب ہے۔

سیف، مولوی عبدالحکیم خلفِ سیّد عبدالرّحیم کے حالات زندگی لکھتے ہوئے لالہ سری رام رقم طراز ہیں:

آپ شاہ جہاں پور، روہیل کھنڈ کے باشندے ہیں۔ آپ مولوی مدن صاحب مشہور مقدّس متبحر عالم کی اولاد میں سے ہیں جو نوّاب سعادت علی خاں کے اتالیق تھے اور جن کی تعریف میں سیّد انشا نے مزاحاً مذکورۂ بالا شعر کہا۔

انشا نوّاب سعادت علی خاں کے دربار سے متعلّق تھے۔ مولوی مدن نوّاب سعادت علی خاں کے اتالیق تھے، اِس لیے اُن کا بھی دربار سے گہرا تعلّق رہا ہوگا۔ پس قرینِ قیاس ہے کہ یہ شعر انشا ہی کا ہے، اکبرالٰہ آبادی کا نہیں۔ رہا یہ سوال کہ انشا کے کُلّیات میں تو یہ شعر درج نہیں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ شعر کسی غزل کا نہیں۔ اسے انشا نے فی البدیہہ کہا ہوگا۔ اس لیے یہ کُلّیات میں شامل نہ ہو سکا۔ علاّمہ اقبال اور دوسرے شعرا کے بھی کئی اشعار اُن کے شعری مجموعوں میں شامل نہیں ہیں۔

۱۳۲ تیری زباں کے آگے نہ دہقاں کا ہَل چلے (مرزا عظیم بیگ عظیم)

۱۳۳ شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طِفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے (مرزا عظیم بیگ عظیم)

مولانا محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے:

...وہ (مرزا عظیم بیگ) ایک دن میر ماشاء اللہ خاں (سیّد انشا کے والد) کے پاس آئے اور غزل سنائی کہ بحرِ رجز میں تھی مگر ناواقفیت سے کچھ شعر رمل میں جا پڑے تھے۔ سیّد انشا بھی موجود تھے، تاڑ گئے۔ حد سے زیادہ تعریف کی اور اصرار سے کہا کہ مرزا صاحب اِسے آپ مشاعرے میں ضرور پڑھیں۔ مدّعیِ کمال، کہ مغزِ سخن سے بے خبر تھا، اُس نے مشاعرۂ عام میں غزل پڑھ دی۔ سیّد انشا نے وہیں تقطیع کی فرمائش کی۔ اُس وقت اُس غریب پر جو کچھ گزری سو گزری، مگر سیّد انشا نے اُس کے ساتھ سب کو لے ڈالا اور کوئی دم نہ مار سکا، بلکہ ایک مخمّس بھی پڑھا، جس کا مطلع یہ ہے:

گر تُو مشاعرے میں صبا، آج کل چلے
کہیو عظیم سے کہ ذرا وہ سنبھل چلے
اِتنا بھی حد سے اپنی نہ باہر نکل چلے
پڑھنے کو شب جو یار غزل در غزل چلے
بحرِ رجز میں ڈال کے بحرِ رمل چلے

اگرچہ مرزا عظیم بیگ نے بھی گھر جا کر اس مخمّس کی طرح میں اپنی بساط بموجب دل کا بخار نکالا مگر وہ مُشتِ بعد از جنگ تھی۔ چند بند اِس کے انتخاباً لکھتا ہوں...:

وہ فاضلِ زمانہ ہو تم جامعِ علوم
تحصیلِ صرف ونحو سے جن کی مچی ہے دھوم
رمل و ریاضی، حکمت و ہیئت، جفر، نجوم
منطق، بیاں، معانی، کہیں سب زمیں کو چوم
تیری زباں کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

...

موزونی و معانی میں پایا نہ تم نے فرق
تبدیلِ بحر سے ہوئے بحرِ خوشی میں غرق
روشن ہے مثلِ مہر یہ از غرب تا بہ شرق
شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

اِس مخمس کے آخری بند کا چوتھا اور پانچواں مصرع ایک شعر کی صورت میں ضرب المثل بن گیا ہے۔ یہ شعر اس طرح زبان زدِ عام ہے:

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

۱۳۴ ''سعادت یار خاں رنگین''، ڈاکٹر صابر علی خاں، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۵۶ء، ص ۱۵۵

۱۳۵ ایضاً، ص ۱۹۷

۱۳۶ ''ہندو شعرا''، مؤلفہ خواجہ عشرت حسین، مطبوعہ نامی پریس، لکھنؤ، جنوری ۱۹۳۱ء، ص ۱۱۱

۱۳۷ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ پنجم)، محولۂ بالا، ص ۳۰۰

۱۳۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ ششم)، خورشید احمد خاں یوسفی، مقتدرۂ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ص ۶۷۴

۱۳۹ اے خالِ رخِ یار، تجھے ٹھیک بناتا
جا چھوڑ دیا حافظِ قرآن سمجھ کر (شاہ نصیر)

حافظ عبدالرّحمان خاں احسانؔ حضرت شاہ عالم ثانی کی سرکار میں مختارِ کُل تھے۔ حضرت اکبر شاہ ثانی کے حضور میں بارہا آپ کے اور شاہ نصیر کے مطارحات ہوئے۔ شاہ نصیر نے ایک مرتبہ کسی بات پر بگڑ کر اُن کے حافظِ قرآن ہونے پر چوٹ کی۔

بحوالہ ''خمخانۂ جاوید'' (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۱۴۹

۱۴۰ نصیر اُس زلف کی یہ کج ادائی کوئی جاتی ہے
مثل مشہور ہے، رسّی جلی، لیکن نہ بل نکلا (شاہ نصیرؔ)

''کلیاتِ نصیر'' مرتبۂ ڈاکٹر تنویر احمد علوی مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص ۲۶۷

پہلا مصرع اِس طرح مشہور ہے:

نصیر اُس کج ادا کی کج ادائی کوئی جاتی ہے

۱۴۱ خیالِ زلف میں ہر دم نصیرؔ پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل، اب لکیر پیٹا کر (شاہ نصیرؔ)

''چمنستانِ سخن'' (دیوانِ شاہ نصیر)، مطبوعۂ نظامی پریس، ۱۳۱۴ھ، ص ۴۷

خیالِ زلفِ بتاں میں نصیرؔ پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل، اب لکیر پیٹا کر

''سخنِ شعرا''، عبدالغفور نساخ، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۲۹۱ھ، ص ۵۲۴

خیالِ زلف دوتا میں نصیرؔ پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل، اب لکیر پیٹا کر

''خمخانۂ جاوید'' (جلد ششم)، محولۂ بالا، ص ۲۵۴

۱۴۲ ''کلیاتِ نصیر'' (جلدِ دوم) مرتبۂ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، مارچ ۱۹۷۷ء، ص ۲۸۱

۱۴۳ ''گلشنِ بے خار''، نواب مصطفٰی خاں شیفتہ، مرتبۂ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۲۸۱

۱۴۴ یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
سُن رکھو تم، فسانہ ہیں ہم لوگ (نورالاسلام منتظر)

مرزا غالب نے اپنے ایک خط، بنامِ ہرگوپال تفتہ، میں اِس شعر کو مندرجۂ ذیل شکل میں رجب علی بیگ سُرورؔ سے منسوب کیا ہے:

یادگارِ زمانہ ہیں ہم لوگ
یاد رکھنا، فسانہ ہیں ہم لوگ

یہ شعر میاں نورالاسلام منتظر شاگردِ مصحفی کا ہے۔ صحیح شعراوپر درج ہے۔
بحوالہ: ''سخنورانِ کاکوری'' مرتبہ حکیم نثار احمد علوی، مے خانۂ ادب، کراچی، ص ۳۷۷

''تلامذۂ مصحفی''، افسر صدیقی امروہوی، مکتبۂ نیا دور، کراچی، ۱۹۷۹ء، میں ص ۳۲۳ پر دوسرا مصرع یوں ہے:

یادرکھو، فسانہ ہیں ہم لوگ

۱۴۵ تذکرہ ''قطعۂ منتخب''، مولوی عبدالغفور نساخ، مرتبۂ انصاراللہ نظر، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۴۲

۱۴۶ ''گلِ رعنا''، سیّد عبدالحیٔ، مطبوعۂ معارف، اعظم گڑھ، ۱۳۵۳ھ، ص ۳۳۵
نیز ''دیوانِ شہیدی''، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۴ء، ص ۷۰

۱۴۷ ''دیوانِ ناسخ''، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۲۳ء، ص ۶۲

۱۴۸ ایضاً، ص ۱۰۶

۱۴۹ زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مُردہ دل خاک جیا کرتے ہیں! (ناسخ)

''دیوانِ ناسخ''، بحولۂ بالا، ص ۱۱۸

عوام النّاس مصرعِ اولیٰ یوں ادا کرتے ہیں جو غلط ہے:

زندگی زندہ دلی کا نام ہے

۱۵۰ ''دیوانِ ناسخ''، بحولۂ بالا، ص ۱۹۱

۱۵۱ کتنا ہے بدنصیب ظفر، دفن کے لیے
دوگز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں (بہادر شاہ ظفر)

یہ شعر ''کلّیاتِ ظفر'' (جلدِ اوّل، دوم، سوم اور چہارم) میں نہیں ملا۔ شعر کے مفہوم

سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہادر شاہ ظفر نے اِسے رنگون میں بہ زمانۂ اسیری کہا ہوگا، اس لیے کلّیات میں یہ شعر شامل نہ ہو سکا۔

۱۵۲ ''کلّیاتِ ظفر'' (جلدِ اوّل) سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، جون ۱۹۶۸ء، ص ۴۲۳

۱۵۳ صبحِ گلشن میں صبا، تیرا اگر ہووے گزر
کہیو بلبل سے ذرا اِتنا کہ اے شوریدہ سر!
کر رہی ہے چہچے کیا شاخِ گُل پر بیٹھ کر
یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے (بہادر شاہ ظفر)

''کُلّیاتِ ظفر'' جلدِ اوّل و دوم (دیوانِ اوّل)، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۸۷ء، ص ۳۶۶
مخمس کے اِس بند کا چوتھا اور پانچواں مصرع ایک شعر کی شکل میں ضرب المثل ہے۔

۱۵۴ (کُلّیاتِ ظفر، دیوانِ اوّل) بحوالۂ بالا، ص ۱۵

۱۵۵ ''فسانۂ عجائب''، رجب علی بیگ سُرور میں یہ شعر یوں درج ہے:
کودا کوئی یوں گھر میں ترے دھم سے نہ ہوگا
جو کام ہوا ہم سے، وہ رستم سے نہ ہوگا
شعر کی اصل شکل یہ ہے:
گھر میں ترے کودا کوئی یوں دھم سے نہ ہوگا
جو ہم سے ہوا فعل، وہ رستم سے نہ ہوگا (نوازش حسین نوازش)
بحوالہ: ''فسانۂ عجائب''، رجب علی بیگ سُرور، مرتبۂ رشید حسن خاں، نقوش پریس، لاہور، اپریل ۱۹۹۰ء، ص ۳۹۹

۱۵۶ وصالِ یار سے دُونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی (مرزا علی اکبر مضطرب)
تذکرہ ''خوش معرکۂ زیبا'' (جلدِ اوّل)، سعادت علی خاں ناصر، مرتبۂ مشفق خواجہ، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اپریل ۱۹۷۰ء، ص ۲۹۳

مصرعِ اولیٰ یوں مشہور ہے:

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی

۱۵۷ ''گلشنِ ہمیشہ بہار''، نصر اللہ خاں خویشگی، مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۶۰

۱۵۸ ''مجموعہ نغز'' جلدِ دوم، میر قدرت اللہ قاسم، مرتبہ محمود شیرانی نیشنل اکیڈمی، دہلی، ۱۹۷۳ء، ص ۳۸۷

۱۵۹ ''کلّیاتِ آتش'' (حصۂ اوّل)، اُردو اکیڈمی، سندھ، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۴۸

۱۶۰ ایضاً، ص ۴۹

۱۶۱ ایضاً، ص ۴۹

۱۶۲ ایضاً، ص ۶۴

۱۶۳ ایضاً، ص ۱۰۰

۱۶۴ ایضاً، ص ۱۰۱

۱۶۵ ایضاً، ص ۱۵۰

۱۶۶ ایضاً، ص ۱۷۷

۱۶۷ ایضاً، ص ۳۴۳

۱۶۸ ایضاً، ص ۳۶۸

۱۶۹ ایضاً، ص ۳۷۳

۱۷۰ ایضاً، ص ۳۸۰

۱۷۱ ایضاً، ص ۳۹۱

۱۷۲ اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہیں
مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں کرتے (آتش)

''کلّیاتِ آتش'' (حصۂ اوّل) بحوالۂ بالا، ص ۳۹۴

مصرعِ ثانی اس طرح مشہور ہے:

مجھ پہ احساں جو نہ کرتے تو یہ احساں ہوتا

اس غزل کا مطلع اور مقطع ملاحظہ ہو:

مرغِ دل کو ہدفِ ناوکِ مژگاں کرتے
کسی ابرو کی کماں پر اسے قرباں کرتے
دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کارِ الماس وہ الماس سے دنداں کرتے

۱۷۳ ''کلّیاتِ آتش'' (حصہ اوّل)، اُردو اکیڈیمی، سندھ، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص۴۲۱

۱۷۴ ایضا، ص۱۶۰

۱۷۵ ''کلّیاتِ آتش'' (حصہ دوم)، اُردو اکیڈیمی، سندھ، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص۴۸۹

۱۷۶ ایضا، ص۵۰۰

۱۷۷ ایضا، ص۵۰۱

۱۷۸ ایضا، ص۵۴۹

۱۷۹ ایضا، ص۵۴۹

۱۸۰ ایضا، ص۵۵۰

۱۸۱ ایضا، ص۵۵۰

۱۸۲ ایضا، ص۵۵۴

۱۸۳ ''دیوانِ آتش مع واسوخت، مطبوعہ محمدی پریس، لکھنؤ، ۱۳۰۲ھ، ص۱۸۵

۱۸۴ دوستوں سے اِس قدر صدمے ہوئے ہیں جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

''کلّیاتِ آتش''، خواجہ حیدر علی آتش، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۶۳ء ص۴۲

مصرعِ اولیٰ اِس طرح مشہور ہے:

دوستوں سے اِس قدر صدمے اٹھائے جان پر

۱۸۵ اے شمع صبح ہوتی ہے، روتی ہے کس لیے
تھوڑی سی رہ گئی ہے اِسے بھی گزار دے (آغا جان عیش)

مولانا محمد حسین آزادؔ ''آبِ حیات'' میں لکھتے ہیں:

ایک دفعہ قلعے میں مشاعرہ تھا، حکیم آغا جان عیش کہ کہن سال، مشاق اور نہایت زندہ دل شاعر تھے، استاد (ذوق) کے قریب ہی بیٹھے تھے۔ زمینِ غزل تھی: یار دے، بہار دے، روزگار دے، حکیم آغا جان عیش نے ایک شعر اپنی غزل میں پڑھا:

اے شمع صبح ہوتی ہے، روتی ہے کس لیے
تھوڑی سی رہ گئی ہے، اِسے بھی گزار دے

ان [ذوق] کے ہاں بھی اسی مضمون کا ایک شعر تھا، باوجود اس رتبے کے، لحاظ اور پاسِ مروّت حد سے زیادہ تھا۔ میرے والدِ مرحوم پہلو میں بیٹھے تھے، اُن سے کہنے لگے کہ مضمون لڑ گیا، اب میں وہ شعر نہ پڑھوں؟ اُنھوں نے کہا، کیوں نہ پڑھو؟ نہ پہلے سے اِنھوں نے آپ کا مضمون سنا تھا نہ آپ نے اِن کا۔ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اِس سے بھی طبیعتوں کا اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ منزل پر دونوں فکر پہنچے مگر کس کس انداز سے پہنچے۔ چناں چہ حکیم صاحب کے بعد اُن [ذوقؔ] کے آگے شمع آئی۔ اُنھوں نے پڑھا:

اے شمع، تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات
رو کر گزار یا اِسے ہنس کر گزار دے

[یہاں آزاد نے دوسرے مصرع میں، غالباً سہو حافظہ سے، ترتیب بدل دی ہے۔ اصل مصرع یوں ہے:

ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

ملاحظہ فرمائیے: ''کُلّیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۳۳۸ (نقش)]

۱۸۶ ''مثنویاتِ شوقِ لکھنوی''، مرتبہ اسرار احمد تبسّم، تخلیق مرکز، لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۷۲

۱۸۷ ایضاً، ص ۱۷۴

۱۸۸ ''بہارِ عشق'' (مثنوی)، مرزا شوق لکھنوی، مرتبہ خواجہ احمد فاروقی، نگار بک ایجنسی، لکھنؤ، ۱۹۵۰ء، ص ۵۴

۱۸۹ ''زہرِ عشق'' (مثنوی)، مرزا شوق لکھنوی، مطبوعہ نظامی پریس، بدایوں، ۱۹۲۰ء، ص ۱۲

۱۹۰ ایک آفت سے تو مر مر کے ہُوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللّٰہ نئی (رجب علی بیگ سُرور)

یہ شعر میر سوز سے منسوب ہے لیکن ''کُلّیاتِ میر سوزؔ''، مرتبہ ڈاکٹر سیّد علی حیدر، ادارۂ تحقیقاتِ عربی و فارسی، پٹنہ، ۱۹۷۷ء، میں یہ شعر نہیں ملا۔

سُرور کی ایک کتاب ''شبستانِ سرور'' میں ص ۱۵ پر یہ شعر ''مؤلف'' کے نام ملتا ہے۔

''فسانۂ عجائب''، رجب علی بیگ سرور، مرتبہ رشید حسن خاں، مطبوعہ انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، نئی دِلّی، ۱۹۹۰ء، ص ۴۰۸

۱۹۱ ''کُلّیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، ۱۹۶۷ء، ص ۱۴۳

۱۹۲ ایضاً، ص ۱۴۳

۱۹۳ اے ذوقؔ! تکلّف میں ہے تکلیف سراسر
آرام میں ہے وہ جو تکلّف نہیں کرتا (ذوقؔ)

''آرام سے وہ ہے'' دیوانِ ذوق، مرتبہ حافظ ویران، ظہیر اور انور

بحوالہ: ''کُلّیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، محوّلہ بالا، ص۱۶۲ اور ص۴۲۳

۱۹۴ آدمیت اور شے ہے، علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا (ذوق)

''حدائق البلاغت''، مصنفہ امام بخش صہبائی میں مصرعِ اولیٰ یوں درج ہے:

علم ہے کچھ اور شے اور آدمیت اور ہے

بحوالہ: ''کُلّیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، محوّلہ بالا، ص۱۶۳ اور ص۴۲۴

۱۹۵ ''کُلّیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، محوّلہ بالا، ص۱۶۵

۱۹۶ ایضاً، ص۱۶۶

۱۹۷ ایضاً، ص۱۶۷

۱۹۸ ایضاً، ص۱۷۵

۱۹۹ ایضاً، ص۱۸۳

۲۰۰ ایضاً، ص۱۸۴

۲۰۱ ایضاً، ص۲۲۴

۲۰۲ ایضاً، ص۲۲۷

۲۰۳ ایضاً، ص۲۳۲

۲۰۴ ایضاً، ص۲۵۰

۲۰۵ ایضاً، ص۲۸۱

۲۰۶ ایضاً، ص۲۹۲

۲۰۷ ایضاً، ص۳۳۶ (الف)

۲۰۸ ایضاً، ص۳۳۶ (ب)

۲۰۹ ایضاً، ص۳۳۸

۲۱۰ ایضاً، ص۳۴۷

۲۱۱ ایضاً، ص۳۵۴

۲۱۲ ایضاً، ص ۳۶۸

۲۱۳ ایضاً، ص ۳۷۲

۲۱۴ ایضاً، ص ۳۷۵

۲۱۵ ایضاً، ص ۳۹۴

۲۱۶ کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

''کلیاتِ ذوق'' (جلدِ اوّل)، محوّلۂ بالا، ص ۳۹۹

مصرعِ اولیٰ یوں مشہور ہے:

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے

۲۱۷ ایضاً، ص ۳۳۰

۲۱۸ ایضاً، ص ۳۳۲

۲۱۹ ایضاً، ص ۴۰۲

۲۲۰ ایضاً، ص ۴۰۵

۲۲۱ ''گلشنِ بے خار''، مصطفٰی خاں شیفتہ، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۵۰۹

۲۲۲ ''سخنِ شعرا''، عبدالغفور نسّاخ، مطبوعۂ نول کشور، ۱۸۷۴ء، ص ۱۸۵

۲۲۳ ''دفترِ فصاحت'' (دیوانِ وزیر)، خواجہ وزیر، مصطفائی پریس، لکھنؤ، ۱۲۹۴ھ، ص ۱۰۰

۲۲۴ اِسی خاطر تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے
اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر (خواجہ وزیر)

''دفترِ فصاحت'' (دیوانِ وزیر)، محوّلۂ بالا، ص ۱۰۰

بعض کتابوں میں لفظ ''خاطر'' کی جگہ ''باعث'' چھپا ہے۔ خواجہ وزیر نے لفظ ''خاطر'' استعمال کیا ہے، لہٰذا یہ شعر ''خاطر'' ہی کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

۲۲۵ کسی کے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے
شراب سیخ پہ ڈالی، کباب شیشے میں (خواجہ وزیر)

''دفترِ فصاحت'' (دیوانِ وزیر)، محولۂ بالا، ص ۱۴۵

محترمہ ادا جعفری نے اپنی کتاب ''غزل نما''، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۸۷ء، میں خواجہ وزیر کے کلام کا انتخاب دیوانِ وزیر (''دفترِ فصاحت'')، مطبوعۂ مصطفائی پریس، لکھنؤ، سے کیا ہے۔ ''غزل نما'' کے صفحہ ۳۶۷ پر خواجہ وزیر کا متذکرۂ بالا شعر اِس طرح چھپا ہے:

کسی کو دیکھ کے ساقی جو بے حواس ہُوا
شراب سیخ پہ رکھ دی، کباب شیشے میں

انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، کے کتب خانۂ خاص میں ''دفترِ فصاحت'' مطبوعۂ مصطفائی پریس، لکھنؤ، کے دو ایڈیشن (۱۲۷۲ھ اور ۱۲۹۳ھ) دست یاب ہیں۔ دونوں ایڈیشنوں میں بالترتیب صفحات نمبر ۱۲۹ اور ۱۴۵ پر یہ شعر اسی طرح چھپا ہے جس طرح موجودہ کتاب کے متن میں نمبر شمار ۲۱۶ کے تحت درج ہے۔

۲۲۶ ''دفترِ فصاحت''، خواجہ وزیر، مصطفائی پریس، لکھنؤ، ص ۱۴۷

۲۲۷ ایضاً، ص ۱۵۵

۲۲۸ ''گل دستۂ عشق معروف بہ دیوانِ رند''، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ص ۳۸

۲۲۹ ایضاً، ص ۵۳

۲۳۰ ایضاً، ص ۸۹

۲۳۱ ایضاً، ص ۱۳۵

۲۳۲ ایضاً، ص ۱۴۱

۲۳۳ ایضاً، ص ۱۵۴

۲۳۴ ایضاً، ص ۱۷۹

۲۳۵ ''دیوانِ غالب کامل'' مرتبۂ کالی داس گپتا رضا، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۵۵

۲۳۶ ایضاً، ص ۱۱۷

۲۳۷ ایضاً، ص ۱۲۷

۲۳۸ ایضاً، ص ۱۴۰

۲۳۹ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۴۰ ایضاً، ص ۱۶۷

۲۴۱ ایضاً، ص ۱۸۹

۲۴۲ ایضاً، ص ۱۹۷

۲۴۳ ایضاً، ص ۲۲۷

۲۴۴ ایضاً، ص ۲۲۸

آہ کو چاہیے اِک عمر اثر ہوتے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک (غالبؔ)

۲۴۵ تا ۲۴۷ ''دیوانِ غالب کامل''، محوّلہ بالا، ص ۲۳۳

غالبؔ نے اِس غزل میں ردیف ''ہوتے تک'' استعمال کی ہے لیکن عوام اور خواص، سب بالعموم ردیف ''ہونے تک'' پڑھتے ہیں۔

۲۴۸ ''دیوانِ غالب کامل''، محوّلہ بالا، ص ۲۳۴

۲۴۹ ایضاً، ص ۲۳۶

۲۵۰ ایضاً، ص ۲۴۳

۲۵۱ ایضاً، ص ۲۴۳

۲۵۲ ایضاً، ص ۲۴۳

۲۵۳ ایضاً، ص ۲۴۵

۲۵۴ ایضاً، ص ۲۵۰

۲۵۵ ایضاً، ص ۲۵۱

۲۵۶ ایضاً، ص ۲۵۵

۲۵۷ ایضاً، ص ۲۵۸

۲۵۸ ایضاً،ص۲۶۰

۲۵۹ جی ڈھونڈتا پھر وہی فُرصت، کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''، محولۂ بالا، ص۲۶۲
مصرعِ اولیٰ میں ''کہ'' کی جگہ ''کے'' پڑھنا صحیح نہیں۔
بحوالہ:
(الف) ''غالبؔ نامہ''، شیخ محمد اکرام، مرکنٹائل پریس، لاہور، اشاعتِ ثانی ۱۹۳۹ء، ص۲۷۶
(ب) ''دیوانِ غالب''، مرتبۂ حامد علی خاں، خیام پبلشرز، لاہور، فروری ۱۹۹۲ء، ص۲۱۵
(ج) ''دیوانِ غالب'' نسخۂ حمیدیہ، مرتبۂ پروفیسر حمید احمد خاں، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جولائی ۱۹۶۹ء، ص۲۹۰
(د) ''دیوانِ غالب'' نسخۂ شیرانی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اگست ۱۹۶۹ء، ص۱۰۰ (الف)

۲۶۰ ''دیوانِ غالب کامل''، محولۂ بالا، ص۲۶۳

۲۶۱ ایضاً،ص۲۶۴

۲۶۲ ایضاً،ص۲۷۳

۲۶۳ ایضاً،ص۲۷۶

۲۶۴ ایضاً،ص۲۷۷

۲۶۵ وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''، محولۂ بالا، ص۲۷۸
آج کل اکثر نسخوں میں ''آئیں'' چھپا ہے، مگر قدیم نسخوں میں ''آئے'' ہی ملتا ہے

جو بجائے خود درست ہے، یعنی وہ آئے ہیں۔ نسخۂ نظامی سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ غالب کا لفظ ''آئے'' ہے۔

بحوالہ: ''دیوانِ غالب'' مرتبہٗ حامد علی خاں، خیام پبلشرز، لاہور، فروری ۱۹۹۲ء، ص ۱۱۴

۲۶۶ ''دیوانِ غالب کامل''، محولۂ بالا، ص ۲۷۹

۲۶۷ ایضاً، ص ۲۷۹

۲۶۸ ایضاً، ص ۲۸۳

۲۶۹ ایضاً، ص ۲۸۶

۲۷۰ ایضاً، ص ۲۸۶

۲۷۱ ایضاً، ص ۲۸۶

۲۷۲ ایضاً، ص ۲۸۶

۲۷۳ ایضاً، ص ۲۸۷

۲۷۴ ایضاً، ص ۲۹۱

۲۷۵ ایضاً، ص ۲۹۲

۲۷۶ ایضاً، ص ۲۹۲

۲۷۷ ایضاً، ص ۲۹۳

۲۷۸ ایضاً، ص ۲۹۳

۲۷۹ ایضاً، ص ۲۹۵

۲۸۰ ایضاً، ص ۲۹۵

۲۸۱ ایضاً، ص ۲۹۵

۲۸۲ ایضاً، ص ۲۹۵

۲۸۳ ایضاً، ص ۲۹۵

۲۸۴ ایضاً، ص ۲۹۶

۲۸۵ ایضاً، ص ۲۹۶

۲۸۶ ایضاً، ص ۲۹۶

۲۸۷ ایضاً، ص ۲۹۶

۲۸۸ ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''، بحولۂ بالا، ص ۲۹۶

اکثر اصحاب ''دل کے خوش رکھنے کو'' کے بجائے ''دل کے بہلانے کو'' پڑھتے ہیں۔ دیوانِ غالبؔ کے کسی نسخے میں اس شعر میں لفظ ''بہلانے'' نہیں چھپا ہے۔

۲۸۹ ''دیوانِ غالب کامل''، بحولۂ بالا، ص ۲۹۸

۲۹۰ ایضاً، ص ۲۹۸

۲۹۱ ایضاً، ص ۲۹۸

۲۹۲ ایضاً، ص ۲۹۹

۲۹۳ ایضاً، ص ۳۰۳

۲۹۴ ایضاً، ص ۳۰۳

۲۹۵ ایضاً، ص ۳۰۷

۲۹۶ ایضاً، ص ۳۰۹

۲۹۷ ایضاً، ص ۳۰۹

۲۹۸ ایضاً، ص ۳۰۹

۲۹۹ ایضاً، ص ۳۱۰

۳۰۰ ایضاً، ص ۳۱۲

۳۰۱ ایضاً، ص ۳۱۳

۳۰۲ ایضاً، ص ۳۲۳

۳۰۳ ایضاً، ص ۳۲۴

۳۰۴ ایضاً، ص ۳۲۶

۳۰۵ ایضاً،ص ۳۲۷

۳۰۶ ایضاً،ص ۳۲۷

۳۰۷ ایضاً،ص ۳۲۷

۳۰۸ جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''،بحولۂ بالا،ص ۳۲۹

مصرعِ ثانی اس طرح مشہور ہے:

حق تو یہ ہے حق ادا نہ ہوا

۳۰۹ ایضاً،ص ۳۳۱

۳۱۰ ایضاً،ص ۳۳۳

۳۱۱ ایضاً،ص ۳۳۳

۳۱۲ ایضاً،ص ۳۳۴

۳۱۳ ایضاً،ص ۳۵۳

۳۱۴ دِرم و دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''،بحولۂ بالا،ص ۵۴

مولانا محمد حسین آزاد نے مرزا غالب کے حالات اور طبعی عادات کا ذکر کرتے ہوئے ''آبِ حیات'' میں لکھا ہے:

حسین علی خاں، چھوٹا لڑکا، ایک دن کھیلتا کھیلتا آیا کہ داداجان، مٹھائی منگا دو۔ آپ نے فرمایا کہ پیسے نہیں۔ وہ صندوقچہ کھول کر اِدھر اُدھر پیسے ٹٹولنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

دِرم و دام اپنے پاس کہاں
چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

۳۱۵ دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے (غالبؔ)

''دیوانِ غالب کامل''، بحولۂ بالا، ص ۳۶۶

''غالب کا منسوخ دیوان''، مرتبۂ مسلم ضیائی، مطبوعۂ ایجوکیشنل پریس، کراچی، ۱۹۶۹ء، ص ۳۲۸

حالی نے ''یادگارِ غالب'' میں لکھا ہے:

مرنے سے قبل اکثر یہ شعر وردِ زباں رہتا تھا۔

۳۱۶ ''غنچۂ آرزو''، (دیوانِ وزیر علی صبا)، مطبوعۂ ثمرِ ہند پریس، لکھنؤ، ۱۲۷۲ھ، ص ۱۸۸

۳۱۷ ایضاً، ص ۴

۳۱۸ آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

''غنچۂ آرزو''، (دیوانِ وزیر علی صبا)، بحولۂ بالا، ص ۱۵۸

مصرعِ اولیٰ اس طرح مشہور ہے:

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

۳۱۹ دیوانِ محمد رضا خاں برقؔ، مطبوعۂ سلطان المطابع، ۱۸۶۹ء، ص ۹۳

۳۲۰ ایضاً، ص ۲۹۹

۳۲۱ اے صنم، وصل کی تدبیروں سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

دیوانِ محمد رضا خاں برقؔ، بحولۂ بالا، ص ۳۶۲

یہ شعر مندرجۂ ذیل شکل میں آغا حشر کاشمیری سے منسوب ہے:

مدّعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

مصرعِ ثانی محمد رضا خاں برق کا ہے۔ ممکن ہے، آغا صاحب نے اپنے کسی ڈرامے میں موقع کی مناسبت سے مصرعِ ثانی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مصرعِ اولیٰ کہا ہو۔ باوجود کافی کوشش کے آغا حشر کے تمام ڈراموں تک راقم الحروف کی رسائی نہ ہو سکی۔

۳۲۲ ''کلیاتِ مومن'' (جلدِ اوّل) مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جولائی ۱۹۶۴ء، ص ۲۴

۳۲۳ ایضاً، ص ۲۷

۳۲۴ ''کلیاتِ مومن'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۶۰

۳۲۵ ایضاً، ص ۶۱

۳۲۶ ایضاً، ص ۱۳۲

۳۲۷ اُس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے، آواز تو دیکھو

''کلیاتِ مومن'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۱۷۶

مصرعِ ثانی اس طرح مشہور ہے:

شعلہ سا لپک جائے ہے، آواز تو دیکھو

۳۲۸ ''کلیاتِ مومن'' (جلدِ اوّل)، محولۂ بالا، ص ۱۷۸

۳۲۹ ایضاً، ص ۲۱۷

۳۳۰ ایضاً، ص ۲۱۸

۳۳۱ ایضاً، ص ۲۳۳

۳۳۲ ایضاً، ص ۲۴۴

۳۳۳ ''کلیاتِ مومن'' (جلدِ دوم) مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جولائی ۱۹۶۴ء، ص ۲۲۷

۳۳۴ خدا جانے، یہ کس کی جلوہ گاہِ ناز ہے دنیا
ہزاروں اُٹھ گئے، کثرت وہی باقی ہے محفل کی

(الف) ''دیوانِ اسیر''، مظفر علی اسیر، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۸۷۰ء، ص ۴۳۲

(ب) ''جواہرِ سخن'' (جلدِ سوم)، مرتبہ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد، ص۲۶۴

(ج) ''تلامذۂ مصحفی''، افسر صدیقی امروہوی، مکتبۂ نیا دور، کراچی، ۱۹۷۹ء، ص۳۴

(د) ''گلِ رعنا''، سیّد عبدالحیٔ، مطبوعۂ معارف، اعظم گڑھ، ۱۳۵۳ھ، ص۳۹۵ پر یہ شعر اِس طرح درج ہے:

خدا جانے، یہ کس کی جلوہ گاہِ ناز ہے دنیا
بہت آگے گئے، رونق وہی باقی ہے محفل کی

یہ شعر اِس طرح بھی چھپا ہوا ملتا ہے:

خدا جانے، یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اُٹھ گئے پھر بھی وہی رونق ہے مجلس کی

۳۳۵ ''آبِ بقا''، مؤلفہ خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت، مرتبہ جعفر علی نشتر، مطبوعۂ نامی پریس، لکھنؤ، ص۳۱

۳۳۶ ''جواہرِ سخن'' (چوتھی جلد)، مرتبہ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد، ۱۹۳۹ء، ص۲۷

۳۳۷ ایضاً، ص۵۶

۳۳۸ ایضاً، ص۵۶

۳۳۹ ایضاً، ص۵۶

۳۴۰ ایضاً، ص۵۶

۳۴۱ ''تاریخِ ادبِ اُردو''، رام بابو سکسینہ، مترجمہ مرزا محمد عسکری، مطبوعۂ نول کشور پریس، لکھنؤ، ص۳۲۷

۳۴۲ ''رباعیاتِ انیس''، مرتبہ عالم حسین، نظامی پریس، لکھنؤ، ص۲

۳۴۳ ''کُلیاتِ نسیم دہلوی''، مرتبہ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص۳۳۰

۳۴۴ ''دفترِ شنگرف'' (دیوانِ اصغر علی نسیم)، مصطفائی پریس، کان پور، ص ۲۲۴

۳۴۵ میدانِ جنگ میں جنابِ امام کی آمد

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف، چرخِ کہن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیرِ کفن کانپ رہا ہے
ہر قصرِ سلاطینِ زمن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو (مرزا دبیرؔ)

''جواہرِ سخن'' (چوتھی جلد)، مرتبہ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد، ۱۹۳۹ء، ص ۶۲

۳۴۶ ''اُردو غزل''، مرتبہ ڈاکٹر کامل قریشی، پروگریسیو بکس، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۴۲

۳۴۷ ''گلِ رعنا''، سیّد عبدالحیٔ، مطبوعہ معارف، اعظم گڑھ، ۱۳۵۳ھ، ص ۳۲۵

۳۴۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۴

۳۴۹ نہ تڑپنے کی اجازت ہے، نہ فریاد کی ہے
گُھٹ کے مرجاؤں، یہ مرضی مِرے صیاد کی ہے

(الف) ''دیوانِ شاد لکھنوی، پیرِ میرؔ''، شیخ محمد جان شاد، مرتبہ شیخ حامد حسن، مطبوعہ علی پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۱۸۹

(ب) ''آبِ بقا''، مؤلفہ خواجہ محمد عبدالروٗف عشرت، مرتبہ مرزا جعفر علی نشتر، مطبوعہ نامی پریس، لکھنؤ، ص ۲۷

یہ شعر میر مونس سے بھی منسوب ہے:
میر مونس کا یہ مطلع آج زبانوں پر ہے مگر اصل میں مونس نے یوں کہا تھا:

نہ تڑپنے کی اجازت ہے، نہ فریاد کی ہے
یوں ہی مر جاؤں، یہ مرضی مِرے صیاد کی ہے

میر انیسؔ نے فرمایا کہ بھائی، دوسرے مصرع کو یوں بنادو:

گھُٹ کے مر جاؤں، یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

یہ اصلاح داروغہ واجد حسین صاحب واقف تلمیذِ حضرت اسیر مرحوم نے عنایت فرمائی، اِن کو جناب بابو صاحب خلفِ عارف مرحوم نبیرۂ انیسؔ سے حاصل ہوئی۔
''مشاطۂ سخن''، صفدر مرزا پوری، گیلانی الیکٹرک پریس بک ڈپو، لاہور، ۱۹۲۸ء، ص ۵۰

۳۵۰ ''دیوانِ شاد لکھنوی''، مرتبۂ شیخ حامد حسن، مطبوعۂ علی پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۱۸۲

۳۵۱ ''نکاتِ سخن''، حسرت موہانی، مطبوعۂ انتظامی پریس، حیدر آباد (دکن)، ص ۱۲۵

۳۵۲ تذکرہ ''خوش معرکۂ زیبا'' (جلدِ دوم)، سعادت خاں ناصر، مرتبۂ مشفق خواجہ، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، مارچ ۱۹۷۲ء، ص ۲۶

۳۵۳ ''خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی''، مضمون مشمولۂ ماہ نامہ ''العصر''، جلد ۷، اگست ۱۹۱۸ء نیز ''آبِ بقا''، عشرت لکھنوی، ۱۹۱۸ء، ص ۱۳

۳۵۴ ''کلیاتِ شیفتہ''، مرتبۂ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ستمبر ۱۹۶۵ء، ص ۲۶

۳۵۵ ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی نے اپنی کتاب ''یہ لوگ بھی غضب تھے'' (خاکے اور شخصی مطالعے)، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۹ء، کے پہلے صفحے پر یہ شعر اِس شکل میں میر تقی میر سے منسوب کیا ہے:

یہ لوگ بھی غضب کے ہیں، دل پر یہ اختیار
شب موم کر لیا، سحر آہن بنا لیا

یہ شعر میر کا نہیں، بلکہ شیفتہ کا ہے۔ شعر کی شکل قدرے مختلف ہے:

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شب موم کر لیا، سحر آہن بنا دیا

اِس غزل کا مقطع ملاحظہ ہو:

اظہارِ عشق اُس سے نہ کرنا تھا شیفتہؔ
یہ کیا کِیا کہ دوست کو دشمن بنا دیا

بحوالہ: ''دیوانِ شیفتہ''، ترتیب و تصحیح و تقدیم: حبیب اشعر، مکتبۂ جدید، لاہور، ص ۵۰
نیز ''کلّیاتِ شیفتہ''، مرتبۂ کلب علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ستمبر ۱۹۶۵ء، ص ۲۹-۲۸

۳۵۶ ''کلّیاتِ شیفتہ''، محولۂ بالا، ص ۹۸

۳۵۷ ایضاً، ص ۱۰۹

۳۵۸ ایضاً، ص ۱۱۰

۳۵۹ ایضاً، ص ۱۳۹

۳۶۰ ایضاً، ص ۱۴۸

۳۶۱ ایضاً، ص ۱۵۶

۳۶۲ ایضاً، ص ۱۵۹

۳۶۳ شاید اِسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ
ہے آگ سی جو سینے کے اندر لگی ہوئی

''دیوانِ شیفتہ''، نواب مصطفٰے خاں شیفتہ، اکادمی پنجاب، ادبی دنیا منزل، لاہور، جون ۱۹۵۴ء، ص ۲۵۶

صلاح الدین احمد متذکرہ بالا دیوانِ شیفتہ میں ''شیفتہ کے ساتھ چند لمحے'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

شیفتہ کا وہ مشہور شعر کہ:

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہؔ
ہے آگ سی جو سینے کے اندر لگی ہوئی

بظاہر ان کی کسی غزل کا مقطع معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ غزل

دیوان کے کسی ایڈیشن میں موجود نہیں۔ میں نے اس
بارے میں نواب محمد اسماعیل خاں صاحب سے، جو شیفتہ
کے پوتے ہیں، رجوع کیا لیکن انھوں نے بھی اس غزل
کے وجود سے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ دیوان کے پہلے
ایڈیشنوں میں، سوائے حسرت ایڈیشن کے، یہ شعر
''فردیات'' کے زمرے میں درج ہے۔ حسرت نے اس کا
اپنے دیباچے میں حوالہ ضرور دیا ہے، لیکن ''فردیات''
میں درج نہیں کیا اور خود غزل کا سراغ ہمیں کہیں نہیں ملا۔

''دیوانِ شیفتہ''، نسخۂ مکتبۂ جدید، محولۂ بالا میں ص ۲۱۸ پر یہ شعر ''فردیات'' کے تحت اِس شکل میں درج ہے:

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اِک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

لیکن کتاب کے سرورق پر جلی حروف میں مصرعِ ثانی اکادمی پنجاب، لاہور کے مطابق درج ہے یعنی:

ہے آگ سی جو سینے کے اندر لگی ہوئی

''دیوانِ شیفتہ'' کے پرانے ایڈیشن راقم الحروف کی دست رس سے باہر ہیں، اس لیے وثوق سے یہ کہنا مشکل ہے کہ شیفتہ نے مصرعِ ثانی کس طرح کہا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شیفتہ نے یہ شعر اِس طرح کہا ہے جیسے اکادمی پنجاب کے نسخے میں درج ہے۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ اس شعر میں تصرف ہو گیا ہے اور شعر یوں مشہور ہو گیا ہے:

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

''کلیاتِ شیفتہ'' مرتبہ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ستمبر ۱۹۶۵ء،

میں یہ شعر ''فردیات'' کے تحت شامل نہیں ہے۔

۳۶۴ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے (نواب امین الدولہ مہرؔ)

یہ شعر اس طرح مشہور ہے:

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مِل جائے

حامد حسن قادری مرحوم اپنے ایک خط مورخہ ۱۲؍مارچ ۱۹۵۸ء، بنام ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی، میں لکھتے ہیں:

> اِس شعر کا حوالہ ایک داستان ہے، بڑی دل چسپ، بڑی طویل جس کو شاید اب میرے علاوہ کوئی مشکل سے بتا سکے۔ میرے پاس ایک قدیم مطبوعہ کتاب ہے جس میں شاعر نے صرف اسی زمین میں اس قافیے کے پہلو بدل کر تقریباً ڈیڑھ سو شعر کہے ہیں۔ کتاب کا نام کچھ نہیں (کذا)، بلکہ سرورق پر کتاب کے نام کی جگہ خطِ طغریٰ کی آرائش کے شوق میں نام کا ایک حرف لکھنے سے چھوٹ گیا ہے۔ بہر حال، اتنا صاف پڑھا جاتا ہے: نواب امین الدولہ سیف الملک سیّد علی خاں بہادر فیروز جنگ دام اقبالہٗ۔ کتاب مطبعِ محمدی میں چھپی ہے۔ معلوم نہیں، یہ مطبع کہاں کا ہے۔ سالِ طباعت کہیں درج نہیں۔ شاعر کا تخلص مہرؔ ہے ... اِس کے بعد گیارہ صفحات پر، پیمبری ہو جائے، والی غزل ہے۔ کُل ۱۶ صفحے کی خوش خط جلی قلم، رنگین کاغذ کی کتابت۔ شاعر نے قافیے کی روی (ری) سے پہلے زیر، زبر، پیش تینوں حرکتوں کے اشعار الگ الگ لکھے ہیں، مگر

نتیجہ وہی ہے جو پُرگوئی کا ہوتا ہے کہ ڈیڑھ سو اشعار میں اگر کوئی شعر ہے تو وہی ''خدا کی دین'' والا، باقی قافیہ پیمائی ہے۔ عجیب و غریب، کچھ اچھی، کچھ بُری۔ بہر حال بعض اچھے یا غنیمت اشعار دیکھیے:

حرفِ ساکن قبلِ ''ری''

جو روشنی تری آنکھوں کی پیشِ چشم نہ ہو
جہانِ خلق کو کاجل کی کوٹھری ہو جائے

حرفِ مضموم قبلِ ''ری''

جسے برا لگے قشقہ تمھارے ماتھے کا
وہ اُس کی جان کو قرآن کی چھری ہو جائے

حرفِ مکسور قبلِ ''ری''

جو مِدحتیں قدِ بالائے یار کی لکھوں
بلند مرتبہ یہ فنِ شاعری ہو جائے

حرفِ مفتوح قبلِ ''ری''

پڑے جو عکس ترے گھاس کے دوپٹے کا
تو گھاس میں صفتِ سایہ گستری ہو جائے

غزل کے آخری اشعار:

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں، پیمبری ہو جائے

بس اب وہ مقطعِ روشن ہو زور کا، اے مہر
کہ زیبِ مطلعِ دیوانِ انوری ہو جائے

بحوالہ: ''یہ لوگ بھی غضب تھے'' (خاکے اور شخصی مطالعے)، ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۶۶-۶۲

۳۶۵ مثنوی ''گل زارِ نسیم''، مرتبہ رشید حسن خاں، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، نئی دہلی، ۱۹۹۵ء، ص ۱۵۴

۳۶۶ ایضاً، ص ۱۵۹

۳۶۷ ایضاً، ص ۱۶۷

۳۶۸ ایضاً، ص ۱۷۸

۳۶۹ ایضاً، ص ۱۸۵

۳۷۰ ایضاً، ص ۱۹۱

۳۷۱ ایضاً، ص ۱۹۲

۳۷۲ ایضاً، ص ۱۹۴

۳۷۳ ''جواہرِ سخن'' (جلدِ سوم)، مرتبہ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈمی، الہ آباد، ۱۹۳۵ء، ص ۲۰۸

۳۷۴ اِن روزوں لطفِ حُسن ہے، آؤ تو بات ہے
دو دن کی چاندنی ہے پھر اندھیاری رات ہے (منیر شکوہ آبادی)

''دیوانِ منیر شکوہ آبادی''، مطبوعہ سیّد پریس، رام پور، ص ۲۰۴

دوسرا مصرع اس طرح مشہور ہے:

چار دن کی چاندنی ہے، پھر اندھیری رات ہے

۳۷۵ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ سوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۷ء، ص ۷۰

۳۷۶ ایضاً، ص ۷۰

۳۷۷ ''کُلیاتِ نظام رام پوری''، مرتبہ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور،

ستمبر ۱۹۶۵ء، ص ۲۴۱

۳۷۸ ایضاً، ص ۲۶۳

۳۷۹ ایضاً، ص ۲۶۵

۳۸۰ ''دیوانِ نواب محمد یوسف علی خاں ناظم، مطبوعہ حسینی پریس، لاہور، ص ۸۸

۳۸۱ ''جدید اُردو غزل غالب سے حالی تک''، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، مشمولہ ''نگار'' (پاکستان)، جدید شاعری نمبر، جولائی - اگست ۱۹۶۵ء، ص ۱۹۷

۳۸۲ ''جانِ عالم'' (واجد علی شاہ کے مٹیا برج کے حالات)، مولانا عبدالحلیم شرر، ادارۂ فروغِ اُردو، لاہور، ۱۹۵۱ء، ص ۷۳

۳۸۳ ''جواہرِ سخن'' (جلدِ چہارم)، مرتبہ مولوی محمد مبین کیفی چریا کوٹی، ہندوستانی اکیڈمی، الٰہ آباد، ۱۹۳۵ء، ص ۱۳۹!

۳۸۴ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۳۰۳

۳۸۵ ''کُلّیاتِ قربان علی سالک''، مرتبہ کلبِ علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، نومبر ۱۹۶۶ء، ص ۴۷۴

سالک اتنے مشہور شاعر نہیں ہیں جتنے غالب۔ اِس بنا پر کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ شعر غالب کا ہے اور اِن کے تخلص کے شمول سے شعر پڑھتے ہیں:

تنگ دستی اگر نہ ہو غالبؔ

تن درستی ہزار نعمت ہے

یہ شعر قربان علی سالک کا ہے اور ''غالب'' کے بجائے ''سالک'' پڑھنا چاہیے۔

۳۸۶ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم، نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم، نہ ادھر کے رہے، نہ ادھر کے رہے (مرزا صادق شرر)

''گلشنِ بے خار''، شیفتہ، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۶۸-۲۶۷

اکثر اصحاب ناواقفیت کی بنا پر مصرعِ ثانی شعر کی شکل میں یوں پڑھتے ہیں:

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

''نہ اِدھر کے رہے، نہ اُدھر کے رہے'' ردیف ہے۔

۳۸۷ ''غیرتِ بہارستان'' مع انتخابِ کلامِ امیر مینائی، مرتبہ خالد مینائی، نقوش پریس، لاہور، ص ۹

۳۸۸ قریب ہے یارو روزِ محشر، چُھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

''غیرتِ بہارستان'' مع انتخابِ کلامِ امیر مینائی، محولۂ بالا، ص ۵۵

اِس شعر کو جسٹس محمود نے اپنے ایک فیصلے میں بطور سند کے لکھا تھا۔

''تاریخِ ادبِ اُردو''، رام بابو سکسینہ، مترجمہ مرزا محمد عسکری، مطبوعہ نول کشور پریس، لکھنؤ، سنہ ندارد، ص ۴۲۴

۳۸۹ ''غیرتِ بہارستان'' مع انتخابِ کلامِ امیر مینائی، محولۂ بالا، ص ۵۵

۳۹۰ ایضاً، ص ۱۴۳

۳۹۱ ایضاً، ص ۱۴۸

۳۹۲ ایضاً، ص ۱۵۱

۳۹۳ ایضاً، ص ۱۵۸

۳۹۴ ایضاً، ص ۱۸۲

۳۹۵ ایضاً، ص ۲۳۵

۳۹۶ ایضاً، ص ۲۳۸

۳۹۷ ایضاً، ص ۲۵۱

۳۹۸ ایضاً، ص ۲۸۴

۳۹۹ ایضاً، ص ۲۸۴

۴۰۰ ''صنم خانۂ عشق''، امیر مینائی، مطبوعہ امیر المطابع، حیدرآباد، دکن، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۱۶

۴۰۱ ''صنم خانۂ عشق''، امیر مینائی، مطبوعۂ منشی عبدالعزیز تاجرِ کتب، لاہور، ۱۳۵۳ھ، ص ۲۷۷

۴۰۲ ''مرأۃ الغیب''، امیر مینائی، مطبوعۂ نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۹۲۲ء، ص ۲۴۷

۴۰۳ ایضاً، ص ۲۴۷

۴۰۴ ایضاً، ص ۲۱۵

۴۰۵ ''صنم خانۂ عشق''، محولۂ بالا، ص ۱۶۵

۴۰۶ ایضاً، ص ۱۳۷

۴۰۷ ''مرأۃ الغیب''، محولۂ بالا، ص ۴۹

۴۰۸ ''آوارہ گرد اشعار''، قاضی عبدالودود، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۳۸-۳۷

۴۰۹ ''غزل نما'' مؤلفۂ ادا جعفری، انجمنِ ترقیِ اردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۴

۴۱۰ ''وحید الہ آبادی اوران کے تلامذہ''، اکبر داناپوری، مشمولہ ''نگار'' مارچ ۱۹۵۳ء، ص ۱۵ نیز ''نگار'' دسمبر ۱۹۶۳ء، ''بیاضِ نیاز'' (انتخابِ وحید الہ آبادی)، ص ۵۷

۴۱۱۔ ''وحید الہ آبادی اوران کے تلامذہ''، اکبر داناپوری، مشمولہ ''نگار'' مارچ ۱۹۵۳ء ص ۱۴

۴۱۲ جو دیکھا جانبِ غیر اُس نے، دل پکار اُٹھا
نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں (شوخ اکبرآبادی)

''نقوش''، لاہور، غزل نمبر، فروری ۱۹۶۰ء، ص ۴۷۰

اس غزل کے مزید دو اشعار سنیے:

تمھارے گیسو و رُخ پر نثار ہم بھی ہیں
اسی خیال میں لیل و نہار ہم بھی ہیں
تمھارے ساتھ ہمیں بھی ہے ایک نسبتِ خاص
جو آپ شوخ ہیں تو بے قرار ہم بھی ہیں

۴۱۳ اِس بزم کی طُرفہ میہمانی دیکھی

ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی

جو آ کے نہ جائے پھر، بڑھاپا دیکھا

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

''کلیاتِ قلق''، حکیم مولا بخش قلق، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۲۹۴

اِس رُباعی کو کئی اصحاب نے مندرجہ ذیل شکل میں میر انیس سے منسوب کیا ہے:

دُنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی

ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی

جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

''رُباعیات انیس'' میں یہ رُباعی کہیں درج نہیں ہے۔ یہ رُباعی اپنی اصلی شکل میں بلا اختلاف رائے مولا بخش قلق کی ہے۔

۴۱۴ ''دیوانِ میر مہدی مجروح'' مطبوعہ کریمی، لاہور، ص ۴۵

۴۱۵ ایضاً، ص ۸۵

۴۱۶ ''جلال لکھنوی'' (سوانحِ حیات، کلام پر تنقید، معِ انتخاب کلام)، مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن، انجمنِ ترقیِ اُردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۵۶ء، ص ۲۳۴

۴۱۷ ''جلال لکھنوی''، راز یزدانی، مشمولہ ''نگار''، مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۲۴

۴۱۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۲۴۳

۴۱۹ ''سہو وسراغ''، کالی داس گپتا رضا، مرتبہ صابر دت، ادارہ: فن اور شخصیت، بمبئی، جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۱۴۰

۴۲۰ ''انتخابِ کلامِ داغ'' مرتبہ ڈاکٹر محمود الرحمان، مطبوعہ مرشل پرنٹنگ پریس، راول پنڈی، ۱۹۸۵ء، ص ۴۱

۴۲۱ ایضاً، ص ۵۱

۴۲۲ ایضاً، ص ۵۳

۴۲۳ ایضاً، ص ۵۴

۴۲۴ ایضاً، ص ۵۵

۴۲۵ ایضاً، ص ۵۶

۴۲۶ ایضاً، ص ۵۷

۴۲۷ دی مؤذن نے شبِ وصل اذاں پچھلی رات
ہائے، کم بخت کو کس وقت خدا یاد آیا (داغؔ)

''انتخابِ کلامِ داغ''، محولہ بالا، ص ۵۸
مصرعِ اولیٰ یوں مشہور ہے:

دی مؤذن نے اذاں وصل کی شب پچھلے پہر

۴۲۸ ''انتخابِ کلامِ داغ''، محولہ بالا، ص ۶۷

۴۲۹ ایضاً، ص ۹۹

۴۳۰ ایضاً، ص ۱۰۰

۴۳۱ کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں
اگر نہ آگ لگا دوں تو داغؔ نام نہیں (داغؔ)

''انتخابِ کلامِ داغ''، محولہ بالا، ص ۱۰۱
مصرعِ ثانی بعض اصحاب اِس طرح پڑھتے ہیں:

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغؔ نام نہیں

۴۳۲ ''انتخابِ کلامِ داغ''، محولہ بالا، ص ۱۰۲

۴۳۳ ایضاً، ص ۱۰۵

۴۳۴ خط اُن کا بہت خوب، عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حُسنِ رقم اور زیادہ (داغؔ)

''انتخابِ کلامِ داغ''، محولۂ بالا، ص۱۱۶
مصرعِ ثانی عوام اور خواص یوں ادا کرتے ہیں:
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

۴۳۵ ''انتخابِ کلامِ داغ''، محولۂ بالا، ص۱۱۹
۴۳۶ ایضاً، ص۱۳۸
۴۳۷ ایضاً، ص۱۴۲
۴۳۸ ایضاً، ص۱۵۴
۴۳۹ ایضاً، ص۱۷۶
۴۴۰ ایضاً، ص۱۷۷
۴۴۱ ایضاً، ص۱۸۳
۴۴۲ ایضاً، ص۱۸۴
۴۴۳ ایضاً، ص۲۰۰
۴۴۴ ایضاً، ص۲۶۳
۴۴۵ ایضاً، ص۲۷۶
۴۴۶ ایضاً، ص۲۷۸
۴۴۷ ایضاً، ص۲۷۸
۴۴۸ ایضاً، ص۲۸۳
۴۴۹ ایضاً، ص۳۱۹
۴۵۰ ایضاً، ص۳۱۹
۴۵۱ ایضاً، ص۳۲۶
۴۵۲ ''یادگارِ داغ''، مرتبۂ احسن مارہروی، مطبوعۂ اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور، ۱۳۲۳ھ، ص۳۹
۴۵۳ ''گلزارِ داغ''، مطبوعۂ تیغ بہادر پریس، لکھنؤ، ۱۲۹۶ھ، ص۲۵۴

۴۵۴ ''داغ کی شاعری میں لب و لہجے کی اہمیت''، پروفیسر اختر اورینوی، مشمولہ ''نگار''، داغ نمبر، جنوری۔فروری ۱۹۵۴ء، ص ۴۱
نیز ''آفتابِ داغ''، مطبوعہ شاہی پریس، لکھنؤ، ص ۶

۴۵۵ ''انتخابِ کلامِ داغ''، محولہ بالا، ص ۲۵

۴۵۶ ''دیوانِ ظہیرالدین ظہیر''، جلدِ اوّل بعنوان: ''گلستانِ سخن''، مطبوعہ مفیدِ عام پریس، آگرہ، ص ۱۲۶

۴۵۷ ایضاً، ص ۱۴۶

۴۵۸ ایضاً، ص ۱۵۴

۴۵۹ ایضاً، ص ۱۹۵

۴۶۰ لاؤ تو قتل نامہ ذرا، میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

اِس شعر کے اصلی خالق کی نشاں دہی کرتے ہوئے حمایت علی شاعر اپنی کتاب ''شخص و عکس''، (المصنفین، کراچی، ۱۹۸۴ء، ص ۲۸۲) میں لکھتے ہیں:

میرے پاس ایسی پُرانی کتابیں ہیں جن میں کہیں صرف یہ شعر ['لاؤ تو قتل نامہ...'] اور کہیں پوری غزل اُن [میر محبوب علی خاں آصف] کے نام سے چھپی ہے۔ اسی غزل کا ایک اور مشہور شعر ہے:

اُلفت کا جب مزہ ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

میرا گمان ہے کہ یہ شعر امیر مینائی، مرزا داغ دہلوی یا جلیل مانک پوری کا ہو سکتا ہے۔

یہ شعر اِن تینوں اصحاب میں کسی کا بھی نہیں ہے۔ شعر میں تصرّف بھی ہو گیا ہے۔ اصل شعر ذیل میں درج ہے:

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی (ظہیر الدین ظہیر)

بحوالہ: ''دیوانِ ظہیر الدین ظہیر''، جلد اوّل بعنوان: ''گلستانِ سخن''، مطبوعہ مفید عام پریس، آگرہ، ص ۲۳۵

۴۶۱ ''کلّیاتِ حالی'' (جلدِ اوّل)، مرتبہ افتخار احمد صدیقی، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۶۷

۴۶۲ ایضاً، ص ۶۸

۴۶۳ ایضاً، ص ۷۳

۴۶۴ ایضاً، ص ۸۲

۴۶۵ ایضاً، ص ۱۰۶

۴۶۶ اپنی جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار
اِک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت (حالؔی)

''کلّیاتِ حالی'' (جلدِ اوّل)، محولہ بالا، ص ۱۰۶

بعض اصحاب ''اپنی جیبوں'' کے بجائے ''اپنے جوتوں'' پڑھتے ہیں۔ حالؔی نے ''اپنی جیبوں'' کہا ہے، ''اپنے جوتوں'' نہیں۔

۴۶۷ ''کلّیاتِ حالی'' (جلدِ اوّل)، محولہ بالا، ص ۱۴۸

۴۶۸ ایضاً، ص ۱۵۰

۴۶۹ ایضاً، ص ۱۶۰

۴۷۰ ایضاً، ص ۱۶۱

۴۷۱ ایضاً، ص ۳۱۹

۴۷۲ ایضاً، ص ۶۱

۴۷۳ ایضاً، ص ۶۷

۴۷۴ ایضاً، ص ۶۸

۴۷۵ ایضاً، ص ۷۱

۴۷۶ ایضاً، ص ۷۵

۴۷۷ ''مدّ و جزرِ اسلام مسمّیٰ بہ مسدّسِ حالی''، بند ۴۶

۴۷۸ ایضاً، بند ۱۴۰

۴۷۹ ''کلّیاتِ نظمِ حالی'' (جلدِ اوّل)، محوّلۂ بالا، ص ۱۱۴

۴۸۰ تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے، او بادِ صبا!
یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک (آسی غازی پوری)
''عین المعارف''، آسی غازی پوری، ادارۂ یادگارِ آسی غازی پوری، کراچی، اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۶
مصرعِ اولیٰ اِس طرح مشہور ہے:
صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تُو نے اے بادِ صبا

۴۸۱ ''اُردو کے ہندو شعرا''، مرتبۂ عبدالسلام خورشید، مرکزی دفتر تحریکِ رفاقتِ پنجاب، لاہور، ص ۸۴

۴۸۲ ''دیوانِ سخن دہلوی''، مطبوعۂ نول کشور پریس، لکھنؤ، ص ۱۰۷

۴۸۳ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۳۱۵

۴۸۴ مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اُس کو چھٹی نہ ملے جس کو سبق یاد رہے (میر طاہر علی رضوی)
''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ پنجم)، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۴۲۶
مصرعِ ثانی دو طرح زباں زدِ عام ہے:
(الف) اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا
(ب) اُس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد رہا

۴۸۵ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
ساماں سو برس کے ہیں کل کی خبر نہیں (حیرت الٰہ آبادی)

''خُمِ خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص ۵۴۶
نیز ''الہ آباد، ایک علمی وادبی مرکز کی حیثیت سے''، ڈاکٹر ولی الحق انصاری، مشمولہ ''نگار'' اکتوبر ۱۹۶۷ء، ص ۲۰
اکثر اصحاب لفظ ''کل'' کے بجائے ''پل'' پڑھتے ہیں۔ ان دونوں حوالوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حیرت الہ آبادی نے لفظ ''کل'' استعمال کیا ہے، ''پل'' نہیں۔

۴۸۶ ''خُمِ خانۂ جاوید (جلدِ سوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۷ء، ص ۴۲۹
نیز ''نکاتِ سخن''، حسرت موہانی، مطبوعۂ انتظامی پریس، حیدرآباد (دکن)، ص ۱۶۸

۴۸۷ ''مے خانۂ الہام'' (دیوانِ شاد عظیم آبادی)، مرتبۂ حمید عظیم آبادی، مطبوعۂ برقی مشین پریس، پٹنہ، ص ۱۷۵

۴۸۸ ایضاً، ص ۱۷۵

۴۸۹ ایضاً، ص ۱۸۱

۴۹۰ ایضاً، ص ۱۸۲

۴۹۱ ایضاً، ص ۲۰۳

۴۹۲ ایضاً، ص ۲۰۳

۴۹۳ ایضاً، ص ۲۱۰

۴۹۴ ایضاً، ص ۳۷۷

۴۹۵ ایضاً، ص ۳۵۱

۴۹۶ ایضاً، ص ۳۵۱

۴۹۷ ایضاً، ص ۶۳

۴۹۸ ایضاً، ص ۳۷۱

۴۹۹ ایضاً، ص ۱۱۹

۵۰۰ ایضاً، ص ۳۷۶

۵۰۱ ’’کُلّیاتِ اکبر الہ آبادی‘‘ (حصّہ اوّل)، اکبر حسین اکبر الہ آبادی، حسب الحکم عشرت حسین، کلکٹر پنشنر، مطبوعہ اسرارِ کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۴۰ء، ص ۸۳

۵۰۲ ایضاً، ص ۱۴۲

۵۰۳ ’’کُلّیاتِ اکبر الہ آبادی‘‘ (حصّہ سوم)، اکبر حسین اکبر الہ آبادی، حسب الحکم عشرت حسین، کلکٹر پنشنر، مطبوعہ اسرارِ کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۴۰ء، ص ۱۶۷

۵۰۴ ’’کُلّیاتِ اکبر الہ آبادی‘‘ (حصّہ دوم)، اکبر حسین اکبر الہ آبادی، حسب الحکم عشرت حسین، کلکٹر پنشنر، مطبوعہ اسرارِ کریمی پریس، الہ آباد، ۱۹۴۰ء، ص ۴۹

۵۰۵ ایضاً، ص ۶۸

۵۰۶ ایضاً، ص ۶۴

۵۰۷ ’’کُلّیاتِ اکبر الہ آبادی‘‘ (حصّہ اوّل)، محولہ بالا، ص ۳۳

۵۰۸ ایضاً، ص ۲۴۶

۵۰۹ حریفوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر ذکر کرتا ہے خدا کا اِس زمانے میں (اکبر الہ آبادی)

’’کُلّیاتِ اکبر الہ آبادی‘‘ (حصّہ دوم)، محولہ بالا، ص ۵۸

مصرعِ ثانی اِس طرح مشہور ہے:

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اِس زمانے میں

۵۱۰ ’’خُم خانۂ جاوید‘‘ (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۴۸۸

۵۱۱ آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے (امداد امام اثر)

’’دیوانِ سیّد امام اثرؔ‘‘، مطبعِ محمد ظہور الحق، ۱۸۹۷ء، ص ۱۱۳

مصرعِ اولیٰ اِس طرح مشہور ہے:

آنکھ والا تری قدرت کا تماشا دیکھے

۵۱۲ مضمون: ''خاندانِ شاد کے چند شہرہ آفاق افراد (نواب امداد امام اثر)'' در ''شاد عظیم آبادی: ایک تحقیقی جائزہ''، محقق و مصنف ڈاکٹر خاور حسین رضوی نگرامی، کراچی، فروری ۱۹۸۷ء، ص ۹۰

۵۱۳ ڈھلا ہے حُسن لیکن رنگ ہے رخسارِ جاناں پر
ابھی باقی ہے کچھ کچھ دھوپ دیوارِ گُلستاں پر (مشتاق لکھنوی)

نواب محمد باقر علی عرف بنّے صاحب تعشق لکھنوی، مولوی علی میاں کامل، میر مہدی حسین ماہر، سیّد عباس حسن فصاحت، ضامن علی جلال اور میر خورشید علی نفیس کے ہم عصر تھے۔ اُن کا تخلّص مشاق تھا اور وطن لکھنؤ تھا۔ آخر میں نواب صاحب رام پور چلے گئے تھے۔ ریاست سے ان کا تعلق بھی ہو گیا تھا۔ وہیں تقریباً ۵۱ رسال کی عمر میں انتقال ہوا۔

بحوالہ: ''حضرت مشاق مرحوم''، نوبت رائے نظر، (دسمبر ۱۹۱۹ء)، مشمولہ ''جرنل خدا بخش لائبریری''، دسواں اور گیارھواں شمارہ، ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۸، ۴۱۴۸

''مشاق''، تخلّص عام نہیں ہے، اس لیے اشتباہ ہوتا ہے کہ اُن کا تخلّص ''مشتاق'' رہا ہوگا۔ آپ کے فرزندِ ارجمند نواب محمد مرتضیٰ خاں مشق تخلّص کرتے تھے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے والد کا تخلّص ''مشاق'' تھا۔

۵۱۴ ''ریاضِ رضواں''، ریاض خیر آبادی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۵۴

۵۱۵ ایضاً، ص ۱۶۵

۵۱۶ ایضاً، ص ۲۵۴

۵۱۷ ایضاً، ص ۳۷۵

۵۱۸ ایضاً، ص ۳۷۶

۵۱۹ ایضاً، ص ۳۸۴

۵۲۰ ''ریاضِ رضواں''، ریاض خیر آبادی، مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس، حیدر آباد (دکن)،

۱۹۳۸ء، ص ۱۷۶

۵۲۱ ’’لکھنؤ کا دبستانِ شاعری‘‘، ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی، غضنفر اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۶۶۳

۵۲۲ ’’خُم خانۂ جاوید‘‘ (جلدِ اوّل)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۰۸ء، ص ۲۲

۵۲۳ ’’امراو جان ادا‘‘، مرزا ہادی رسوا، تنقید و تبصرہ: ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ص ۷۵

۵۲۴ ’’علمِ مجلسی‘‘ (حصۂ دوم)، مرتبۂ عزیز الرّحمان، مطبوعۂ محبوب المطابع برقی پریس، دہلی، ص ۸۳

۵۲۵ ’’گل ہائے رنگ رنگ (جلدِ اوّل)، مؤلفۂ محمد شمس الحق، نیشنل بک فاؤنڈیشن، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۹

۵۲۶ ’’تذکرۂ شعرائے روہیل کھنڈ‘‘ (جلدِ اوّل)، مؤلفۂ سیّد تعظیم علی نقوی شایاں بریلوی، فرحان پبلیکیشنز، کراچی، ۱۹۹۱ء، ص ۴۲۲

۵۲۷ ’’آوارہ گرد اشعار‘‘، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، مشمولۂ ’’مہرِ نیم روز‘‘ کراچی، جون ۱۹۵۷ء، ص ۱۷

۵۲۸ نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
کسی کام میں جو نہ آ سکے، میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں (مضطر خیر آبادی)

یوسف حسنی ’’شاہ ظفر نہیں، مضطر خیر آبادی‘‘ کے عنوان سے اپنے مضمون، مطبوعۂ ’’نگار‘‘، جنوری ۱۹۶۳ء، میں لکھتے ہیں:

> ادبی معلامات میں بعض غلط فہمیاں بڑی دل چسپ بھی ہوتی ہیں اور دیرپا بھی۔ یہ غلط فہمیاں کچھ ایسی شکل اختیار کر لیتی ہیں کہ ان کی اصلاح بجائے خود غلطی نظر آنے لگتی ہے۔ اِس مختصر مضمون میں ایک غلط فہمی کی طرف اشارہ ہے جو بہادر شاہ ظفر سے ایک غزل کے غلط انتساب کے سلسلے میں

پیدا ہوگئی ہے۔ یہ ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع ہے:

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
کسی کام میں جو نہ آ سکے، میں وہ ایک مشتِ غبار ہوں

فلم ''لال قلعہ'' میں یہ غزل شامل کی گئی اور فلم میں بہادر شاہ ظفر کی زبان سے اِسے ادا کیا گیا ہے۔ فلم میں کسی غزل کے شامل ہو جانے کے بعد اُس کی جو شہرت ہو سکتی ہے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

ادبی حلقوں میں اس غزل کے ظفؔر سے انتساب کی ذمّے داری بڑی حد تک ظفر کے اُس انتخاب پر عائد ہوتی ہے جو ''نوائے ظفر'' کے نام سے انجمنِ ترقیِ اُردو، ہند نے فروری ۱۹۵۸ء میں شائع کیا ہے... انتخاب میں ظفر کا وہ کلام بھی شامل کیا گیا ہے جو اُن کے کُلّیات میں موجود نہیں ہے، بلکہ مختلف تذکروں، بیاضوں، گُل دستوں، مجموعوں، ڈائریوں اور اسی قسم کی دوسری کتابوں سے ماخوذ ہے۔ ۱۹۳۸ء میں جب رسالہ ''سہیل'' آلِ احمد سرور کی ادارت میں نکلا کرتا تھا، اس وقت جاں نثار اختر نے اس میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں انھوں نے اِس غزل کو اپنے والد مضطر خیرآبادی مرحوم سے منسوب کیا تھا۔ شاید ''نوائے ظفر'' کی ترتیب کے وقت فاضل مرتب کے پیشِ نظر جاں نثار اختر کا یہ مضمون نہیں رہا، ورنہ یہ غلطی نہیں ہونے پاتی۔ جاں نثار اختر کے اس مضمون سے قطعِ نظر، ظفر سے منسوب غزل میں خود بعض ایسی شہادتیں موجود ہیں جن کے پیشِ نظر اسے ظفر کی غزل سمجھنے میں تکلّف ہوتا ہے، مثلاً اِس غزل

میں پانچ شعر ہیں جن میں مقطع بھی شامل نہیں ہے۔ ظفر جس دَور میں غزل کہہ رہے تھے، اُس میں غزل گوئی کے اصول اس قدر جامد تھے کہ اُن سے رُوگردانی ممکن نہ تھی۔ ظفر جیسے روایت پرست شاعر سے تو اس کی توقع کی ہی نہیں جاسکتی۔ غزل میں مقطع شامل نہ کرنے کو اُس زمانے میں کوئی مبتدی بھی روا نہیں رکھتا تھا، چہ جائے کہ ظفر جیسا استاد بغیر مقطع کے غزل کہے... اِس سلسلے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ نول کشور نے ۱۸۸۷ء میں کُلّیاتِ ظفر کا جو پہلا ایڈیشن شائع کیا، اس میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔ ۱۹۱۸ء میں پانچویں ایڈیشن کی اشاعت کے وقت بھی یہ غزل اس میں درج نہیں کی گئی... مضطر خیرآبادی کے غیر مطبوعہ دیوان میں، جو جاں نثار اختر کے پاس موجود ہے، خود مضطر ہی کے نام درج ہے۔ ایسی صورت میں جب کہ ایک غزل ایک معتبر صاحبِ دیوان شاعر کے کلام میں موجود ہے، کسی یادداشت پر بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔ اتفاق سے یہ غزل مجھے مضطر کے نام ایک اور جگہ مل گئی۔ مضطر مرحوم کے عزیز دوست نواب فاروق حسین گوپاموی نے مضطر کے کلام کا ایک مختصر انتخاب مرتّب کیا تھا۔ اس قلمی انتخاب میں یہ غزل معِ مقطع درج ہے... یہ مختصر انتخاب نواب صاحب مرحوم کی صاحب زادی بیگم سعیدہ حسن کے پاس بھوپال میں محفوظ ہے۔

بحوالہ: ''نگار'' جنوری ۱۹۶۳ء، ص ۴۰-۳۸۔

اِس غزل کے مزید چار اشعار ملاحظہ ہوں:

میں نہیں ہوں نغمۂ جاں فزا، کوئی مجھ کو سُن کے کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں صدا، میں بڑے دکھی کی پکار ہوں
مِرا بخت مجھ سے بچھڑ گیا، مِرا رنگ روپ بگڑ گیا
جو خزاں سے باغ اُجڑ گیا، میں اُسی کی فصلِ بہار ہوں
پۓ فاتحہ کوئی آئے کیوں، کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی شمع لا کے جلائے کیوں، کہ میں بے کسی کا مزار ہوں
نہ میں مضطرؔ اُن کا حبیب ہوں، نہ میں مضطرؔ اُن کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں، جو اُجڑ گیا وہ دیار ہوں

۵۲۹ ''نقوش''، لاہور، غزل نمبر، فروری ۱۹۹۰ء، ص ۲۲۶

۵۳۰ ایضاً، ص ۲۲۶

۵۳۱ ''گل ہائے پریشاں'' مؤلفۂ الیاس احمد، (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج)، مطبوعۂ اسرارِ کریمی پریس، الٰہ آباد، ۱۹۵۷ء، ص ۱۵۰

۵۳۲ ''نگار''، جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، خودنوشت نمبر، ص ۸۱

۵۳۳ ایضاً، ص ۸۲

۵۳۴ ایضاً، ص ۸۴

۵۳۵ ایضاً، ص ۸۷

۵۳۶ ''نگار'' (خودنوشت نمبر)، جنوری فروری ۱۹۴۱ء، ص ۸۵

۵۳۷ صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دور
نکلے جو مے کدے سے تو دنیا بدل گئی (گستاخ رام پوری)

''ریاضِ رضواں'' (کلامِ ریاض خیرآبادی) میں بھی یہ شعر ایک غزل میں شامل ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ شعر ریاض خیرآبادی کی ملکیت ہے۔
کرامت اللہ خاں گستاخ رام پوری کے متعلق حسرت موہانی کے ایک مضمون کا اقتباس ذیل میں درج ہے:

گستاخ مرحوم کو مشغلۂ شعر وسخن سے بھی خاصی دل چسپی
تھی۔ جہاں کہیں مشاعرہ ہوتا تھا، حتی الامکان اُس میں
ضرور شرکت کرتے تھے۔ آخری مرتبہ راقم الحروف سے بہ
تقریبِ مشاعرہ مارہرے میں ملاقات ہوئی تھی۔ مرحوم
اُس وقت ضلع ایٹہ میں جیلر تھے اور ایٹہ سے مارہرہ خاص کر
مشاعرے میں شریک ہونے کی غرض سے آئے تھے اور
طرح میں ایسی عمدہ غزل پڑھی تھی کہ اُس کے بعض بعض
شعر اِس وقت تک ذہن میں محفوظ ہیں، مثلاً:

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دَور
نکلے جو مے کدے سے تو دنیا بدل گئی
ساقی اِدھر اُٹھا تھا، اُدھر ہاتھ اُٹھ گئے
بوتل سے کاگ اُڑا تھا کہ رندوں میں چل گئی

''گستاخ رام پوری'' مشمولۂ ''تذکرۃ الشعرا''، مولانا حسرت موہانی، مرتبۂ شفقت رضوی، ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۲۱-۶۲۰

حسرت موہانی کے مذکورۂ بالا بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ شعر:

صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دَور
نکلے جو مے کدے سے تو دنیا بدل گئی

گستاخ رام پوری ہی کا ہے، ریاض خیر آبادی کا نہیں۔

اِس غزل کے مزید دو شعر سنیے:

ساغر میں شکلِ دخترِ رز کچھ بدل گئی
خُم سے نکل کے نور کے سانچے میں ڈھل گئی
گھبرا کے بولے، نامۂ گستاخ تو نہیں
جب اُن کے پاس کوئی ہماری غزل گئی

''نقوش''غزل نمبر،فروری ۱۹۶۰ء،ص ۳۰۵

۵۳۸ ''جدید شعرائے اُردو''(دوسرا حصّہ: متوسّطین)، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۳۵۵

۵۳۹ ''نگار'' جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، خودنوشت نمبر، ص ۴۷

۵۴۰ ایضاً، ص ۴۷

۵۴۱ ایضاً، ص ۴۷

۵۴۲ ایضاً، ص ۴۷

۵۴۳ ایضاً، ص ۷۵

۵۴۴ ایضاً، ص ۷۹

۵۴۵ ''گلشنِ بہار''، مولانا ظفر علی خاں (نظم ''اتمامِ نور'')، ص ۱۱۸

۵۴۶ خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا (مولانا ظفر علی خاں)

''بہارستان''، مولانا ظفر علی خاں، اُردو اکیڈمی پنجاب، لاہور، ۱۹۳۷ء، ص ۲۵۹
[یہ شعر جس نظم کا ہے وہ ۲۲/ اپریل ۱۹۲۰ء کو لکھی گئی]۔
راقم الحروف کے پاس ''مسدسِ حالی'' کا ایک نسخہ موجود ہے جو نامی پریس، لکھنؤ سے جولائی ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا۔ اِس نسخے کے سرورق پر مذکورۂ بالا شعر درج ہے۔ ممکن ہے، ''مسدسِ حالی'' کے بعد کے دوسرے ایڈیشنوں میں بھی یہ شعر اسی طرح شامل ہو جس سے شعر کے صحیح خالق کی نشان دہی میں اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ بعض اصحاب غلط فہمی یا ناواقفیت کی بنا پر اس شعر کو مولانا حالی سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ شعر مولانا ظفر علی خاں کی تخلیق ہے۔

۵۴۷ ''جہاں اُستاد''، گوپی ناتھ امن لکھنوی، مشمولہ ''آغا شاعر: حیات و شاعری''، مرتبہ مجتبیٰ حسین، مکتبۂ دانیال، کراچی، ۱۹۷۰ء، ص ۴۲

۵۴۸ ''خم خانۂ جاوید'' (جلدِ چہارم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۲۵ء، ص ۴۱۶

۵۴۹ ''نگار'' جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، خودنوشت نمبر، ص ۲۰۵

۵۵۰ ''معارفِ جمیل''، آزاد انصاری، مطبوعہ شمس الاسلام پریس، حیدرآباد (دکن)، ۱۹۳۸ء، ص ۹۵

۵۵۱ ''انتخابِ کلامِ صفی لکھنوی''، مرتبہ سیّد زائر حسین کاظمی، اُتر پردیش اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۳ء، ص ۳۳

۵۵۲ وحشی محمود آبادی لکھتے ہیں:

میں نے ظریف کا نام پہلے پہل اسکول کی زندگی میں سنا۔ ۱۹۱۱ء میں مولانا صفی نے مسلم لیگ ایجوکیشنل کانفرنس کے مشترکہ اجلاس میں اپنی مشہور اور مقبول ترین نظم:

زندہ ہیں اگر زندہ، دنیا کو دکھا دیں گے

سُنائی۔ اِس نظم کا ہر شعر برسوں تک لوگوں کے وِردِ زباں رہا، اِس نظم کا مشہور شعر ہے:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

''ظریف لکھنوی اور ان کا کلام''، وحشی محمود آبادی، مشمولہ ''نگار'' اگست ۱۹۶۷ء، ص ۵۵

۵۵۳ آرام کے تھے ساتھی کیا کیا، جب وقت پڑا تو کوئی نہیں
سب دوست ہیں اپنے مطلب کے، دنیا میں کسی کا کوئی نہیں (آرزو لکھنوی)

''فغانِ آرزو''، آرزو لکھنوی، سیّد عبدالرزاق بُک سیلرز اینڈ پبلشرز، حیدرآباد (دکن)، دسمبر ۱۹۴۵ء، ص ۱۲۹

یہ مطلع ہے اور مطلع میں قافیہ لانا ضروری ہے۔ مصرعِ اوّل میں ''تو'' اور مصرعِ ثانی میں ''کا'' ہم قافیہ نہیں ہیں۔ ممکن ہے، یہ سہوِ کاتب ہو۔ اگر مصرعِ اولیٰ میں ''تو'' کے بجائے ''تھا'' پڑھا جائے تو سقم دور ہو جاتا ہے۔

۵۵۴ شعری مجموعے ''فغانِ آرزو'' میں صفحہ ۱۳۰ پر زیرِ نظر شعر اس طرح درج ہے:

قتالِ جہاں معشوق جو تھے، سُونے پڑے ہیں مرقد اُن کے
یا مرنے والے لاکھوں تھے، یا رونے والا کوئی نہیں (آرزو لکھنوی)

پہلا مصرع وزن سے خارج ہے، ''سُونے پڑے ہیں'' کے بجائے ''سُونے ہیں پڑے'' سے وزن درست ہو جاتا ہے۔ تصحیح قیاسی کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو شعر نمبر: ۵۳۵)

۵۵۵ ''نگار''، جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، خودنوشت نمبر، ص ۱۵
۵۵۶ ''کُلّیاتِ حسرت موہانی''، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، بارِ سوم، ۱۹۶۴ء، ص ۱۳۷
۵۵۷ ایضاً، ص ۱۳۸
۵۵۸ ایضاً، ص ۱۳۸
۵۵۹ ایضاً، ص ۱۳۹
۵۶۰ ایضاً، ص ۱۳۹
۵۶۱ ایضاً، ص ۱۴۲
۵۶۲ ایضاً، ص ۱۴۴
۵۶۳ ایضاً، ص ۲۲۵
۵۶۴ ایضاً، ص ۲۳۰
۵۶۵ ایضاً، ص ۲۴۹
۵۶۶ ''گُل ہائے رنگ رنگ'' (انتخابِ مزاج حیدرآبادی)، مشمولہ ''مہرِ نیم روز''، ستمبر ۱۹۵۹ء، ص ۵۲
نیز ''کیفیات''، شاریار جنگ مزاج، انتظامی پریس، حیدرآباد (دکن)، ص ۹۴
۵۶۷ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ سوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۷ء، ص ۴۲۲
۵۶۸ ''نوجوان شاعروں کی ہدایت کے لیے''، حسرت موہانی، مشمولہ ''نگار''، اکتوبر ۱۹۵۵ء، ص ۳۴
۵۶۹ ''باقیاتِ اقبال''، مرتبہ سیّد عبدالواحد معینی، ترمیم و اضافہ از محمد عبدالرزاق قریشی، آئینۂ ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۱۴۸

۵۷۰ ''بانگِ درا''، علّامہ اقبال، مطبوعہ کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس، لاہور، جنوری ۱۹۴۱ء، ص ٦

۵۷۱ ایضاً، ص ٦۲

۵۷۲ ایضاً، ص ٦٦

۵۷۳ ایضاً، ص ۹۰

۵۷۴ ایضاً، ص ۱۰۰

۵۷۵ ایضاً، ص ۱۲۲

۵۷٦ ایضاً، ص ۱۵۰

۵۷۷ ایضاً، ص ۱۵۸

۵۷۸ ایضاً، ص ۱۷۲

۵۷۹ ایضاً، ص ۱۸۰

۵۸۰ ایضاً، ص ۱۸۰

۵۸۱ ایضاً، ص ۱۸۱

۵۸۲ ایضاً، ص ۱۸۱

۵۸۳ ایضاً، ص ۱۸۳

۵۸۴ ایضاً، ص ۱۸۴

۵۸۵ ایضاً، ص ۲۰۵

۵۸٦ ایضاً، ص ۲۱۰

۵۸۷ ایضاً، ص ۲۱۴

۵۸۸ ایضاً، ص ۲۱۵

۵۸۹ ایضاً، ص ۲۲۰

۵۹۰ ایضاً، ص ۲۲۲

۵۹۱ ایضاً، ص ۲۲٦

۵۹۲ ایضاً، ص ۲۳۲

۵۹۳ ''کلّیاتِ اقبال''، علاّمہ اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اشاعتِ پنجم، مارچ ۱۹۸۲ء، ص ۲۳۶

۵۹۴ ''بانگِ درا''، علاّمہ اقبال، مطبوعۂ کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس، لاہور، جنوری ۱۹۴۱ء، ص ۲۸۱

۵۹۵ ایضاً، ص ۲۹۰

۵۹۶ ایضاً، ص ۳۰۵

۵۹۷ ایضاً، ص ۳۰۶

۵۹۸ ایضاً، ص ۳۰۹

۵۹۹ ایضاً، ص ۳۱۰

۶۰۰ ایضاً، ص ۳۱۳

۶۰۱ ایضاً، ص ۳۳۶

۶۰۲ ایضاً، ص ۳۳۶

۶۰۳ ''بالِ جبریل''، علاّمہ اقبال، کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس، لاہور، جنوری ۱۹۳۵ء، ص ۳

۶۰۴ ایضاً، ص ۶

۶۰۵ ایضاً، ص ۱۶

۶۰۶ ایضاً، ص ۲۱

۶۰۷ ایضاً، ص ۲۱

۶۰۸ ایضاً، ص ۲۱

۶۰۹ ایضاً، ص ۲۴

۶۱۰ ایضاً، ص ۵۸

۶۱۱ ایضاً، ص ۷۷

۶۱۲ ایضاً، ص ۸۱

۶۱۳ ایضاً، ص ۸۳

۶۱۴ ایضاً، ص ۸۹

۶۱۵ ''کلّیاتِ اقبال''، علّامہ اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اشاعتِ پنجم، مارچ ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۰

۶۱۶ ''بالِ جبریل''، علامہ اقبال، کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس، لاہور، جنوری ۱۹۳۵ء، ص ۱۶۳

۶۱۷ ''ضربِ کلیم''، علّامہ اقبال، مطبوعہ شیخ مبارک علی، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۹۲

۶۱۸ ایضاً، ص ۱۵۰

۶۱۹ ''ضربِ کلیم''، علّامہ اقبال، مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد (دکن)، ص ۱۲۸

۶۲۰ ''ارمغانِ حجاز''، علّامہ اقبال، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ستمبر ۱۹۷۵ء، ص ۱۵

۶۲۱ جعفر از بنگال و صادق از دکن
تنگِ آدم، تنگِ دیں، تنگِ وطن (علّامہ اقبال)

''جاوید نامہ'' مشمولہ ''کلّیاتِ اقبال'' (فارسی)، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ستمبر ۱۹۸۱ء، ص ۷۳۰

مصرعِ ثانی میں ''تنگِ آدم'' کے بجائے ''تنگِ ملّت'' مشہور ہے۔ علّامہ اقبال نے ''تنگِ آدم'' کہا ہے۔

۶۲۲ ''نغمۂ عنادل'' مؤلفہ راجا راجیسور راؤ اصغر، مطبوعہ نظامِ دکن و اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد (دکن)، ۱۳۵۴ھ، ص ۵۶۴

۶۲۳ ''بحر الفصاحت''، مولوی محمد نجم الغنی، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۸۳

نیز ''سہو و سراغ''، کالی داس گپتا رضا، مرتبہ صابر دت، ادارہ: فن اور شخصیت، بمبئی، جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۱۴۰

۶۲۴ ''دیوانِ جوہر'' مرتبہ نور الرحمان، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۷۷

۶۲۵ ایضاً، ص ۱۲۵

۶۲۶ ''نگار''، جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر''، ص ۱۸۳

۶۲۷ ''آغا حشر کاشمیری مرحوم''، شہباز برنی، مشمولہ ''اُردو ادب'' ستمبر ۱۹۵۷ء، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، علی گڑھ، ص ۱۳۲

نیز ''نقوش''، لاہور، غزل نمبر، فروری ۱۹۹۰ء، ص ۲۴۵

اِس غزل کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں:

یاد میں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی تجھ کو بھی یاد آتا ہوں میں

ایک دھندلا سا تصوّر ہے کہ دل بھی تھا یہاں
اب تو سینے میں فقط اِک ٹیس سی پاتا ہوں میں

او وفا ناآشنا! کب تک سنوں تیرا گِلہ
بے وفا کہتے ہیں تجھ کو اور شرماتا ہوں میں

حشؔر میری شعرگوئی ہے فقط فریادِ شوق
اپنا غم دل کی زباں پر، دل کو سمجھاتا ہوں میں (آغا حشر کاشمیری)

بحوالہ: ''آغا حشر کاشمیری۔حیات اور کارنامے''، ڈاکٹر مسز شمیم ملک، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، مارچ ۱۹۸۶ء، ص ۴۲۲

۲۳ جون ۱۹۹۶ء، کو روزنامہ ''جسارت'' کراچی میں عارف لکھنوی کا ایک مضمون چھپا۔ وہ لکھتے ہیں کہ حسبِ ذیل شعر:

یاد میں تیری جہاں کو بھولتا جاتا ہوں میں
بھولنے والے کبھی تجھ کو بھی یاد آتا ہوں میں

شوکت الٰہ آبادی نے ۱۹۳۹ء میں الٰہ آباد کے مشاعرے میں پڑھا۔ گویا اُن کے خیال میں یہ شعر شوکت الٰہ آبادی کی تخلیق ہے۔

یہ شعر محمد زبیر فاروقی شوکت الٰہ آبادی کے شعری مجموعہ ''گلستانِ غزل'' المعروف بہ ''میرے نغمے''، مطبوعہ قریشی آرٹ پریس، کراچی، دسمبر ۱۹۹۸ء، میں صفحہ ۱۲۹ پر

بھی درج ہے۔ اُن کی تاریخِ پیدائش یکم جنوری ۱۹۲۱ء، کڑا، الہ آباد ہے۔ ہوسکتا ہے، اُنھوں نے الہ آباد کے کسی مشاعرے میں یہ شعر ۱۹۳۹ء میں پڑھا ہو مگر شواہد سے پتا چلتا ہے کہ یہ شعر ان کا نہیں ہے۔

''علمِ مجلسی'' معروف بہ ''شعروں کی ڈکشنری'' حصۂ سوم (ب) کے صفحہ ۱۰۴ پر عنوان ''یاد'' کے تحت یہ شعر درج ہے۔ شاعر کے نام کے سامنے ''نامعلوم'' لکھا ہوا ہے۔ عزیز الرّحمان، میر منشی لال قلعہ دہلی نے، جو اِس کتاب کے مرتّب ہیں، مذکورۂ بالا کتاب کے صفحہ ۶ پر ''عرضِ مؤلّف'' کے تحت کتاب کی شانِ نزول کے بارے میں چند باتیں جولائی ۱۹۳۷ء، مطابق جمادی الاوّل ۱۳۵۶ھ میں لکھی ہیں۔ گویا یہ شعر ۱۹۳۷ء، (یا اُس سے پہلے) میں اتنا مشہور ہو گیا تھا کہ ''علمِ مجلسی'' کے مرتّب نے اِسے اپنے انتخاب میں شامل کیا۔ کسی کتاب کی ترتیب سے طباعت کے مراحل طے ہونے تک سال دو سال تو لگ ہی جاتے ہیں۔ مذکورۂ بالا کتاب کے چھپنے کے دو سال بعد یعنی ۱۹۳۹ء میں شوکت الہ آبادی نے الہ آباد کے مشاعرے میں یہ شعر پڑھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آغا حشر کاشمیری ۲۸ر اپریل ۱۹۳۵ء، کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ انھوں نے یہ شعر ۱۹۳۵ء میں، یا اُس سے پہلے، کہا ہوگا۔ لہٰذا یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ یہ شعر شوکت الہ آبادی کی تخلیق قطعی نہیں بلکہ آغا حشر کاشمیری کی ملکیت ہے۔

۶۲۸ ''عرفانیاتِ فانی''، فانی بدایونی، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۳۹ء، ص ۳

۶۲۹ ایضاً، ص ۴

۶۳۰ ایضاً، ص ۱۵

۶۳۱ ایضاً، ص ۱۷

۶۳۲ ایضاً، ص ۴۲

۶۳۳ ایضاً، ص ۵۸

۶۳۴ ایضاً، ص ۵۹

۲۳۵ ایضاً، ص ۹۰

۲۳۶ ''نگار'' جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر''، ص ۱۳۷

۲۳۷ ایضاً، ص ۱۴۱

۲۳۸ ایضاً، ص ۱۴۳

۲۳۹ عمرِ دراز مانگ کے لائی تھی چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں (سیماب اکبرآبادی)

یہ شعر بہ ادنیٰ فرق، ''لائی تھی'' کے بجائے ''لائے تھے''، بہادر شاہ ظفر سے منسوب ہے۔ظفر کی غزل کے اشعار حسب ذیل ہیں:

لگتا نہیں ہے دل مرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں
ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغ دار میں
کتنا ہے بدنصیب ظفر، دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

یہ غزل ریڈیو پاکستان سے حبیب ولی محمد کی آواز میں ۵۰ کی دہائی میں نشر ہوئی۔ بعد میں یہ غزل پاکستان ٹیلے وژن سے بھی ٹیلے کاسٹ ہوئی۔حبیب ولی محمد نے یہ مشہورِ زمانہ شعر اس طرح اس غزل میں شامل کرلیا:

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں

یوں عوام الناس سمجھنے لگے کہ یہ شعر بھی بہادر شاہ ظفر کا ہے جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔بعض گل دستوں اور مجموعوں میں بھی یہ شعر بہادر شاہ ظفر کے نام چھپا ہوا ملتا ہے ایسے گل دستوں اور مجموعوں کی کوئی ادبی حیثیت نہیں۔ سیماب اکبرآبادی نے، جو ایک مسلّم الثبوت استاد تھے، خود اس شعر کو اپنے کلام کے انتخاب

میں شامل کیا ہے۔ اُن کے ہاں مصرع اولیٰ میں ''لائے تھے'' کی جگہ ''لائی تھی'' استعمال کیا گیا ہے۔ مذکورۂ بالا شعر کی اصل شکل یہ ہے:

عمرِ دراز مانگ کے لائی تھی چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے، دو انتظار میں

بحوالہ: ''نگار'' جنوری۔فروری، ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر'' (سیماب اکبرآبادی) ص ۱۴۴
نیز: ''کلیمِ عجم''، سیماب اکبرآبادی، مکتبۂ قصرالادب، آگرہ، جولائی ۱۹۴۷ء، ص ۲۲۸

سیماب اکبرآبادی کی غزل کے مزید دو اشعار ملاحظہ ہوں:

تم نے تو ہاتھ جور و ستم سے اُٹھا لیا
اب کیا مزا رہا ستمِ روزگار میں
اے پردہ دار، اب تو نکل آ کہ حشر ہے!
دنیا کھڑی ہوئی ہے ترے انتظار میں

۶۴۰ یہ کس نے شاخِ گُل لا کر قریبِ آشیاں رکھ دی
کہ میں نے شوقِ گُل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی (سیماب اکبرآبادی)

(یہ شعر مشاعرۂ غازی آباد، ۱۹۱۸ء، میں پڑھا گیا تھا۔)

بحوالہ: ''کلیمِ عجم''، سیماب اکبرآبادی، مکتبۂ قصرالادب، آگرہ، جولائی ۱۹۴۷ء، ص ۲۰۴

۶۴۱ ''نگار'' جنوری۔فروری، ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر''، ص ۱۹۲

۶۴۲ ایضاً، ص ۱۹۶

۶۴۳ ''ترانۂ وحشت''، وحشت کلکلوی، مکتبۂ جدید، لاہور، ص ۸۸

۶۴۴ ایضاً، ص ۱۳۸

۶۴۵ ''کُلّیاتِ چکبست''، مرتبۂ کالی داس گپتا رضا، ساکار پبلشرز لمیٹڈ، بمبئی، ۱۹۸۱ء، ص ۳۰۵

۶۴۶ مختلف کتابوں میں چکبست کا حسبِ ذیل شعر اِس طرح چھپا ہوا ملتا ہے:

اِس کو بے مہریِ عالم کا صِلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

شعر کی اصل شکل یہ ہے:

اِس کو ناقدریِ عالم کا صِلہ کہتے ہیں
مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

بحوالہ: ''کُلّیاتِ چکبست'' مرتبہ کالی داس گپتا رضا، ساکار پبلشرز لمٹیڈ، بمبئی، ۱۹۸۱ء، ص ۳۵۰

۶۴۷ اِک ٹیس جگر میں اُٹھتی ہے، اِک درد سا دل میں ہوتا ہے
ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں، جب سارا عالم سوتا ہے (مرزا علی رضا ضیا عظیم آبادی)
''ضیا عظیم آبادی (مرزا علی رضا)''، مرزا یاس یگانہ چنگیزی، مشمولہ سہ ماہی ''اُردو''، جلد ۶۹، شمارہ ۲ تا ۴، اپریل تا دسمبر ۱۹۹۳ء، ص ۲۴۵
اکثر اصحاب سہوًا اس شعر کو ضیاء الدین ضیا (استادِ میر حسن) یا میر تقی میر سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ شعر مرزا علی رضا ضیا عظیم آبادی کا ہے۔ یہ شوق نیموی کے شاگرد تھے اور جوانی میں ۱۹۲۱ء میں انتقال کر گئے۔

۶۴۸ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ پنجم)، برجموہن دتاتریہ کیفی، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص ۵۹۵

۶۴۹ ایضًا، ص ۵۹۵

۶۵۰ ''اُردو غزل'' مؤلفہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، آئینۂ ادب، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۷۰۹

۶۵۱ ''نشاطِ روح''، اصغر گونڈوی، مرتبہ مرزا احسان احمد، لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس، طبعِ دوم، سنہ ندارد، ص ۱۴

۶۵۲ ''سرودِ زندگی''، اصغر گونڈوی، مطبوعہ تاج کمپنی، لاہور، سنہ ندارد، ص ۴۹

۶۵۳ ایضًا، ص ۸۷

۶۵۴ ایضًا، ص ۱۱۰

۶۵۵ ''نشاطِ روح''، محولہ بالا، ص ۳۹

۶۵۶ ''نگار'' جنوری۔فروری، ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر''، ص ۱۹۷

۶۵۷ ایضاً، ص ۱۹۹

۶۵۸ ''گنجینہ''، میرزا یگانہ چنگیزی، قومی دارالاشاعت، لاہور، ص ۱۲

۶۵۹ ایضاً، ص ۸۱

۶۶۰ ایضاً، ص ۸۱

۶۶۱ ایضاً، ص ۴۸

۶۶۲ ایضاً، ص ۸۶

۶۶۳ ایضاً، ص ۵۰

۶۶۴ ایضاً، ص ۲۲

۶۶۵ وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی (مہاراج بہادر برقؔ)

تابش دہلوی اپنی کتاب ''دید باز دید'' حیات اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۰ء، میں صفحات ۴۴-۱۴۳ پر ''مشاعروں کی کہانی'' کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:

میرے بچپن میں گلستان، بوستان، انوارِ سُہیلی، خالق باری اور مثنوی مُلاّ غنیمت، کلامِ مجید کے ساتھ عام طور پر بچوں کو پڑھائی جاتی تھیں اور اس طرح ہر شخص کو کم از کم خطوط ہی میں لکھنے کے لیے موقع کے دس بیس اشعار ضرور یاد ہو جاتے تھے اور اِس طرح شعرفہمی کا مذاق عام تھا۔ اُس زمانے کے دلّی میں بیخودؔ دہلوی، سائلؔ دہلوی، آغا شاعرؔ قزلباش، پنڈت امرناتھ ساحرؔ، زارؔ زتشی اور شیداؔ دہلوی اور نوجوانوں میں مہاراج بہادر برقؔ اور جادوؔ دہلوی بزمِ ادب کی رونق تھے۔ یہ شعر برقؔ ہی کا ہے جو میرؔ سے منسوب ہے:

وہ آئے بزم میں اتنا تو برقؔ نے دیکھا
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

''نگار''، لکھنؤ، جولائی ۱۹۵۷ء، ص ۵۳ پر اِس شعر کے سلسلے میں یہ مراسلہ چھپا ہے:

کس کا ہے؟

وہ آئے بزم میں اتنا تو میرؔ نے دیکھا
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

حیات لکھنوی، بی اے (آنرز)
حیدر آباد، سندھ (پاکستان)

۲ جون ۱۹۵۷ء

مکرم و معظمِ بندہ، سلامِ مسنون

مندرجۂ بالا شعر کے متعلق ''نگار'' میں خطوط نظر سے گزرے۔ تعجب ہے کہ ... باتیں کس طرح کہی جا رہی ہیں۔ میرے پسندیدہ اشعار کی ایک بیاض ہے جس میں قریب دو ہزار اشعار میں نے درج کیے ہیں۔ یہ شعر بھی بیاض میں ہے اور تاریخِ اندراج ۱۱/اگست ۱۹۳۹ء ہے۔ دہلی کے کسی مشاعرے میں ایک صاحب عشرت مرادآبادی سے ملاقات ہوئی تھی۔ اُن کا قیام بلّی ماراں میں کسی صاحب کے پاس تھا۔ یہ غزل انھوں نے سنائی تھی۔ حسبِ ذیل اشعار میں نے پسند کیے جو آج تک محفوظ ہیں:

تڑپ تڑپ کے کبھی تو سکون آ جاتا
دلِ تباہ پہ تیری نگاہ بھی نہ رہی
اُلجھ کے رہ گئی دنیا نظر کے دھوکوں میں
ترا جمال جو دیکھے وہ آنکھ ہی نہ رہی

وہ آئے بزم میں اتنا تو یاد ہے عشرتؔ
پھر اُس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

مہربانی فرما کر میرا خط شائع فرما کر اِس غلطی کو دور فرما دیں۔
میں صحیح طور پر عرض نہیں کرسکتا مگر سُنا ضرور ہے کہ وہی
عشرت صاحب لاہور، بہاول پور میں مقیم ہیں (کذا)۔
میں لاہور کے پرچوں کے ذریعے اُن کا پتا معلوم کرنے کی
بھی کوشش کروں گا تا کہ اُن کی تحریر اِس کا قطعی فیصلہ کر
سکے۔ پاکستان سے متعلق میرے لیے کوئی خدمت ہو تو
فرمائیں۔

یہ شعر میر تقی میر سے منسوب ہے مگر میر کے کُلّیات میں یہ شعر درج نہیں ہے۔

• مہاراج بہادر برق ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ اُنھیں آغا شاعر قزلباش سے تلمذ حاصل تھا۔ وہ ۹ر فروری ۱۹۳۶ء کو کم عمری میں انتقال کر گئے۔ تابش دہلوی کے بیان سے ظاہر ہے کہ مذکورۂ بالا شعر برق نے ۹ر فروری ۱۹۳۶ء سے پہلے کبھی کہا ہو گا جب کہ عشرت مرادآبادی نے یہ شعر ۱۱ر اگست ۱۹۳۹ء کو دہلی کے کسی مشاعرے میں پڑھا۔ مہاراج بہادر برق کے حق میں دوسری بات یہ جاتی ہے کہ انھوں نے جس طرح مصرعِ اولیٰ کہا اُسی طرح یہ مصرع مشہور ہے۔ فرق صرف تخلّص کا ہے، یعنی ''میر'' کے بجائے ''برق۔'' عشرت مرادآبادی کا مصرعِ اولیٰ زباں زدِ عام مصرع سے قدرے مختلف ہے۔ یہ شعر مہاراج بہادر برق ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

۶۶۶
ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آ جا، اب تو خلوت ہو گئی (خواجہ مجذوب)

''گفتۂ مجذوب''، خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب، منتخبہ و مرتبہ سوز شاہ جہاں پوری، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس، کراچی، ص ۱۰۳

اِس شعر کے متعلق ڈاکٹر غلام محمد اپنے مضمون ''خواجہ مجذوب'' میں لکھتے ہیں:

> خواجہ صاحب نے اِس حقیقت کو اپنے حال کے آئینے میں جس سادگی و اثرانگیزی کے ساتھ پیش کیا ہے، اُس پر حضرت شیخ (مولانا اشرف علی تھانوی) کو بھی وجد آ گیا۔ مرض الموت میں فرمایا کہ اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو خواجہ صاحب کے اِس شعر کے عوض دے دیتا۔

''گفتۂ مجذوب''، محولۂ بالا، ص۹۴

۶۶۷ ''خُم خانۂ جاوید'' (جلدِ دوم)، لالہ سری رام، دہلی، ۱۹۱۱ء، ص۳۷۴

۶۶۸ ''رشکِ قمر''، سیّد محمد حسین قمر جلالوی، مرتبۂ مجاہد لکھنوی و نوید شمسی، مطبوعۂ شیخ شوکت علی اینڈ سنز، کراچی، ص۶۷

۶۶۹ ایضاً، ص۶۷

۶۷۰ ''شعلۂ طور''، جگر مرادآبادی، ادارۂ فروغِ اُردو، لاہور، ص۱۶۹

۶۷۱ ایضاً، ص۲۴۷

۶۷۲ ایضاً، ص۲۴۷

۶۷۳ ایضاً، ص۲۴۷

۶۷۴ ''آتشِ گُل''، جگر مرادآبادی، مطبوعۂ فیروز پرنٹنگ ورکس، لاہور، ص۹۶

۶۷۵ ایضاً، ص۱۶۳

۶۷۶ ایضاً، ص۱۷۴

۶۷۷ ''کُلّیاتِ جگر''، جگر مرادآبادی، مکتبۂ اُردو ادب، لاہور، ص۳۳۴

۶۷۸ ''نگار'' جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، ''خودنوشت نمبر'' (جگر مرادآبادی)، ص۹۰

۶۷۹ ''فنون'' لاہور، مئی۔جون ۱۹۶۵ء، (دورِ جدید، شمارہ: ۱، ۲)، ص۲۹۴

۶۸۰ ''ہم قبیلہ''، علی جواد زیدی، اُتر پردیش اُردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۱۹۹۰ء، ص۱۱۵

۶۸۱ ''گُلِ نغمہ''، فراق گورکھپوری، مکتبۂ اُردو ادب، لاہور، ص۵۱

۶۸۲ ایضاً، ص ۹۱

۶۸۳ ''ہزار داستان'' (فراق گورکھ پوری کے ایک ہزار منتخب اشعار)، مکتبۂ اُردو ادب، لاہور، ص ۳۷

۶۸۴ ایضاً، ص ۴۴

۶۸۵ ذرا وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست!
ترے جمال کی دوشیزگی نکھر آئی

''شبنمستاں'' (غزلیں)، فراق گورکھ پوری، الادب، لاہور، ناشر: مدثر مصطفےٰ احمد، مطبوعۂ رحمان پرنٹرز، لاہور، بارِ دوم، ۱۹۷۹ء، ص ۳۶۰

مصرعِ اوّل لوگ اِس طرح پڑھتے ہیں:

شبِ وصال کے بعد آئینہ تو دیکھ اے دوست!

مصرعِ ثانی میں لفظ ''جمال'' کی جگہ ''شباب'' مشہور ہے۔

۶۸۶ ''گلِ نغمہ''، فراق گورکھ پوری، ادارۂ انیسِ اُردو، الٰہ آباد، ۱۹۶۷ء، ص ۱۸

۶۸۷ کیا ہے رفتارِ انقلاب فراقؔ
کتنی آہستہ اور کتنی تیز (فراق گورکھ پوری)

''گلِ نغمہ''، محولۂ بالا، ص ۹۳

پہلا مصرع اِس طرح مشہور ہے:

دیکھ رفتارِ انقلاب فراقؔ

۶۸۸ ''شبنمستاں''، محولۂ بالا، ص ۳۵۹

۶۸۹ ''شعلہ و شبنم''، جوش ملیح آبادی، مکتبۂ اُردو، لاہور، جون ۱۹۴۳ء، ص ۳۲۸

۶۹۰ مہترانی ہو کہ رانی گنگنائے گی ضرور
کچھ بھی ہو جائے، جوانی گنگنائے گی ضرور

''نقش و نگار''، جوش ملیح آبادی، مکتبۂ جامعہ، دہلی، ۱۹۳۶ء، ص ۴۲

مصرعِ ثانی اس طرح مشہور ہے:

کوئی عالم ہو، جوانی مسکرائے گی ضرور

۶۹۱۔ ''صہبائے ہند اور بادۂ روم''، نشور واحدی، ناشر: بیگم مومنہ نشور واحدی، کان پور، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۸۹ء، ص ۳۹۹

۶۹۲۔ ''اوراقِ گل''، صبا اکبرآبادی، عدنان اکیڈمی، کراچی، جنوری ۱۹۷۱ء، ص ۱۶۹

۶۹۳ تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

''برگِ سبز''، سیّد صادق حسین صادق، فروری ۱۹۷۶ء

اِس مشہورِ زمانہ شعر [تندیِ بادِ مخالف...] کے شمول سے صادق حسین صادق کی غزل روزنامہ ''آفتاب''، لاہور، ۱۹۱۸ء، میں بھی چھپ چکی ہے۔

بحوالہ: روزنامۂ ''پاکستان''، اسلام آباد، ۲۲ر اکتوبر ۲۰۰۰ء

مصرعِ اوّل میں لفظ ''عقاب'' کی وجہ سے عوام الناس سمجھتے ہیں کہ یہ شعر علامہ اقبال کا ہے جب کہ یہ شعر سیّد صادق حسین صادق، ایڈووکیٹ، شکر گڑھ، سیال کوٹ کا ہے۔

۶۹۴ ''چراغِ سحری''، حفیظ جالندھری، دفترِ شاہ نامۂ اسلام، کتاب خانہ حفیظ، ص ۱۷

۶۹۵ ''تلخابۂ شیریں''، حفیظ جالندھری، مجلسِ ادب، کتاب خانہ حفیظ، ۱۹۵۹ء، ص ۳۱

۶۹۶ ''سوز و ساز''، حفیظ جالندھری، سلطان بک ڈپو، حیدرآباد (دکن)، ۱۹۳۳ء، ص ۲۲۵

۶۹۷ دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

''چراغِ سحری''، حفیظ جالندھری، دفترِ شاہ نامۂ اسلام، کتاب خانہ حفیظ، لاہور، ص ۵۲

بعض اصحاب مصرعِ اولیٰ اِس طرح پڑھتے ہیں:

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف

اِس طرح پڑھنے سے، علاوہ شعر میں تصرّف کے، عیبِ تنافر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

۶۹۸ ''چراغِ طور''، بہزاد لکھنوی''، ساقی بک ڈپو، دہلی، ص ۱۱

۶۹۹ ''آتش کدہ''، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، مطبوعہ: غلام علی پرنٹرز، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۷۱

۷۰۰　ایضاً، ص ۱۷۵

۷۰۱　''نشاطِ رفتہ''، ڈاکٹر عندلیب شادانی، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۳۵۵

۷۰۲　''نقوش'' غزل نمبر، فروری ۱۹۶۰ء، ص ۳۴۴

۷۰۳　ایضاً، ص ۳۴۴

۷۰۴　ایضاً، ص ۳۴۵

۷۰۵　''فکرِ جمیل''، جمیل مظہری، مرتبہ سیّد محمد رضا کاظمی، مکتبہ اسلوب، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۱۹

۷۰۶　''روحِ غزل'' (پچاس سالہ انتخاب)، مرتبہ سیّد مظفر حنفی، انجمنِ روحِ ادب، الٰہ آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۸

۷۰۷　یہ انتظار نہ ٹھہرا، کوئی بلا ٹھہری
کسی کی جان گئی، آپ کی ادا ٹھہری　(نسیم امروہوی)

...ایسے مرثیے کا ذکر کرنا ہے جس کا سالِ تصنیف وہی ہے جو پیغامِ انقلاب کا تھا، یعنی ۱۹۳۶ء:

شہیدِ معرکہ جہد وارتقائے حسین

اِس مرثیے کو جنابِ نسیم نے اپنے ادبی ماحول سے کسی قدر بے نیاز ہو کر کہا تھا اور یوں جدید عناصر کے اُن کے فن میں جذب ہونے کی فطری گنجائش نکل آئی ہے... جنابِ نسیم عالمِ دین ہوتے ہوئے بھی شاعر کا دل رکھتے ہیں، اِس لیے ان کے یہاں تھوڑے سے گِلے کی چاشنی بھی ہے:

نمودِ حشر ہے یارب، نبی کی اُمت میں
اُبھر رہے ہیں مرض چارہ گر کی صورت میں
جو اَب بھی رحم نہ کھائے گا تُو مصیبت میں
تو پھر امام کو بھیجے گا کیا قیامت میں؟

یہ انتظار نہ ٹھہرا، کوئی بلا ٹھہری
کسی کی جان گئی، آپ کی ادا ٹھہری

''جدید اُردو مرثیہ''، محمد رضا کاظمی، مکتبۂ ادب، کراچی، اشاعتِ اوّل، ۱۹۸۱ء، ص ۲۳۰ تا ۲۴۴

۷۰۸ ''عمرِ گزشتہ کی کتاب'' (فیض احمد فیض اور مخدوم محی الدّین کے سوانح اور تخلیقات کا تذکرہ)، مؤلفۂ مرزا ظفرالحسن، ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی، جنوری ۱۹۷۸ء، ص ۱

نیز ''مخدوم اور کلامِ مخدوم'' (نظموں اور غزلوں کا مکمل مجموعہ۔ ابتدا سے ۱۹ ر مئی ۱۹۶۹ء، تک)، مجموعہ: ''سرخ سویرا''، کتب پرنٹرز پبلشرز کراچی، ص ۵۲

۷۰۹ ''لطیفیات'' (حصّۂ اوّل ودوم)، م حسن لطیفی، ادارۂ نقوش، لاہور، ص ۴۱ (یہ شعر جس غزل کا ہے، وہ پہلی بار ۱۹۲۹ء میں ''علی گڑھ میگزین'' میں چھپی۔)

۷۱۰ یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

''آبگینے''، اختر انصاری دہلوی، ادارۂ فروغِ اُردو، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۱۰
بعض اصحاب اِس شعر کو اختر انصاری اکبر آبادی سے منسوب کرتے ہیں، جو درست نہیں۔

۷۱۱ ''خرابات''، عبدالحمید عدم، نیا ادارہ، لاہور، بارِ اوّل، ص ۷

۷۱۲ ''کلامِ فیض'' (مجموعہ: نقشِ فریادی)، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۹ء، ص ۴۸

۷۱۳ ''نقشِ فریادی''، فیض احمد فیض، مکتبۂ کارواں، لاہور، ص ۷۰

۷۱۴ ''زنداں نامہ''، فیض احمد فیض، مکتبۂ کارواں، لاہور، جنوری ۱۹۷۷ء، ص ۱۱۳

۷۱۵ ''دستِ صبا''، فیض احمد فیض، قومی دارالاشاعت، لاہور، مارچ ۱۹۵۴ء، ص ۷۴

۷۱۶ ''نسخہ ہائے وفا'' (مجموعہ: نقشِ فریادی)، فیض احمد فیض، مکتبۂ کارواں، لاہور،

نومبر ۱۹۸۶ء، ص ۶۷

۱۷۔ ''دستِ صبا'' (نظم: ''صبحِ آزادی'')، فیض احمد فیض، قومی دارالاشاعت، لاہور، مارچ ۱۹۵۴ء، ص ۲۶

۱۸۔ ''مجاز ایک آہنگ''، مرتبہ صہبا لکھنوی، مکتبہ افکار، کراچی، جولائی ۱۹۶۷ء، ص ۵۳۱

۱۹۔ ''مقامِ غزل''، حفیظ ہوشیار پوری، اُردو اکیڈمی، سندھ، کراچی، اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۱۸۰

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۳۶

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۲۲۔ ''جدید شعرائے اُردو'' (تیسرا حصہ: متاخرین)، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۸۹۴

نیز ''فنون'' جدید غزل نمبر، جلدِ دوم، جنوری ۱۹۶۹ء، ص ۶۰۴

۲۳۔ ''جدید شعرائے اُردو'' بحوالہ بالا، ص ۸۹۴

نیز ''فنون''، لاہور، جدید غزل نمبر، بحوالہ بالا، ص ۶۰۴

۲۴۔ ''نقوش''، لاہور، غزل نمبر، فروری ۱۹۶۰ء، ص ۳۶۵

نیز ''فنون''، لاہور، جدید غزل نمبر، بحوالہ بالا، ص ۶۰۴

۲۵۔ ''وجد'' (سکندر علی وجد کا منتخب کلام)، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، علی گڑھ، مارچ ۱۹۶۰ء، ص ۵۶

۲۶۔ ''مضراب''، اقبال عظیم، مطبوعہ سول اینڈ ملٹری پریس، کراچی، مارچ ۱۹۷۵ء، ص ۱۴۱

۲۷۔ ''مضراب ورباب''، اقبال عظیم، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس، کراچی، جون ۱۹۸۳ء، ص ۹۱

۲۸۔ ''چراغِ آخرِ شب''، اقبال عظیم، مطبوعہ ایجوکیشنل پریس، کراچی، دسمبر ۱۹۹۳ء، ص ۱۲۰

۲۹۔ ''نگار'' جنوری۔فروری ۱۹۴۱ء، خودنوشت نمبر، ص ۴۱

۳۰۔ زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے
بج رہا ہے اور بے آواز ہے

''سازِ زندگی''، حیات امروہوی، مرتبہ شاہ زیب رضا نقوی، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۳۸
مذکورۂ بالا شعر جس غزل کا ہے، وہ غزل پری چہرہ نسیم بانو (والدۂ سائرہ بانو) نے
سہراب مودی کی فلم ''پکار'' میں گائی تھی۔ اِس شعر کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

۳۱ے ''غزل''، مجروح سلطان پوری، مجروح اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۱ء، ص ۲۹

۳۲ے ایضاً، ص ۴۵

۳۳ے ''جدید اُردو غزل۔ ایک مطالعہ''، مؤلفہ نظیر صدیقی، گلوب پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۳۷

۳۴ے ''محیط''، احمد ندیم قاسمی، التحریر، لاہور، ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۱۸۱

۳۵ے ''نقوش''، لاہور، غزل نمبر، فروری ۱۹۶۰ء، ص ۳۹۱

۳۶ے ''گل ہائے رنگ رنگ'' (جلدِ دوم)، مؤلفہ محمد شمس الحق، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء، ص ۶۲۱

۳۷ے ''میری غزل''، کرار نوری، مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس، کراچی، دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۳۳

۳۸ے ''گل ہائے رنگ رنگ'' (جلدِ اوّل)، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ص ۹۶

۳۹ے ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب!
ابھی حیات کا ماحول خوش گوار نہیں

''کلیاتِ ساحر''، ساحر لدھیانوی، علی ہجویری پبلشرز، لاہور، ص ۱۵۱
نیز ''تلخیاں''، ساحر لدھیانوی، حالی پبلشنگ ہاؤس، دہلی، نومبر ۱۹۵۴ء، ص ۵۷
اکثر اصحاب مصرعِ ثانی میں لفظ ''خوش گوار'' کے بجائے ''سازگار'' پڑھتے ہیں۔
ساحر نے ''خوش گوار'' کہا ہے، ''سازگار'' نہیں۔

۴۰ے ''کلیاتِ ساحر''، محولہ بالا، ص ۱۱۲

۴۱ے ''شعلۂ رنگ''، شکیل احمد ضیا، افریشیا پرنٹنگ پریس، کراچی، اگست ۱۹۸۰ء، ص ۳۹

۴۲ے ''شعرستان'' (تذکرۂ شعرائے پاکستان)، مرتبہ مظہر صدیقی و نعمان تاثیر، مکتبۂ پرچم، کراچی، ۱۹۵۲ء، ص ۳۳۳

۴۳۔ ''غزل دریا''، محشر بدایونی، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، مارچ ۱۹۷۸ء، ص ۳۴

۴۴۔ ''خمِ کاکل''، سیف الدین سیف، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، اپریل ۱۹۹۲ء، ص ۴۹

۴۵۔ ''دشتِ امکاں''، عزیز حامد مدنی، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، جون ۱۹۶۴ء، ص ۸۶

۴۶۔ ''غزل، نئی غزل اور پاکستان'' مرتبہ حسن سوز، رہبر پبلشرز، کراچی، اگست ۱۹۹۱ء، ص ۵۰

نیز ''فنون''، لاہور، جدید غزل نمبر، جلدِ دوم، جنوری ۱۹۶۹ء، ص ۶۸۹

۴۷۔ ''کلیّاتِ منیر'' (مجموعہ: ''دشمنوں کے درمیان شام'') گورا پبلشرز، لاہور، ص ۴۶

۴۸۔ ''ماہِ منیر''، منیر نیازی، مکتبہ منیر، لاہور، نومبر ۱۹۷۴ء، ص ۹۱

۴۹۔ ''برگِ نے''، ناصر کاظمی، مکتبہ خیال، لاہور، مئی ۱۹۸۲ء، ص ۱۳۸

۵۰۔ ''دیوان''، ناصر کاظمی، مطبوعہ فضلِ حق اینڈ سنز، لاہور، نومبر ۱۹۸۲ء، ص ۶۲

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۳۲

۵۲۔ ''برگِ نے''، ناصر کاظمی، مکتبہ کارواں، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۱۵

۵۳۔ ''خواب در خواب''، خاطر غزنوی، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۲۵

۵۴۔ ''جدید اُردو غزل''، مؤلفہ رشید احمد صدیقی و عابد رضا بیدار، مرتبہ و متعارفہ ڈاکٹر سیّد معین الرحمان، یونیورسل بکس، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۱۹

۵۵۔ ''وہ جو شاعری کا سبب ہوا''، کلیم عاجز، مطبوعہ حبیب پریس، کراچی، دسمبر، ۱۹۸۱ء، ص ۳۴۱

۵۶۔ ''جدید اُردو غزل ایک مطالعہ''، مؤلفہ نظیر صدیقی، گلوب پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۶۵

نیز ''جدید اُردو شاعری'' (حصہ دوم)، عزیز حامد مدنی، انجمنِ ترقیِ اُردو (پاکستان)، کراچی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۴۲

۵۷۔ ''سنگِ آفتاب''، سرور بارہ بنکوی، رحمان پبلشرز، کراچی، جنوری ۱۹۷۵ء، ص ۲۱

۵۸۔ ''بیاض''، سلیم احمد، دھنک پبلشرز، کراچی، ستمبر ۱۹۶۶ء، ص ۱۷

۵۹۔ ایضاً، ص ۱۷

۷۶۰ ''برگِ آوارہ''، حبیب جالب، مکتبۂ کارواں، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۹

۷۶۱ ''اکیلی بستیاں''، محبوب خزاں، جہاں گیر بک ڈپو، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۵ء، ص ۷۵

۷۶۲ ''رنگِ غزل'' (پاک و ہند کی اُردو غزل ۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۸ء)، مرتبہ شہزاد احمد، پیکیجز لمیٹڈ، لاہور، جون ۱۹۸۹ء، ص ۱۸۹

نیز ''مٹی کا قرض''، حمایت علی شاعر، پاک کتاب گھر، کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۱۴۳

۷۶۳ انھی پتھروں پہ چل کر اگر آسکو تو آؤ

مرے گھر کے راستے میں کہیں کہکشاں نہیں ہے

''شہرِ آذر''، مصطفیٰ زیدی، ماورا پبلشرز، راول پنڈی، ص ۱۶۰

مصرع ثانی میں مصطفیٰ زیدی نے لفظ ''کہیں'' استعمال کیا ہے، ''کوئی'' نہیں۔ اکثر اصحاب لفظ ''کوئی'' کے ساتھ مصرع ثانی پڑھتے ہیں، جو درست نہیں۔

۷۶۴ ''کوہِ ندا''، مصطفیٰ زیدی، ماورا پبلشرز، لاہور، ص ۷۰

۷۶۵ ''گجر''، قتیل شفائی، نیا ادارہ، لاہور، بارِ پنجم، ۱۹۷۵ء، ص ۴۳

۷۶۶ ''دریا آخر دریا ہے''، اُمید فاضلی، سیپ پبلیکیشنز، کراچی، ۱۹۷۹ء، ص ۲۴

۷۶۷ ''دردآشوب''، احمد فراز، جامعۂ امارات عربیۃ المتحدہ، ۱۹۸۷ء، ص ۶۵

۷۶۸ ''دردآشوب''، احمد فراز، خالد اکیڈمی پبلشرز، راول پنڈی، ص ۱۲۱

۷۶۹ ''دیدۂ بیدار''، قابل اجمیری، ثانی کمیونیکیشنز، حیدرآباد (سندھ)، ص ۹۷

۷۷۰ ''قدم قدم سجدے''، خالد محمود خالد نقش بندی مجددی، قادر پرنٹرز، کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۴۷

دکانوں کے سائن بورڈوں اور بسوں پر مصرعِ ثانی شعر کی شکل میں لکھا ہوا ملتا ہے:

یہ سب تمھارا کرم ہے آقا

کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

پورا شعر اِس طرح ہے:

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمھارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

۷۷۱ ''جدید اُردو غزل۔ایک مطالعہ''،نظیر صدیقی،گلوب پبلشرز،لاہور،۱۹۸۴ء،ص ۵۷
۷۷۲ ''مجموعۂ سخن''کلیاتِ محسن بھوپالی،شائستہ پبلیکیشنز،کراچی،ص ۱۹
۷۷۳ ''ناتمام''،محسن احسان،نقوش پریس،لاہور،۱۹۸۱ء،ص ۱۳
۷۷۴ ''کلام''،اطہر نفیس،مکتبۂ فنون،لاہور،جون ۱۹۷۵ء،ص ۲۲
۷۷۵ ''روشنی اے روشنی''،شکیب جلالی،مکتبۂ فنون،لاہور،اگست ۱۹۷۲ء،ص ۳۹
۷۷۶ ایضاً،ص ۳۹
۷۷۷ ''کوئی شام گھر بھی رہا کرو''،ڈاکٹر بشیر بدر،مطبوعہ عظیم علیم پرنٹرز،ص ۶۶
۷۷۸ ''میرے موسم، میرے خواب''، رضی اختر شوق، مکتبۂ کامران، کراچی، جنوری ۱۹۸۶ء،ص ۴۱
۷۷۹ ''غزل، نئی غزل اور پاکستان'' مؤلفہ حسن سوز، رہبر پبلشرز، کراچی، اگست ۱۹۹۱ء،ص ۱۵۱

نیز''فنون''،لاہور،جدید غزل نمبر،جلدِ دوم،جنوری ۱۹۶۹ء،ص ۱۳۵۱

۷۸۰ ''آئینے کے اس طرف''، عالم تاب تشنہ،مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس، کراچی، ستمبر ۱۹۸۵ء،ص ۱۷
۷۸۱ دیوار کیا گری مرے خستہ مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لیے (سبطِ علی صبا)

''اُردو غزل'' (انتخاب: ۱۹۷۹ء تا ۱۹۷۶ء)، اکادمی ادبیاتِ پاکستان، اسلام آباد، اگست ۱۹۸۰ء،ص ۵۲۷

اکثر اصحاب مصرعِ اولیٰ اس طرح پڑھتے ہیں:

دیوار کیا گری مرے کچے مکان کی

سبطِ علی صبا نے لفظ ''کچے'' کے بجائے ''خستہ'' استعمال کیا ہے۔

۷۸۲ ''مہرِ دو نیم''، افتخار عارف، مکتبۂ دانیال، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۵۶

۷۸۳ ایضاً، ص ۵۷

۷۸۴ ''نارسائی''، خالد شریف، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۵۷

۷۸۵ ''زخم زخم اُجالا''، ظفر زیدی، مطبوعہ شالیمار آرٹ پریس، دہلی، ص ۱۷

۷۸۶ ناصر زیدی کے پاس ایک قلمی بیاض ہے جس میں علاوہ دیگر شعرا کے شعیب بن عزیز نے ''میری بہترین غزل'' کے عنوان سے ایک غزل بقلمِ خود اُس بیاض میں درج کی ہے۔ مذکورہ غزل میں یہ ضرب المثل شعر بھی شامل ہے:

اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اِس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

بحوالہ: روزنامہ ''پاکستان''، اسلام آباد، ۱۲/۱اکتوبر ۲۰۰۰ء

شعیب بن عزیز کا کوئی شعری مجموعہ تا حال منظرِ عام پر نہیں آیا۔

۷۸۷ ''خوشبو''، پروین شاکر، مکتبۂ فنون، لاہور، بارِ چہارم، مئی ۱۹۷۹ء، ص ۲۷۳

۷۸۸ (الف) جذبِ دل اپنا سلامت ہے تو اِن شاء اللّٰہ
کچے دھاگے سے چلے آئیں گے سرکار بندھے

(ب) جذبۂ عشق سلامت ہے تو اِن شاء اللّٰہ
کچے دھاگے سے چلے آئیں گے سرکار بندھے

(ج) جذبۂ عشق سلامت ہے تو اِن شاء اللّٰہ
کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے سرکار مرے

پہلی صورت میں عزیز الرحمان نے اپنی کتاب ''علمِ مجلسی'' معروف بہ ''شعروں کی ڈکشنری'' (جلدِ اوّل) میں عنوان ''جذبِ دل'' کے تحت صفحہ ۱۰۸ پر اِس شعر کو انشا سے منسوب کیا ہے۔ انشا کی کُلّیاتِ میں یہ شعر درج نہیں۔

دوسری صورت میں ڈاکٹر شفیق علی خاں نے اپنی کتاب ''اُردو کے ضرب المثل اشعار'' میں صفحہ ۹۴ پر اس شعر کو داغ کے نام لکھا ہے۔

تیسری صورت میں شمس بدایونی نے بھی اپنی کتاب ''شعری ضرب الامثال'' قسط۲، روشن پبلیکیشنز، بدایوں، ۱۹۸۸ء، میں صفحہ ۶۵ پر اس شعر کو داغ سے منسوب کیا ہے۔

داغ کے چاروں شعری مجموعوں ''گل زارِ داغ''، ''آفتابِ داغ''، ''مہتابِ داغ'' اور ''یادگارِ داغ''، کسی بھی مجموعے میں یہ شعر کسی شکل میں نہیں ملا۔

۷۸۹ کوئی کیوں کسی کا لبھائے دل، کوئی کیا کسی سے لگائے دل
وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے

شان الحق حقی نے ''انتخابِ ذوق وظفر'' (انتخابِ ذوق معِ مقدمہ: پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی اور انتخابِ ظفر معِ مقدمہ: شان الحق حقی)، انجمنِ ترقیِ اُردو (ہند)، دہلی، ۱۹۴۵ء، میں صفحہ ۱۴-۱۱۳ پر اس شعر کو بہادر شاہ ظفر کی ملکیت قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ... اِس طرح ظفر کا کلام بہت خلط ملط اور نامعتبر صورت میں ملتا ہے... تاہم بعض کلام ایسا موجود ہے جس پر کوئی معقول شبہ وارد نہیں ہوتا اور جو اپنے انداز وقرائن کی داخلی شہادت کے بموجب بلاشبہ ظفر ہی کا قرار دیا جا سکتا ہے۔ یوں بھی کوئی خاص اعتراض وارد نہ ہو تو کثرتِ شہرت اور زبانِ خلق کو اس معاملے میں کافی سمجھا جا سکتا ہے۔ اِس قسم کے کلام میں ایک غزل یہ ہے:
>
> کبھی بن سنور کے جو آ گئے تو بہارِ حسن دکھا گئے
> مِرے دل کو داغ لگا گئے، یہ نیا شگوفہ کھلا گئے
> کوئی کیوں کسی کا لبھائے دل، کوئی کیا کسی سے لگائے دل
> وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، وہ دکان اپنی بڑھا گئے
> مِرے پاس آتے تھے دم بدم، وہ جدا نہ ہوتے تھے ایک دم

یہ دکھایا چرخ نے کیا ستم، کہ مجھی سے آنکھیں چرا گئے
جو ملاتے تھے مِرے مُنھ سے مُنھ، کبھی لب سے لب، کبھی دل سے دل
جو غرور تھا وہ اُنھی پہ تھا، وہ سبھی غروروں کو ڈھا گئے
بندھے کیوں نہ آنسوؤں کی جھڑی، کہ یہ حسرت اُن کے گلے پڑی
وہ جو کاکلیں تھیں بڑی بڑی، وہ اُنھی کے بیچ میں آ گئے

بہادر شاہ ظفر کی کُلّیات (چار جلدیں) مطبوعۂ نول کشور پریس، لکھنؤ، ۱۸۸۷ء اور بعد کے ایڈیشنوں میں نہ تو یہ غزل ہے اور نہ ہی زیرِ غور ضرب المثل شعر۔ شان الحق حقی نے جو غزل نقل کی ہے اُس میں مقطع نہیں ہے۔ اساتذہ کی کوئی غزل بالعموم مقطع کے بغیر نہیں ہوتی تھی۔ بظاہر ضرب المثل شعر ''...وہ دکان اپنی بڑھا گئے'' کسی غیر معروف شاعر کا ہے۔

۷۹۰ وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا
عزت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا ؟

ڈاکٹر شفیق علی خاں نے اپنی کتاب ''اردو کے ضرب المثل اشعار'' میں صفحہ ۲۰۰ پر اِس شعر کو انشا کے نام لکھا ہے۔ کُلّیاتِ انشا میں یہ شعر درج نہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں اپنے مضمون ''اُردو میں احادیث کے محاورے'' در ''نقوش''، لاہور، رسول نمبر، جلدِ چہارم، شمارہ: ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۳ء، میں ص ۶۱۲ پر لکھتے ہیں: ''غالباً شہیدی کا شعر ہے۔''

''دیوانِ شہیدی''، مطبوعۂ نول کشور، لکھنؤ، ۱۹۰۴ء، میں یہ شعر نہیں ملا۔

۷۹۱ مِری نماز جنازہ پڑھی ہے غیروں نے
مَرے تھے جن کے لیے وہ رہے وضو کرتے ؟

بعض اصحاب اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اِس شعر کو خواجہ حیدر علی آتش سے منسوب کرتے ہیں۔ اِس زمین میں آتش کی ایک مشہور غزل ہے، جس کا مطلع ہے:

یہ آرزو تھی تجھے گُل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے

''دیوانِ آتش''، خواجہ حیدر علی آتش، اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۳۹۱
اِس غزل میں زیرِ غور مشہورِ زمانہ ضرب المثل شعر شامل نہیں۔ دیوانِ آتش میں اِس ردیف اور قافیے میں دوسری کوئی غزل نہیں ہے۔ یہ شعر کسی غیر معروف شاعر کا ہے۔

۷۹۲ خدا کے فضل سے یوسف جمال کہلائے
اب اور چاہتے کیا ہو، پیمبری مِل جائے؟ ؟

ڈاکٹر شفیق علی خاں نے ''اُردو کے ضرب المثل اشعار'' میں صفحہ ۱۸۷ پر اِس شعر کو خواجہ وزیر کے نام لکھا ہے۔ خواجہ وزیر کے دیوان ''دفترِ فصاحت'' میں یہ شعر درج نہیں۔

۷۹۳ قسمت کیا ہر ایک کو قسّامِ ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا رونا، تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا ؟

ڈاکٹر شفیق علی خاں نے مذکورۂ بالا کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۳ (الف) پر اس قطعے کو میر انیس سے منسوب کیا ہے جب کہ الیاس احمد نے اپنی کتاب ''گل ہائے پریشاں'' کتابستان، الہٰ آباد، ۱۹۵۷ء، میں صفحہ ۲۰۱ پر اس قطعے کو ناسخ کے نام لکھا ہے۔ یہ قطعہ نہ تو میر انیس کے کلام میں ملا اور نہ ہی دیوانِ ناسخ میں۔

۷۹۴ کسی رئیس کی محفل کا ذکر کیا ہے امیرؔ
خدا کے گھر بھی نہ جائیں گے بن بلائے ہوئے ؟

''اُردو کے ضرب المثل اشعار'' مؤلفہ ڈاکٹر شفیق علی خاں، میں صفحہ ۶۲ پر یہ شعر امیر مینائی کے نام درج ہے۔ امیرؔ کے تخلص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شعر امیر مینائی ہی کا ہوگا، لیکن امیر مینائی کے دونوں شعری مجموعوں ''مرآۃ الغیب'' اور ''صنم خانۂ عشق'' میں سے کسی میں یہ

شعر موجود نہیں۔ ممکن ہے، یہ اُن کا غیر مطبوعہ کلام ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شعر کسی ایسے غیر معروف شاعر کا ہو جس کا تخلّص امیر ہو۔

۷۹۵ کشتیاں سب کی کنارے پہ پہنچتی ہیں امیرؔ
ناخدا جن کا نہ ہو، اُن کا خدا ہوتا ہے ؟

اِس شعر کو بھی ڈاکٹر شفیق علی خاں نے مذکورۂ بالا کتاب کے صفحہ ۶۳ پر امیر مینائی کے نام لکھا ہے۔ یہ شعر بھی امیر مینائی کے دونوں شعری مجموعوں میں سے کسی میں نہیں ملا۔

۷۹۶ گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیرؔ
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا ؟

''زباں زد اشعار'' مرتبہ حسن الدّین احمد، ولا اکیڈمی، حیدرآباد (دکن)، مئی ۱۹۸۲ء، میں صفحہ ۲۳ پر یہ شعر امیر مینائی کے نام درج ہے۔ شمس بدایونی نے بھی اپنی کتاب ''شعری ضرب الامثال'' قسط۲، روشن پبلیکیشنز، بدایوں، ۱۹۸۸ء، میں صفحہ ۷۱ پر اس شعر کو امیر مینائی سے منسوب کیا ہے۔ یہ شعر حسبِ ذیل شکل میں داغ سے بھی منسوب ہے:

ہم بُرے ٹھیر گئے، غیر کو اپنا جانا
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

دونوں صورتوں میں یہ شعر نہ تو امیر مینائی کے کلام میں ملا اور نہ ہی داغ کے کلام میں۔

۷۹۷ زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا کہ جہاں پر خدا نہ ہو ؟

بعض اصحاب نے اس شعر کو داغ سے منسوب کیا ہے۔ داغ کے چاروں شعری مجموعوں میں سے کسی میں یہ شعر درج نہیں۔

۷۹۸ شبِ وصال ہے گُل کر دو اِن چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا ؟

''علمِ مجلسی''، معروف بہ ''شعروں کی ڈکشنری'' (حصۂ دوم) مرتبہ عزیز الرّحمان،

مطبوعۂ محبوب المطابع برقی پریس، دہلی، میں صفحہ ۹۲ پر یہ شعر داغ کے نام منسوب ہے۔ داغ کے چاروں مجموعہ ہائے کلام میں سے کسی میں یہ شعر درج نہیں۔
اِس شعر کا مصرعِ اولیٰ ''علمِ مجلسی'' میں اِس طرح چھپا ہے:

شبِ وصال ہے، بجھوا دو اِن چراغوں کو

۷۹۹ حمایت علی شاعر اپنی کتاب ''شخص و عکس''، المصنفین، کراچی، ۱۹۸۴ء، میں صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۷ پر لکھتے ہیں:

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

یہ شعر تو بہت مشہور ہے اور ہم برسوں سے سنتے آئے ہیں۔ میں یہ تو یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ شعر اُنھیں کا ہے جن سے منسوب ہے۔ ممکن ہے، کسی پرانے استاد کا ہو۔
یہ شعر فیض صاحب نے غزل کے آخر میں یوں استعمال کیا ہے جیسے مصرعِ طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ ویسے یہ شعر نظامِ دکن میر عثمان علی خاں کے والد میر محبوب علی خاں کے نام سے منسوب چلا آ رہا ہے۔ میرے پاس ایسی پرانی کتابیں موجود ہیں جن میں کہیں صرف یہ شعر اور کہیں پوری غزل اُن کے نام سے چھپی ہے... میرا گمان یہ ہے کہ یہ شعر امیر مینائی، مرزا داغ دہلوی اور جلیل مانک پوری کا ہو سکتا ہے۔ یہ تینوں شعرائے کرام حیدر آباد دکن میں رہے ہیں اور دربارِ شاہی سے اِن کی وابستگی بھی رہی۔ جلیل مانک پوری تو نظامِ دکن کے باضابطہ استاد بھی تھے اور ایسی مثالیں والیانِ ریاست کے باب میں موجود ہیں کہ ضرورت مند شاعر کا سرمایۂ فکر حکمرانِ وقت کے تصرّف میں آ گیا اور پھر

اُنھیں کی ملکیت قرار پایا۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے، یہ محض میرا گمان ہے، کیوں کہ میر محبوب علی خاں کا شمار بہادر شاہ ظفر کی طرح باضابطہ شعرا میں نہیں ہوتا... مجھے شبہ یوں ہے کہ یہ غزل دو مختلف مقطعوں کے ساتھ مجھے دو پرانی کتابوں میں ملی۔ ایک کتاب کا نام ہے: ''چراغِ ہارمونیم یا گنجِ موسیقی'' مصنّفہ و مؤلّفہ پروفیسر چراغ دین ہارمونسٹ (سیال کوٹی)، مطبوعہ ۱۹۲۴ء، بمبئی... اِس کتاب کے صفحہ ۱۵۶ پر یہ غزل محبوب علی خاں آصف کے نام سے شائع ہوئی ہے اور اِس کی دُھن 'راگ بروا' میں مرقوم ہے:

تہمت تمھارے عشق کی ہم پر لگی ہوئی
یارو بجھے گی آگ یہ کیوں کر لگی ہوئی

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مُہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

جائیں گے کس امید پہ ہم اُس کے کوچے میں
کافی ہے ہم کو پہلے ہی ٹھوکر لگی ہوئی

اُلفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

آصف ذرا سمجھ کے یہاں کیجیے مقام
منزل ہے دُور، دوسری سر پر لگی ہوئی

دوسری کتاب کا نام ہے: ''نونہالِ ہند عرف جلوۂ خواجہ۔'' یہ کتاب بھی بمبئی سے شائع ہوئی ہے مگر اِس پر مؤلف کا نام اور سنہِ طباعت نہیں دیا گیا ہے۔ اِس کتاب میں پوری غزل

یہی ہے، صرف دو مصرع یوں ہیں:

ع: آجائیں تیرے کوچے میں ہم کس امید پر

ع: الفت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار

اور مقطع قطعی مختلف ہے، یعنی:

کچھ خوفِ روزِ حشر ہے دل میں ترے امیرؔ
ہے زندگی سے موت برابر لگی ہوئی

... یہ غزل اور بالخصوص ایک شعر:

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

بقولِ مرزا ظفرالحسن صاحب، میر محبوب علی خاں آصف ہی کا ہو سکتا ہے۔ میرے استفسار پر ظفر صاحب نے مجھے ایک واقعہ سنایا جو حیدرآباد دکن کے امرا میں بہت مشہور تھا۔ اِس کی شانِ نزول یہ بیان کی جاتی ہے کہ میر محبوب علی خاں آصف کی تخت نشینی کے دوران بعض امرائے سلطنت نے انگریز وائسرائے سے یہ شکایت کی کہ شہزادہ تعیش پسند ہے اور بادشاہت کے لائق نہیں ہے، اِس لیے اِن کے بجائے کسی اور شہزادے کو یہ منصب عطا کر دیا جائے۔ کہتے ہیں کہ اِس سازش کا حال جب میر محبوب علی خاں آصف پر کھلا تو انھوں نے یہ شعر کہا۔

کچھ اور حضرات سے بھی اِس واقعے کی تصدیق ہوتی ہے مگر یہی غزل حضرت امیر مینائی کے نام بھی تو چھپ چکی ہے اور اِس غزل میں اُن کا مقطع بھی موجود ہے۔ میں نے اِس سلسلے میں اسمٰعیل احمد مینائی، مدیرِ ''فاران'' سے بھی گزارش کی تھی

مگر وہ بھی یہ لکھ کر خاموش ہو گئے کہ 'مستند حوالوں اور صحیح کتابوں کی کم یابی کی بنا پر میں اس بارے میں اپنی جستجو اور تحقیق کی تکمیل نہ کر سکا۔' (مطبوعہ ''فاران''، مارچ ۸۳ء)

''چراغِ ہارمونیم یا گنجِ موسیقی'' اور ''نونہالِ ہند عرف جلوۂ خواجہ'' کے مرتبین کوئی ادبی شخصیات نہیں ہیں۔ انھوں نے غزل گانے کے لیے 'کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا' کے مصداق مختلف شعرا کے کلام سے چند اشعار منتخب کر کے ایک غزل ترتیب دے دی ہے۔ ان کا کام غیر مستند ہے۔ اُن کے منتخب کیے ہوئے اشعار کو حوالے کے طور پر کسی شاعر کی ملکیت قرار دے دینا غیر مناسب ہے۔

''چراغِ ہارمونیم یا گنجِ موسیقی'' میں علاوہ اور اشعار کے یہ شعر:

الفت کا جب مزا ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

میر محبوب علی خاں آصف کے نام منسوب ہے (حمایت علی شاعر نے اپنی کتاب ''شخص و عکس'' میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ شعر داغ، امیر مینائی یا جلیل مانک پوری میں سے کسی کا ہو سکتا ہے)، جب کہ یہ شعر حسبِ ذیل شکل میں ظہیر الدّین ظہیر کا ہے:

چاہت کا جب مزا ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

بحوالہ: ''گلستانِ سخن'' (دیوانِ ظہیر) جلدِ اوّل، مطبوعہ مفیدِ عام پریس، آگرہ، ص ۲۳۵

''نونہالِ ہند عرف جلوۂ خواجہ'' میں جو غزل امیر مینائی کے نام چھپی ہے، اس کا کوئی بھی شعر امیر مینائی کا نہیں۔ ''مرآۃ الغیب'' میں امیر مینائی کی اسی زمین میں دو غزلیں ہیں۔ اِن کے مقطع ملاحظہ ہوں:

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اے امیرؔ
ہر سعی میں ہے شرطِ مقدّر لگی ہوئی

جائے گا سُوئے زلف دل اِک دن ضرور امیرؔ
ظلمت کی دُھن ہے مثلِ سکندر لگی ہوئی

حسبِ ذیل تین کتابیں راقم الحروف کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جن میں میر محبوب علی خاں آصف کا کلام چھپا ہے:

(الف) ''غزلیاتِ آصف''، نواب محبوب علی خاں آصف، مرتبہ محمد کریم الدّین، حسبِ فرمائش سیّد حبیب علی، مطبوعہ حیدرآباد (دکن)

(ب) ''گل زارِ دکن المعروف بہارِ دکن'' (کلامِ نواب محبوب علی خاں آصف)، مطبوعہ حیدرآباد (دکن)

(ج) ''تذکرہ شعرائے دکن'' (حصّہ اوّل) مؤلفہ محمد عبدالجبار خاں، مطبوعہ رحمانی پریس، حیدرآباد (دکن) ۱۳۲۹ھ [صفحہ ۱۲۱ تا ۱۵۸ پر ۲۹ غزلیں اور ۲ سلام محبوب علی خاں آصف کے نام درج ہیں]۔

اِن تینوں کتابوں میں نہ تو زباں زدِ عام شعر ''لاؤ تو قتل نامہ...'' ہے اور نہ ہی اِس غزل کے دوسرے اشعار درج ہیں۔

کتابستان، الٰہ آباد سے ایک مجموعہ اشعار ''گل ہائے پریشاں'' مؤلفہ الیاس احمد، ۱۹۵۷ء میں چھپا تھا۔ اِس کتاب کے صفحہ ۱۵۴ پر زیرِ بحث مشہورِ زمانہ شعر داغ کے نام درج ہے۔ شعر کے نیچے چھوٹے حروف میں ''قاضی کا حکم نامہ'' لکھا ہوا ہے۔
داغ کے چاروں مجموعہ ہائے کلام ''گُل زارِ داغ''، ''مہتاب داغ''، ''آفتاب داغ'' اور ''یادگارِ داغ'' میں سے کسی مجموعے میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔ معلوم نہیں، الیاس احمد مرحوم نے کس حوالے سے اِس شعر کو داغ سے منسوب کیا ہے۔

مرزا ظفر الحسن نے زیرِ بحث شعر کی شانِ نزول کے متعلّق جو واقعہ حمایت علی شاعر کو سنایا، ممکن ہے، وہ صحیح ہو۔ فرق یہ ہو سکتا ہے کہ میر محبوب علی خاں آصف کو یہ شعر پہلے سے یاد ہو اور انھوں نے موقع کی مناسبت سے یہ شعر برجستہ پڑھ دیا ہو اور حاضرین یہ سمجھے ہوں کہ میر محبوب علی خاں آصف نے یہ شعر فی البدیہہ کہا ہے۔

اِس قسم کی غلط فہمی کا ایک واقعہ ذیل میں درج ہے:

''آغا حشر کاشمیری۔ حیات اور کارنامے'' (تحقیقی اور تنقیدی جائزہ)، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، مارچ ۱۹۸۶ء، میں صفحات ۹۵-۳۹۴ پر ڈاکٹر مسز شمیم ملک رقم طراز ہیں:

آغا صاحب کی بدیہہ گوئی کا ایک دل چسپ واقعہ اُن کے ڈراموں کے ایکٹر اُستاد علی بخش نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

اتنے میں ڈرامے کا منظر ختم ہوا تو بھائی بدرالدّین اپنا پارٹ ادا کر کے رِنگ میں اندر داخل ہوئے۔ بدرالدّین یوں بھی نہایت حسین اور خوب رُو نوجوان تھے۔ اُس وقت غازے اور پاؤڈر نے اُن کے حسنِ خداداد میں چار چاند لگا رکھے تھے، خصوصاً رخساروں کی سرخی تو شعلۂ جوالہ کو بھی مات کر رہی تھی۔ بابا رحیم، جو مزاحیہ ایکٹر تھے، آغا صاحب سے کہنے لگے، ''آغا صاحب! بدرالدّین کا حسن وشباب ملاحظہ فرمائیں۔

آغا صاحب نے بے ساختہ کہا:

ہو اجازت تو کلیجے سے لگا لوں رخسار
سینک لوں چوٹ جگر کی انھی انگاروں سے

حاضرین فرطِ کیف سے جھومنے لگے۔ بدرالدّین خفیف ہو کر اپنے ابروؤں سے پسینے کے قطرے پونچھنے لگے۔ آغا صاحب پھر گوہر افشاں ہوئے اور فرمایا:

ابرو نہ سنوارا کرو، کٹ جائے گی انگلی
نادان ہو، تلوار سے کھیلا نہیں کرتے

اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آغا حشر کاشمیری نے یہ اشعار فی البدیہہ کہے اور یہ انھی کی تخلیق ہیں، لیکن ایسا ہرگز نہیں۔

پہلے شعر کی اصل صورت یہ ہے:

دو اجازت تو کلیجے سے لگالوں رخسار
سینک لوں چوٹ جگر کی انھی انگاروں پر

یہ شعر آغا شاعر قزلباش کی تخلیق ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: ''خُم خانہ جاوید'' (جلدِ چہارم)، لالہ سری رام، دہلی، ص ۴۱۶

ابرو نہ سنوارا کرو، کٹ جائے کی انگلی
نادان ہو، تلوار سے کھیلا نہیں کرتے

یہ شعر بھی آغا شاعر قزلباش کا ہے۔ ملاحظہ ہو: ''زادِ آخرت''، آغا شاعر قزلباش، مرتبہ ڈاکٹر صفدر حسین، سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۷، ص ۱۳

جس طرح آغا شاعر قزلباش کے مذکورہ بالا اشعار پر آغا حشر کاشمیری کی ملکیت کا اشتباہ ہوتا ہے۔ اسی طرح زیرِ بحث مشہورِ زمانہ شعر ''لا دَو تو قتل نامہ...'' پر میر محبوب علی خاں کی تخلیق کا دھوکا ظفر الحسن اور دیگر اصحاب کو ہوا ہوگا۔ بہ ہر حال، یہ شعر کسی غیر معروف شاعر کا ہے۔

۸۰۰ آپ مشہور ہیں ہزاروں میں
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں ؟

''اُردو کے ضرب المثل اشعار'' میں صفحہ ۱۳۲ پر ڈاکٹر شفیق علی خاں نے اِس شعر کو ظریف لکھنوی سے منسوب کیا ہے۔ ''دیوان جی'' (کُلّیاتِ ظریف لکھنوی) مرتبہ صفی لکھنوی، ۱۹۲۹ء، میں یہ شعر درج نہیں۔

۸۰۱ چند تصویرِ بتاں، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا ؟

حنیف نقوی، ریڈر، شعبۂ اُردو، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارنسی، اپنی کتاب ''غالب

احوال و آثار'' نصرت پبلشرز، لکھنؤ، ۱۹۹۰ء، میں ایک مضمون ''غالب سے منسوب ایک شعر'' میں مذکورۂ بالا شعر کے متعلق لکھتے ہیں:

زیرِ بحث شعر نہ تو [غالب کی] اِن دونوں غزلوں میں سے کسی غزل میں موجود ہے اور نہ غالب کی زندگی میں شائع شدہ متداول دیوان کے کسی نسخے میں ملتا ہے۔ اب تک دریافت شدہ معدد قلمی نسخوں میں سے بھی کسی نسخے میں اِس کا سراغ نہیں ملا۔ بعد میں مطبوعہ نسخوں میں سے جس نسخے میں اِسے غالباً سب سے پہلے کلامِ غالب کی حیثیت سے جگہ دی گئی وہ نظامی پریس، بدایوں سے شائع شدہ دیوانِ غالب کا چوتھا ایڈیشن ہے جس کا دیباچہ ۱۴؍جولائی ۱۹۲۱ء کو لکھا جا چکا تھا۔ سرورق کے اندراج کے مطابق ۱۹۲۲ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس ایڈیشن کے صفحہ ۲۵۵ پر ''وہ اشعار جو دیوانِ مروّجہ میں نہیں ہیں'' کے زیرِ عنوان مندرج اشعار میں زیرِ بحث شعر بھی شامل ہے... معلوم ہوتا ہے کہ اِس ایڈیشن کے منظرِ عام آنے کے بعد جلد ہی نظامی صاحب پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ یہ شعر غالب کے بجاے کسی اور شخص کی تصنیف ہے۔ ۱۹۲۳ء میں جب اِس دیوان کے دو ایڈیشن شائع ہوئے تو اِس شعر کو متفرقات کے زمرے سے خارج کر دیا گیا۔ اِس قسم کے مشہور اشعار میں سے چند شعر بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

[اِن اشعار کی اصل اور ترمیم و تصریف شدہ شکلیں حسبِ ذیل ہیں۔ (شمس)]:

اصل شکل: شکست و فتح میاں اتفاق ہے لیکن
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا (محمد یار خاں امیر)

تبدیل شدہ شکل: شکست و فتح نصیبوں سے ہے و لے اے میر!
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا (میر تقی میر؟)

اصل شکل: شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طِفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے (مرزا عظیم)

تبدیل شدہ شکل: گرتے ہیں شہ سوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طِفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے (مرزا عظیم)

اصل شکل: تھا ارادہ تری فریاد کریں حاکم سے
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا (نظیر اکبر آبادی)

تبدیل شدہ شکل: ہم نے سوچا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا (نظیر اکبر آبادی)

اصل شکل: کھِل کے گُل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

تبدیل شدہ شکل: پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے (ذوق)

حنیف نقوی نے بزم اکبر آبادی کی، جو منیر شکوہ آبادی کے پوتے تھے، ایک طویل غزل نقل کی ہے۔ اس غزل کے تین اشعار ذیل میں درج ہیں:

یوں تو دل چسپ بہت عالمِ امکاں نکلا
جب کیا غور تو اِک خوابِ پریشاں نکلا
ایک تصویر کسی شوخ کی اور نامے چند
گھر سے عاشق کے پسِ مرگ یہ ساماں نکلا
ہو کوئی تازہ ادا بزمؔ! کہ انداز نیا
جو بھی نکلا وہ مری جان کا خواہاں نکلا

(یہ غزل اگست ۱۹۱۰ء سے قبل کہی گئی تھی۔)

حنیف نقوی لکھتے ہیں:

> اِن مثالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زباں زد اشعار میں ترمیم وتصرف کے امکانات کتنے قوی ہوتے ہیں اور ان کے زیر اثر کسی شعر کی ہیئتِ اصلی کس حد تک متغیر ہو سکتی ہے۔ راقم السطور کا خیال ہے کہ غالب کے نام مشہور، زیرِ بحث شعر بھی تحریف و ترمیم کے اسی غیر محسوس عمل سے گزر کر ہم تک پہنچا ہے۔ اِس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ کسی خوش مذاق نے بلاارادہ بزؔم کے شعر میں تحریف کے ذریعے اسے غالب کے شعری مزاج سے ہم آہنگ کر کے اُن کے کلام کے طور پر شہرت دینے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال، جب تک زیرِ بحث شعر کسی دوسرے شاعر کے کلام میں حرف بحرف اسی صورت میں دست یاب نہ ہو، اسے بزؔم کے شعر کی ترمیم یافتہ شکل سمجھنا چاہیے۔

اُردو کے بیسیوں زباں زدِ خاص و عام اشعار اپنی اصل شکل کے بجاے ترمیم شدہ حالت میں ملتے ہیں۔ اِن اشعار میں ایک لفظ یا کچھ الفاظ کے فرق سے مصرعِ اولیٰ یا مصرعِ ثانی تحریف شدہ حالت میں لوگوں کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ حنیف نقوی نے جن اشعار کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے، اِن میں بھی یہی صورت ہے۔ اِن چاروں اشعار میں مصرع ہاے ثانی اپنی اصلی حالت میں ہیں۔ البتہ مصرع ہاے اولیٰ ترمیم شدہ حالت میں زباں زدِ خلائق ہیں۔ بزؔم اکبرآبادی کے شعر کے دونوں مصرِع زباں زد شعر سے بالکل مختلف ہیں۔ ہمارے سامنے ایسی کوئی مثال موجود نہیں جس میں کسی شعر کے دونوں مصرِع ترمیم شدہ حالت میں اصل شعر سے یک سر مختلف ہوں۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بزؔم اکبرآبادی نے زیرِ بحث شعر سے ملتا جلتا شعر کہا ہے، لیکن مشہورِ زمانہ شعر: ''چند تصویرِ بتاں...''

بزمؔ اکبرآبادی کے شعر کی ترمیم یافتہ شکل نہیں۔

۸۰۲تا۸۰۳ شعرا کے شعری مجموعوں یا مختلف تذکروں سے یہ تصدیق نہ ہو سکی کہ یہ اشعار انھی شعرا کی تخلیق ہیں، جن سے منسوب ہیں۔

۸۰۴تا۸۳۳ نامعلوم اشعار

۸۳۴تا۸۴۵ اِن ضرب المثل مصارع کے مصرع ہائے اولیٰ یا مصرع ہائے ثانی معلوم نہ ہو سکے۔

شعرا کا مختصر تعارف

آبرو

شیخ نجم الدّین۔ عُرفیت: شاہ مبارک۔ ولادت: تقریباً ۱۶۸۳ء، گوالیار۔ تلمّذ: سراج الدّین علی خاں آرزو۔ آرزو آبرو کے رشتے دار تھے۔ وفات: ۲۱/دسمبر ۱۷۳۳ء، دہلی (گھوڑے کی دولتی سے)۔

آتش

خواجہ حیدر علی۔ ولادت: تقریباً ۱۷۷۸ء، فیض آباد۔ تلمّذ: مصحفی۔ دبستانِ لکھنؤ کے ممتاز غزل گو تھے۔ وفات: ۱۳/جون ۱۸۴۷ء، لکھنؤ۔

آرزو

سراج الدّین علی خاں۔ ولادت: ۸۸-۱۶۸۷ء، آگرہ۔ شجاع الدّولہ کی سرکار سے وابستہ رہے۔ وفات: ۲۷/جنوری ۱۷۵۶ء، فیض آباد۔ لکھنؤ میں بطورِ امانت دفن کیے گئے۔ بعد میں وصیّت کے مطابق انھیں دہلی لا کر سپردِ خاک کیا گیا۔

آرزو لکھنوی

سیّد انور حسین۔ عُرفیت: منجھو صاحب۔ ولادت: ۱۶/فروری ۱۸۷۳ء، لکھنؤ۔ تلمّذ: جلال لکھنوی۔ معاشی پریشانیوں کے باعث فلمی گانے بھی لکھے۔ وفات: ۱۶/اپریل ۱۹۵۱ء، کراچی۔

آزاد انصاری

الطاف احمد۔ تاریخی نام: نظیر حسین۔ کنیت: ابوالاحسان۔ ولادت: ۱۲/اکتوبر ۱۸۷۱ء، ناگ پور۔ وطن: سہارن پور۔ تلمّذ: بیدل سہارن پوری اور حالی۔ وفات: ۱۹۴۲ء، حیدر آباد (دکن)۔

آسی غازی پوری

شاہ محمد عبدالعلیم۔ ولادت: ۲۱/دسمبر ۱۸۳۴ء، وطن: سکندر پور، ضلع بلیا (یُو پی)۔ ترکِ وطن کر کے غازی پور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ تلمذ: غلام اعظم افضل الہ آبادی۔ وفات: ۲۴/فروری ۱۹۱۷ء، غازی پور۔

آصف

میر محبوب علی خاں، نظامِ ششم، حیدرآباد (دکن)۔ ولادت: ۱۸/اگست ۱۸۶۶ء، حیدر آباد (دکن)۔ تلمذ: داغ۔ وفات: شب ۳۰-۲۹/اگست ۱۹۱۱ء، حیدرآباد (دکن)۔

آفتاب

شاہِ عالم ثانی۔ نام: میرزا عبداللہ عُرفیت: لال میاں اور میرزا بلاقی۔ ولادت: ۱۴/جون ۱۷۲۸ء، قلعۂ معلّی، دہلی۔ ۱۷۸۹ء میں غلام قادر روہیلے نے دہلی کے دیوانِ خاص میں نوکِ خنجر سے ان کی آنکھیں نکال لیں۔ وفات: ۱۹/نومبر ۱۸۰۶ء، دہلی۔

اثر

سیّد محمد۔ ولادت: ۳۶-۱۷۳۵ء، دہلی۔ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی، ان کے شاگرد، مرید اور جانشین۔ وفات: اگست ۱۷۹۴ء، دہلی۔

اثر

نواب سیّد امداد امام۔ خطاب: شمس العلماء۔ ولادت: ۱۷/اگست ۱۸۴۹ء، موضع سالار پور، ضلع پٹنہ، مؤلفۂ ''کاشف الحقائق''۔ وفات: ۱۷/اکتوبر ۱۹۳۴ء، آبگلہ، ضلع گیا (بہار)۔

احسان دانش

احسان الحق۔ ولادت: ۱۹۱۴ء، کاندھلہ، ضلع مظفر نگر (یُو پی)۔

آبائی وطن: قصبہ باغ پت، ضلع میرٹھ۔ تلمذ: تاجور نجیب آبادی۔ مالی مشکلات کے باعث مزدوری اور چوکی داری بھی کی۔ وفات: ۲۱/مارچ ۱۹۸۲ء، لاہور۔

احمدی

نواب غلام احمد خاں۔ وطن: کنج پورہ، کرنال۔ سابق ممبر کونسل، ریاست گوالیار۔

اختر

نواب واجد علی شاہ۔ آخری تاج دارِ اودھ۔ ولادت: ۱۸/اگست ۱۸۲۳ء، لکھنؤ۔ تلمذ: مظفر علی اسیر اور محمد رضا برق۔ انگریزوں نے انھیں ۷/فروری ۱۸۵۶ء کو معزول کر کے مٹیا برج کلکتے میں نظر بند کر دیا۔ وفات: ۲۱/ستمبر ۱۸۸۷ء، کلکتہ۔

اختر

اختر انصاری دہلوی۔ ولادت: یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء، بدایوں۔ عمر کا زیادہ حصہ دہلی میں گزرا۔ وفات: ۶/اکتوبر ۱۹۸۸ء، علی گڑھ۔

اسیر

مظفر علی خاں۔ ولادت: ۱۸۰۰ء، امیٹھی (یو پی)۔ تلمذ: مصحفی۔ واجد علی شاہ کے مصاحب خاص تھے۔ وفات: ۶/فروری ۱۸۸۲ء، لکھنؤ۔

اشک دہلوی

سیّد قطب الدّین احمد۔ وہ خود کو دہلوی لکھتے تھے، لیکن درحقیقت وہ قصبہ جلیسر، ضلع ایٹہ کے قدیم باشندے تھے۔ تلمذ: ذوق، انور اور داغ۔ داغ کے بے تکلف دوست بھی تھے۔

اصغر

نواب علی اصغر خاں ناصر جنگ۔ وطن: لکھنؤ، تلمذ: آتش۔ وفات: ۳۰/جون ۱۸۶۰ء، کلکتہ۔

اصغر گونڈوی

سیّد اصغر حسین۔ ولادت: یکم مارچ ۱۸۸۴ء۔ وطن گورکھ پور تھا مگر عرصے سے گونڈہ میں مقیم تھے۔ شروع میں کچھ غزلیں وجد بلگرامی اور تسلیم لکھنوی کو دکھائیں۔ اصغر کا شمار دورِ حاضر کے بہترین غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔ وفات: ۳۰/نومبر ۱۹۳۶ء، الٰہ آباد۔

اطہر نفیس

کنور اطہر علی خاں۔ ولادت: ۲۲/فروری ۱۹۳۲ء، قصبہ پٹل، علی گڑھ۔ روزنامہ ''جنگ'' کراچی سے وابستہ رہے۔ وفات: ۲۱/نومبر ۱۹۸۰ء، کراچی۔

اقبال

محمد اقبال، ڈاکٹر، خطاب: سر، القاب: حکیم الامت، ترجمانِ حقیقت، مفکرِ اسلام اور شاعرِ مشرق۔ ولادت: ۹/نومبر ۱۸۷۷ء، سیال کوٹ، شروع میں کچھ غزلیں ارشد گورگانی کو دکھائیں۔ داغ سے بذریعۂ خط و کتابت تلمذ رہا۔ غزل کو جدّت سے ہم کنار کرنے میں اقبال کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ بیسویں صدی میں اُردو کے سب سے بڑے شاعر۔ وفات: ۲۱/اپریل ۱۹۳۸ء، لاہور۔

اقبال

اقبال عظیم۔ ولادت: ۸/جولائی ۱۹۱۳ء، میرٹھ۔ آبائی وطن: انبہٹہ، ضلع سہارن پور۔ وقار عظیم کے چھوٹے بھائی۔ تقسیمِ ہند کے بعد مشرقی پاکستان چلے گئے جہاں اُردو کے پروفیسر کی حیثیت سے کام

کیا۔اپریل ۱۹۷۰ء میں بینائی زائل ہونے کے باعث اپنے اعزہ کے پاس کراچی آ گئے۔وفات: ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۰ء، کراچی۔

اکبرالٰہ آبادی

سیّد اکبر حسین رضوی۔ خطاب خان بہادر۔ ولادت: ۱۶ر نومبر ۱۸۴۶ء، قصبہ بارہ، ضلع الٰہ آباد۔تلمذ: وحید الٰہ آبادی۔ان کے طنز وظرافت کا رنگ نہ تو ان سے پہلے کسی شاعر کے یہاں ملتا ہے اور نہ ہی بعد میں۔وفات: ۹ر ستمبر ۱۹۲۱ء، الٰہ آباد۔

امید فاضلی

ارشاد احمد فاضلی۔ پہلا قلمی نام: امید ڈبائیوی۔ولادت: ۱۷ر نومبر ۱۹۲۳ء، ڈبائی (بلند شہر)۔غزل کے علاوہ مرثیے میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔سکونت: کراچی

امیر

نواب محمد یار خاں۔سکونت: ٹانڈہ، نزد آنولہ، ضلع رائے بریلی۔ نواب فیض اللہ والیِ رام پور کے حقیقی چھوٹے بھائی۔تلمذ: قائم چاند پوری۔وفات: جنوری ۱۷۷۵ء، رام پور۔

امیر مینائی

امیر احمد۔ولادت: ۲۱ر فروری ۱۸۲۹ء، لکھنؤ۔حضرت مخدوم شاہ مینا کے خاندان سے تھے، اس تعلق سے مینائی کہلائے۔تلمذ: مظفر علی اسیر۔نواب واجد علی شاہ، نواب یوسف علی خاں اور نواب کلبِ علی خاں کے درباروں سے متعلق رہے۔امیر مینائی ایک مسلّم الثبوت استاد تھے۔وفات: ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۰ء، حیدر آباد (دکن)۔

انجام

نواب امیر خاں، خطاب: عمدۃ الملک۔اپنے عہد کے نامور شاعر، اپنی

لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے سے اتنے قریب ہو گئے تھے کہ بادشاہ کو ان کے سوا کسی کی بات میں لطف ہی نہیں آتا تھا۔ شاہی عنایات کے بھروسے پر بہت گستاخ ہو گئے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر ۲۶ ر دسمبر ۱۷۴۶ء کو قتل کرا دیا۔ مدفن: دہلی۔

انشا

انشاء اللّٰہ خاں۔ ولادت: دسمبر ۱۷۵۲ء، مرشد آباد۔ کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ شاہ عالم کے زمانے میں دہلی آئے اور دربار سے متعلق ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد لکھنؤ گئے۔ مرزا سلیمان شکوہ اور بعد میں نواب سعادت علی خاں کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ وفات: ۱۶ ر یا ۱۹ ر مئی ۱۸۱۷ء، لکھنؤ۔

انور دہلوی

سیّد شجاع الدّین۔ عُرفیت: اُمراو مرزا۔ ولادت: تقریباً ۴۸-۱۸۴۷ء وطن: دہلی۔ تلمذ: ذوقؔ اور غالب۔ ظہیر دہلوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ وفات: ۱۸۸۵ء، جے پور۔

انیس

میر ببر علی۔ ولادت: ۱۸۰۱ء اور ۱۸۰۵ء کے درمیان، فیض آباد۔ میر حسن کے پوتے تھے۔ اپنے والد میر مستحسن خلیق کو کلام دکھاتے تھے۔ شروع میں حزیںؔ تخلص رکھا بعد میں ناسخ کے ایما پر انیسؔ اختیار کیا۔ منظر نگاری، واقعہ نگاری اور سیرت نگاری، تینوں میں کمال رکھتے تھے۔ وفات: ۱۰ ر دسمبر ۱۸۷۴ء، لکھنؤ۔

بادشاہ

ابوالنصر سلیمان جاہ نصیر الدّین حیدر؟؟۔ نام مرزا علی حیدر؟؟۔ ولادت: ۹ ر ستمبر ۱۸۰۳ء، لکھنؤ۔ تاج دارِ اودھ تھے۔ وفات: ۸ ر جولائی

۱۸۳۷ء، لکھنؤ۔ (بادشاہ کو زہر دے دیا گیا)۔

برق

محمد رضا۔ خطابات: فتح الدولہ، بخشی الملک۔ ولادت: تقریباً ۱۷۹۰ء، لکھنؤ۔ تلمذ: ناسخ۔ واجد علی شاہ کے مصاحب خاص اور ان کے استاد تھے۔ وفات: ۱۸؍اکتوبر ۱۸۵۷ء، لکھنؤ۔

برق

منشی مہاراج بہادر ورما۔ ولادت: ۱۸۸۴ء، دہلی۔ آبائی وطن: ضلع ایٹہ۔ وطنِ ثانی: دہلی۔ تلمذ: آغا شاعر قزلباش۔ پوسٹل آڈٹ آفس، دہلی میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ وفات: ۹؍فروری ۱۹۳۶ء، پانی پت۔

بزم اکبر آبادی

مرزا محمد عاشق حسین۔ ولادت: ۶۲-۱۸۶۱ء، ۱۶؍برس کی عمر میں اپنے رشتے کے دادا منیر شکوہ آبادی سے شاعری میں اصلاح لی۔ اشاعت: دیوان موسوم بہ ''بزمِ سخن'' اور مثنوی ''تصویرِ سخن''، وفات: ؟؟

بشیر بدر

محمد بشیر، ڈاکٹر۔ ولادت: ۱۵؍فروری ۱۹۳۵ء، کان پور۔ مقالہ برائے پی ایچ ڈی: ''آزادی کے بعد کی غزل کا تنقیدی مطالعہ۔''

بقا

شیخ بقاء اللہ۔ ولادت: دہلی۔ آبائی وطن: اکبر آباد۔ سکونت: لکھنؤ۔ پہلے غمگین تخلص کرتے تھے۔ تلمذ: حاتم اور درد۔ ۹۲-۱۷۹۱ء میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں فوت ہو گئے۔

بہزاد لکھنوی

سردار حسین خاں۔ ولادت: ۱۹۰۱ء، لکھنؤ۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آگئے۔ ریڈیو پاکستان، کراچی سے وابستہ رہے۔ وفات: ۱۰/اکتوبر ۱۹۷۴ء، کراچی۔

بیان

خواجہ احسن الدّین خاں۔ ولادت: تقریباً ۱۷۲۷ء، اکبر آباد۔ دہلی میں تربیت پائی۔ تلمذ: مرزا مظہر۔ وفات: جولائی - اگست ۱۷۹۸ء، حیدر آباد (دکن)۔

بے نظیر

سیّد محمد بے نظیر شاہ وارثیؒ۔ اصل نام: سیّد صدیق احمد۔ ولادت: ۱۸۶۳ء، کڑا، مانک پور، ضلع الٰہ آباد۔ غزل میں وہ وجیہ اللّٰہ الٰہ آبادی اور مثنوی میں امیر مینائی سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ وفات: ۲/ستمبر ۱۹۳۲ء، حیدر آباد (دکن)۔

پروین شاکر

پروین شاکر۔ ولادت: ۲۴/نومبر ۱۹۵۲ء، کراچی۔ کچھ عرصے کراچی میں تدریس سے وابستہ رہیں۔ بعد میں کسٹم اینڈ ایکسائز، اسلام آباد میں ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز رہیں۔ وفات: ۲۶/دسمبر ۱۹۹۴ء، اسلام آباد (ٹریفک کا حادثہ)۔

پیام

شرف الدّین علی خاں۔ وطن: اکبر آباد۔ تلمذ: خانِ آرزو۔ محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں تھے۔ میرؔ نے لکھا ہے کہ صاحبِ دیوان تھے۔ وفات: ۱۷۴۴ء۔

تاب

مہتاب رائے۔ ولادت: دہلی۔ اصل وطن کشمیر تھا مگر کئی پشت سے دہلی میں خاندان کی سکونت تھی۔ انیسویں صدی کے شروع میں حیات تھے۔

تاباں

پنڈت مہتاب رائے۔ بارہ برس کی عمر میں خواجہ میر درد کے مشاعرے میں غزل پڑھی۔

تاثیر

محمد دین، ڈاکٹر۔ ولادت: ۲۸ر فروری ۱۹۰۲ء، قصبہ اجنالہ، ضلع امرت سر۔ تعلیم: پی ایچ ڈی، کیمبرج یونیورسٹی۔ اسلامیہ کالج، لاہور کے پرنسپل رہے۔ وفات: ۳۰ر نومبر ۱۹۵۰ء، لاہور۔

ترقی

اسداللہ رستم الملک آغا محمد ترقی خاں۔ سکونت: فیض آباد۔ غازی الدین حیدر کے عہد میں مستقل طور پر لکھنؤ میں سکونت اختیار کرلی۔ تلمذ: میر سوز۔ صاحبِ دیوان گزرے ہیں۔

تسکین

میر حسین۔ ولادت: ۱۸۰۳ء، دہلی۔ تلمذ: شاہ نصیر اور مومن۔ وفات: ۴ر اگست ۱۸۵۲ء، رام پور۔

تسلیم لکھنوی

نام احمد حسین لیکن امیر اللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ولادت: ۲۰-۱۸۱۹ء، منگلیسی، نواحِ فیض آباد۔ تلمذ: اصغر علی نسیم۔ مطبع نول کشور سے بطور خوش نویس وابستہ رہے۔ نواب کلبِ علی خاں کے عہد میں ان کی طلب پر رام پور بھی گئے۔ وفات: ۲۷ر مئی ۱۹۱۱ء، لکھنؤ۔

تشنہ

عالمتاب تشنہ۔ نام: عالمتاب علی۔ ولادت: ۱۰/اپریل ۱۹۳۵ء، میرٹھ۔ پاکستان آمد: اپریل ۱۹۵۹ء، چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے سیکریٹری جنرل رہے۔ وفات: ۱۱/مئی ۱۹۹۱ء، کراچی۔

ثاقب لکھنوی

مرزا ذاکر حسین قزلباش۔ ولادت: ۲/جنوری ۱۸۶۹ء، آگرہ۔ ان کے والد آگرے کی سکونت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے، ثاقب کی تعلیم و تربیت یہیں ہوئی۔ تلمذ: میر مومن حسین صفی امروہوی۔ وفات: ۲۴/نومبر ۱۹۴۶ء، لکھنؤ۔

جالب

حبیب جالب۔ نام: حبیب احمد۔ ولادت: ۲۸/فروری ۱۹۲۹ء، میاں افغاناں، ضلع ہوشیار پور۔ تلمذ: راغب مرادآبادی۔ پاکستان آمد: ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء، وفات: ۱۲/مارچ ۱۹۹۳ء، لاہور۔

جاوید

فرید جاوید۔ نام: فریدالدّین۔ ولادت: ۱۸/اپریل ۱۹۲۷ء، وطن: سہارن پور۔ پیشہ تدریس۔ خرابِ صحت اور مالی مشکلات کے باعث ہمیشہ پریشان رہے۔ وفات: ۲۷/دسمبر ۱۹۷۷ء، کراچی۔

جذبی

معین احسن، ڈاکٹر۔ ولادت: ۲۱/اگست ۱۹۱۲ء، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ مقالہ برائے پی ایچ ڈی: ''حالی کی سیاسی شاعری۔'' علی گڑھ یونیورسٹی میں تدریس کے شعبے سے وابستہ رہے۔

جرأت

اصل نام یحییٰ امان تھا، لیکن قلندر بخش کے نام سے مشہور ہوئے۔

ولادت: تقریباً ۱۷۴۹ء، وطن: دہلی۔ تلمذ: جعفر علی حسرت۔ عین
جوانی میں بینائی زائل ہوگئی۔ وفات: ۱۸۱۰ء، لکھنؤ۔

جگر مرادآبادی

علی سکندر۔ ولادت: ۶/۵/اپریل ۱۸۹۰ء، مرادآباد، تلمذ: داغ اور
حیات بخش رسا۔ اصغر گونڈوی کی صحبت سے بھی بہت فیض یاب
ہوئے۔ دورِ حاضر کے کامیاب غزل گو شاعر تھے۔ وفات: ۹/ستمبر
۱۹۶۰ء، گونڈہ (یُوپی)۔

جلال لکھنوی

حکیم ضامن علی۔ ولادت: ۱۸۳۴ء، لکھنؤ۔ تلمذ: امیر علی خاں
ہلال، میر علی اوسط رشک اور مرزا برق۔ ان کو اپنے فن، زبان اور
تحقیق پر بڑا ناز تھا۔ وفات: ۲/اکتوبر ۱۹۰۹ء، لکھنؤ۔

جلیل مانک پوری

جلیل حسن۔ خطابات: ''جلیل القدر'' اور ''فصاحت جنگ بہادر''
ولادت: ۱۲۸۳ھ مطابق ۶۷-۱۸۶۶ء، مانک پور (اودھ)۔ تلمذ:
امیر مینائی۔ میر محبوب علی خاں آصف اور نواب میر عثمان علی خاں
کے استاد تھے۔ وفات: ۶/جنوری ۱۹۴۶ء، حیدرآباد (دکن)۔

جمیل مظہری

سیّد کاظم علی۔ ولادت: ۲/ستمبر ۱۹۰۴ء، محلّہ مغل پورہ، پٹنہ۔ تلمذ:
وحشت کلکتوی۔ پٹنہ یونیورسٹی میں اُردو اور فارسی کے پروفیسر
رہے۔ وفات: ۲۳/جولائی ۱۹۷۹ء، بھیکن پور، ضلع سارن
(بہار)۔

جوش ملیح آبادی

پہلا نام: شبیر احمد خاں۔ تبدیل شدہ نام: شبیر حسن خاں۔ ولادت:

۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء، ملیح آباد (یُو پی)۔ کچھ عرصے عزیز لکھنوی سے اصلاح لی۔ قادرالکلام شاعر تھے۔ وفات: ۲۲/فروری ۱۹۸۲ء، اسلام آباد۔

جوہر فرخ آبادی

لالہ مادھورام۔ وطن: فرخ آباد (یُو پی)۔ تلمذ: منیر شکوہ آبادی۔ بہادر شاہ ظفر کے آخری زمانے میں ان کے لیے مختارِ شاہی تجویز ہوا تھا۔ وفات: ۱۸۸۹ء۔

جوہر

محمد علی، مولانا۔ لقب: رئیس الاحرار۔ ولادت: ۱۰/دسمبر ۱۸۷۸ء، رام پور۔ ادارت: ''کامریڈ'' (انگریزی) اور ''ہمدرد'' (اُردو)۔ ہندُستان کی آزادی کے بہت بڑے حامی اور مسلمانوں کے محبوب لیڈر رہتے۔ وفات: ۴/جنوری ۱۹۳۱ء، لندن۔ مدفن: بیت المقدس۔

جہاں دار

مرزا جہاں دار شاہ۔ عُرفیت: مرزا جواں بخت۔ پسرِ شاہ عالم ثانی۔ ولادت: ۱۱۶۶ھ مطابق ۵۳-۱۷۵۲ء، انگریزوں کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد پنشن ہوگئی۔ وفات: ۲۵/شعبان ۱۲۰۲ھ مطابق یکم جون ۱۷۸۸ء، بنارس۔

چکبست

پنڈت برج نرائن۔ ولادت: ۱۹/جنوری ۱۸۸۲ء، فیض آباد۔ وطن: لکھنؤ۔ لکھنؤ کے نام وَر وکلا میں شمار ہوتے تھے۔ وفات: ۱۲/فروری ۱۹۲۶ء، رائے بریلی ریلوے اسٹیشن۔

حاتم

شیخ ظہورالدّین۔ عُرفیت: شاہ حاتم۔ ولادت: ۱۷۰۰ء-۱۶۹۹ء،

دہلی۔ سودا، رنگیں، نثار اور تاباں اِن کے مشہور شاگرد ہیں۔ وفات:
جولائی ۱۷۸۳ء، دہلی۔

حالی

الطاف حسین، خواجہ۔ خطاب: شمس العلما۔ ولادت: ۱۸۳۷ء، پانی پت۔ تحصیلِ علم کے لیے دہلی چلے آئے۔ تلمذ: غالب۔ وفات: ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء، پانی پت۔

حامد

حامد حسن قادری، مولانا۔ ولادت: مارچ ۱۸۸۷ء، بچھراوں، ضلع مرادآباد، تلمذ: راز رام پوری، کافی عرصے رام پور میں رہے۔ ''داستانِ تاریخِ اُردو'' ان کی مشہور کتاب ہے۔ وفات: ۶ر جون ۱۹۶۴ء، کراچی۔

حسامی

مرزا حسام الدین حیدر۔ وطن: دہلی۔ اُمّی شاعر۔ پیشہ ور قصہ گو تھے۔ تلمذ: خدا بخش تنویر۔ ۱۸۸۲ء میں ۵۲ سال کی عمر تھی۔

حسرت

مرزا جعفر علی۔ ولادت: تقریباً ۳۵-۱۷۳۴ء، دہلی۔ تلمذ: رائے سرب سکھ دیوانہ۔ جرأت اور خواجہ حسن ان کے مشہور شاگرد ہیں۔
وفات: ۹۲-۱۷۹۱ء، لکھنؤ۔

حسرت موہانی

سیّد فضل الحسن۔ ولادت: ۱۸۷۵ء، موہان، ضلع اُناو (یُو پی)۔
تلمذ: تسلیم لکھنوی۔ بقولِ نیاز فتح پوری:

> حسرت کا کلام اپنی سادگی و پُرکاری کے لحاظ سے اتنی حسین اور دل کش چیز ہے کہ بجائے سننے کے اُسے کلیجے

میں رکھ لینے کو جی چاہتا ہے۔
حسرت نے آزادیِ وطن کی خاطر کئی دفعہ جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وفات: ۱۳رمئی 1951ء، لکھنؤ۔

حسرت

چراغ حسن۔ ولادت: ۱۹۰۴ء، پونچھ (آزاد کشمیر)۔ شاعر کے علاوہ ایک اچھے مزاح نویس اور طنز نگار بھی تھے۔ ''سند باد جہازی'' کے نام سے اخبار میں کالم لکھتے رہے۔ وفات: ۲۶رجون ۱۹۵۵ء، لاہور۔

حسن

میر غلام حسن۔ ولادت: تقریباً ۴۲-۱۷۴۱ء، دہلی۔ تلمذ: ضیاء الدین ضیا۔ ان کی مثنوی ''سحر البیان'' اُردو میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ وفات: ۲۴راکتوبر ۱۷۸۶ء، لکھنؤ۔

حسن بریلوی

حسن رضا خاں، مولانا۔ ولادت: یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء، بریلی (یو پی)۔ تلمذ: داغ۔ مولانا احمد رضا خاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ وفات: ۱۸راکتوبر ۱۹۰۸ء، بریلی۔

حشر

آغا حشر کاشمیری۔ نام: آغا محمد شاہ۔ ولادت: ۳راپریل ۱۸۷۹ء، امرتسر۔ آبائی وطن کشمیر تھا۔ عرصے سے ان کا خاندان بنارس میں مقیم تھا۔ شاعر کے علاوہ ایک بڑے ڈراما نویس اور عظیم فن کار بھی تھے۔ وفات: ۲۸راپریل ۱۹۳۵ء، لاہور۔

حفیظ جون پوری

حافظ محمد علی۔ ولادت: ۱۸۶۵ء، جون پور۔ تلمذ: وسیم خیرآبادی اور

امیر مینائی۔ وفات: ۲۴ر نومبر ۱۹۱۸ء۔

حفیظ جالندھری

محمد حفیظ۔ کنیت: ابوالاثر۔ ولادت: ۱۴ر جنوری ۱۹۰۰ء، جالندھر۔ تلمذ: مولانا غلام قادر گرامی جالندھری۔ قومی ترانہ پاکستان کے خالق۔ وفات: ۲۱ر دسمبر ۱۹۸۲ء، لاہور۔

حفیظ ہوشیار پوری

شیخ عبدالحفیظ سلیم۔ ولادت: ۵ر جنوری ۱۹۱۲ء، دیوان پور، ضلع جھنگ، تلمذ: راحل ہوشیار پوری۔ وفات: ۱۰ر جنوری ۱۹۷۳ء، کراچی۔

حیات امروہوی

سیّد محمد جعفر۔ ولادت: ۱۹۱۲ء، وطن: امروہہ، سہراب مودی کی فلم ''پکار'' کے گانے ان ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ عین عالمِ شباب میں ۱۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو امروہے میں انتقال ہوا۔

حیرت الٰہ آبادی

محمد جان خاں۔ وطن: الٰہ آباد۔ تلمذ: مرزا اعظم علی اعظم۔ ۱۸۹۲ء تک زندہ تھے۔

خاطر غزنوی

محمد ابراہیم بیگ۔ ولادت: ۵ر نومبر ۱۹۲۵ء، پشاور۔ کئی اخبارات و رسائل کے ایڈیٹر رہے۔ ریڈیو پاکستان، پشاور سے بھی وابستہ رہے ہیں۔

خالد شریف

محمد شریف خالد۔ ولادت: ۱۴ر اپریل ۱۹۴۷ء، انبالہ (بھارت)۔ کسٹم کے محکمے میں ملازم رہے۔ ملازمت چھوڑ کر طباعت واشاعت

کو ذریعۂ معاش بنایا۔ ذاتی ادارہ: ماورا پبلشنگ ہاؤس، لاہور۔

خالد

خالد محمود نقش بندی مجدّدی۔ ولادت: ۱۳/ جون ۱۹۴۱ء، چکوال۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن میں ملازم رہے۔ آج کل کراچی میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

خزاں

محبوب خزاں۔ نام: محبوب صدیقی۔ ولادت: ۲/ جولائی ۱۹۳۰ء، آبائی وطن: چندائر، ضلع بلیا (یُو پی)۔ اکاؤنٹنٹ جنرل سندھ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ مجرّد زندگی گزار رہے ہیں۔ سکونت: کراچی۔

خورشید

منشی خوش وقت علی۔ وطن: اکبر آباد۔ تلمذ: محمد رضا برق۔ ہم عصرِ منیر شکوہ آبادی۔ نوابِ فرخ آباد کے ہاں ۱۸۴۹ء میں ملازم تھے۔

داغ

نام نواب ابراہیم تھا لیکن بعد میں نواب مرزا خاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ ولادت: ۲۵/ مئی ۱۸۳۱ء، دہلی۔ بچپن قلعۂ معلّی میں گزرا۔ تلمذ: ذوق۔ استادِ میر محبوب علی خاں آصف والیِ حیدر آباد (دکن)۔ لطفِ زبان ان کے کلام کی خوبی ہے۔ وفات: ۱۴/ فروری ۱۹۰۵ء، حیدر آباد (دکن)۔

دبیر

مرزا سلامت علی۔ ولادت: ۲۹/ اگست ۱۸۰۳ء، دہلی۔ تلمذ: سیّد مظفر حسین ضمیر۔ تمام عمر مرثیہ گوئی میں صَرف کر دی۔ وفات: ۸/ مارچ ۱۸۷۵ء، لکھنؤ۔

درد

نور الناصر خواجہ میر محمدی۔ ولادت: ۲۱-۱۷۲۰ء، دہلی۔ تلمذ: سراج الدین علی خاں آرزو۔ کلام مختصر ہے لیکن سراپا انتخاب۔ وفات: ۷/جنوری ۱۷۸۵ء، دہلی۔

ذکی

جعفر علی خاں۔ ہم عصرِ امیر خاں انجام۔ ۱۷۵۵ء میں بقیدِ حیات تھے۔

ذوق

شیخ محمد ابراہیم۔ ولادت: ۲۲/اگست ۱۷۹۰ء، دہلی۔ تلمذ: شاہ نصیر۔ اُستادِ بہادر شاہ ظفر۔ وفات: ۱۶/نومبر ۱۸۵۴ء، دہلی۔

رشک

نواب حامد علی خاں والیِ رام پور۔ ولادت: ۳۱/اگست ۱۸۷۵ء، رام پور۔ ۲۷/فروری ۱۸۸۹ء کو اپنے والد کی وفات کے بعد مسند نشیں ہوئے۔ وفات: ۲۱/جون ۱۹۳۰ء۔

رشکی

نواب محمد علی خاں۔ ولادت: ۱۸۴۴ء، خلفِ اکبر شیفتہ۔ تلمذ: غالب۔ وفات: ۲۰/مئی ۱۸۹۹ء، دہلی۔

رضا

مولوی عبدالرضا تھانیسری۔ امام بخش تھانیسری کے مرید تھے۔

رند

نواب سیّد محمد خاں۔ ولادت: ۳/ستمبر ۱۷۹۷ء، فیض آباد۔ تلمذ: میر خلیق اور آتش۔ حج کے لیے روانہ ہوئے مگر بمبئی میں ۱۸۵۷ء میں فوت ہو گئے۔

رنگیں

سعادت یار خاں۔ ولادت: ۱۷۵٦ء، سرہند۔ تلمذ: شاہ حاتم۔ ریختی کے موجد۔ دہلی میں نشو ونما پائی۔ وفات: ستمبر ۱۸۳۵ء، لکھنؤ۔

ریاض خیر آبادی

ریاض احمد۔ خطاب: لسان الملک۔ ولادت: ۱۸۵۳ء، خیر آباد، ضلع سیتاپور (اودھ)۔ تلمذ: مظفر علی اسیر اور امیر مینائی۔ ریاض اپنی خمریات کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ وفات: ۳۰/جولائی ۱۹۳۴ء، خیر آباد۔

زیدی

مصطفیٰ زیدی۔ نام: سیّد مصطفیٰ حسین۔ ولادت: ۱۰/اکتوبر ۱۹۳۰ء، الٰہ آباد۔ پہلا تخلّص: تیغ۔ پہلا قلمی نام: تیغ الٰہ آبادی۔ شروع میں فراق گورکھ پوری سے مشورۂ سخن کیا۔ وفات: ۱۲/اکتوبر ۱۹۷۰ء، کراچی (حادثاتی موت)۔

ساحر لدھیانوی

عبدالحیٔ۔ ولادت: ۸/مارچ ۱۹۲۱ء، لدھیانہ۔ فلمی دنیا سے منسلک رہے۔ وفات: ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۰ء، بمبئی۔

سالک

مرزا قربان علی بیگ۔ ولادت: نومبر/دسمبر ۱۸۲۴ء، حیدر آباد (دکن)۔ وطن: دہلی۔ تلمذ: مومن اور غالب۔ پہلا تخلّص: قربان۔ وفات: جون ۱۸۸۰ء، حیدر آباد (دکن)۔

سائل دہلوی

نواب سراج الدّین احمد خاں۔ ولادت: ۱۹/مارچ ۱۸٦۷ء، دہلی۔ پہلا تخلّص: سراج۔ مرزا داغ کے شاگرد اور داماد تھے۔ وفات:

۱۵/ستمبر ۱۹۴۵ء، دہلی۔

سجاد

میر محمد سجاد۔ ولادت: آگرہ۔ دہلی میں تعلیم و تربیت ہوئی۔ تلمذ: آبرو۔ وفات: ۱۷۸۹ء اور ۱۸۰۶ء، کے درمیان۔

سخن

خواجہ فخر الدین حسین۔ ولادت: تقریباً ۱۰/جولائی ۱۸۳۹ء، دہلی۔ تلمذ: غالب۔ ۱۸۹۲ء میں بہار میں صدرِ اعلیٰ (سب جج) مقرر ہوئے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد مستقل قیام پٹنے میں رہا۔ وفات: ۱۹۰۰ء، کلکتہ۔ پٹنے میں دفن ہوئے۔

سراج لکھنوی

سراج الحسن۔ ولادت: ۲۷/جولائی ۱۸۹۴ء، لکھنؤ۔ تلمذ: پیارے صاحب رشید اور باقر حمید۔ وفات: ۲۳/جنوری ۱۹۶۸ء، لکھنؤ۔

سُرور

مرزا رجب علی بیگ۔ ولادت: تقریباً ۸۶-۱۷۸۵ء، لکھنؤ۔ تلمذ: آغا نوازش حسین۔ "فسانۂ عجائب" اِن کی مشہور کتاب ہے۔ وفات: ۱۵/مارچ اور ۱۲/اپریل کے درمیان، ۱۸۶۹ء، قصبہ رام نگر، ضلع بنارس۔

سرور بارہ بنکوی

سیّد سعید الرحمان۔ ولادت: جنوری ۱۹۳۰ء، بیارے پور (بھارت) جگر مراد آبادی سے استفادہ کیا۔ فلمی دنیا سے وابستہ رہے۔ وفات: ۳/اپریل ۱۹۸۰ء، ڈھاکا۔ تدفین: کراچی۔

سلام مچھلی شہری

عبدالسلام۔ ولادت: یکم جولائی ۱۹۲۱ء، قصبہ مچھلی شہر، ضلع جون پور۔

تلمذ: متین مچھلی شہری۔ وفات: ۱۹؍نومبر ۱۹۷۳ء، نئی دہلی۔

سلیم

سلیم احمد۔ ولادت: یکم دسمبر ۱۹۲۷ء، قصبہ کھیولی، بارہ بنکی (یُو پی)۔ ریڈیو اور ٹی وی سے وابستہ رہے۔ طبع آزمائی: شاعری، ڈراما اور تنقید۔ وفات: یکم ستمبر ۱۹۸۳ء، کراچی۔

سودا

مرزا محمد رفیع۔ ولادت: ۰۷-۱۷۰۶ء، دہلی۔ تلمذ: سراج الدّین علی خاں آرزو اور شاہ حاتم۔ بقولِ کیفی چریا کوٹی:

اُردو شاعری اس جامعیت کا دوسرا شاعر پیش نہیں کر سکتی۔

وفات: ۲۷؍جون ۱۷۸۱ء، لکھنؤ۔

سوز

سیّد محمد میر۔ ولادت: تقریباً ۱۷۲۱ء، دہلی۔ پہلا تخلص میر۔ اُستادِ آصف الدّولہ۔ وفات: ۹۹-۱۷۹۸ء، تلہر، شاہ جہاں پور۔

سیّاح

میاں داد خاں۔ ولادت: ۳۰-۱۸۲۹ء، وطن: اورنگ آباد۔ ان کا خاندان وطن چھوڑ کر سورت میں جا بسا۔ تلمذ: غالب۔ ابتدا میں عشاق؟؟ تخلص تھا مگر بعد میں ان کے شوقِ سفر کی مناسبت سے غالب نے سیّاح تجویز کیا۔ وفات: ۱۹۰۷ء، سورت۔

سیف

سیف الدّین۔ ولادت: ۲۰؍مارچ ۱۹۲۲ء۔ آبائی وطن: امرت سر۔ فلمی دنیا سے وابستہ رہے۔ وفات: ۱۲؍جولائی ۱۹۹۳ء، لاہور۔

سیماب اکبر آبادی

شیخ عاشق حسین صدیقی۔ ولادت: ۱۸۸۰ء، آگرہ۔ تلمذ: داغ۔

قادرالکلام شاعر تھے۔ قرآنِ شریف کا منظوم ترجمہ کیا۔ وفات: ۳۱/جنوری ۱۹۵۱ء، کراچی۔

شاد

شیخ محمد جان۔ لقب: پیرِو میر۔ ولادت: تقریباً ۶-۱۸۰۵ء، وطن: لکھنؤ۔ تلمذ: میر محمد عسکری عُرف میر کلّو فرزندِ میر تقی میر۔ وفات: ۱۴/اگست ۱۸۹۹ء، لکھنؤ۔

شاد عظیم آبادی

سیّد علی محمد۔ ولادت: ۸/جنوری ۱۸۴۶ء، عظیم آباد۔ تلمذ: الطاف حسین فریاد عظیم آبادی۔ شاد کو اپنے عہد کا میر کہا گیا ہے۔ وفات: ۶/جنوری ۱۹۲۷ء، عظیم آباد۔

شاعر

آغا ظفر علی بیگ قزلباش۔ خطاب: افسرالشعرا۔ ولادت: ۵/مارچ ۱۸۷۱ء، دہلی۔ تلمذ: نوّاب احمد سعید خاں طالب اور داغ۔ وفات: ۱۲/مارچ ۱۹۴۰ء، دہلی۔

شاعر

سیّد حمایت علی۔ ولادت: ۲۷/جون ۱۹۳۰ء، وطن: اورنگ آباد (دکن)۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آ گئے۔ سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو سے وابستہ رہے۔ سکونت: کراچی۔

شرر

مرزا صادق۔ ولادت: تقریباً ۱۸۲۵ء۔ تارک الدنیا تھے۔

شعیب

شعیب بن عزیز۔ حکومتِ پنجاب لاہور کے ڈائریکٹریٹ جنرل پبلک ریلشنز میں ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہیں۔

شکیب جلالی

سیّد حسن رضوی۔ ولادت: یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء، وطن: قصبہ جلالی، ضلع علی گڑھ۔ ایک ہونہار غزل گو شاعر تھے۔ ۱۲؍نومبر ۱۹۶۶ء کو ریل گاڑی کے سامنے آ کر خودکشی کرلی۔ سرگودھا میں دفن ہوئے۔

شکیل بدایونی

شکیل احمد۔ ولادت: ۳؍اگست ۱۹۱۶ء، بدایوں۔ اپنے ماموں مولانا ضیاء القادری سے مستفیض ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں فلمی دنیا سے وابستہ ہوگئے۔ وفات: ۲۰؍اپریل ۱۹۷۰ء، بمبئی۔

شناور

صاحب مرزا۔ خلف الصدقِ شاہ میر خاں (ابنِ آغا نصر خاں) فیض آبادی۔ تلمذ: آتش۔ عینِ جوانی میں انتقال ہوا۔

شوخ

شہزادی جان شوخ اکبرآبادی۔

شوق

مولوی قدرت اللّٰہ۔ ولادت: موضع مؤئی، قصبہ کابر، تحصیل بہیڑہ، ضلع بریلی۔ تلمذ: قائم چاند پوری، مؤلفِ ''طبقات الشعرا۔'' کافی عرصے رام پور میں رہے۔ وفات: ۱۰۔۱۸۰۹ء

شوق لکھنوی

حکیم تصدق حسین خاں۔ عُرفیت: نواب مرزا۔ ولادت: تقریباً ۸۳۔۱۷۸۲ء۔ وطن: لکھنؤ۔ تلمذ: آتش۔ طبیبِ واجد علی شاہ۔ مثنوی ''زہرِ عشق'' ان کی مشہور تصنیف ہے۔ وفات: یکم جولائی ۱۸۷۱ء، لکھنؤ۔

شوق قدوائی

احمد علی۔ ولادت: ۱۸۵۳ء قصبہ جگور، مضافاتِ لکھنؤ۔ تلمذ: مظفر علی اسیر۔ بھوپال میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آخرِ عمر میں رام پور آ کر کتب خانہ سرکاری میں ملازم ہو گئے۔ وفات: ۲۷ر اپریل ۱۹۲۵ء، گونڈہ۔

شوق

رضی اختر۔ ولادت: ۲۳ر اپریل ۱۹۳۳ء، سہارن پور۔ ڈپٹی کنٹرولر ریڈیو پاکستان کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ وفات: ۲۲ر جنوری ۱۹۹۹ء، کراچی۔

شہیدی

منشی کرامت علی۔ وطن: بریاپور، ضلع اناؤ (یو پی)۔ تلمذ: مصحفی اور شاہ نصیر۔ ۷ر اپریل ۱۸۴۰ء کو مدینے پہنچے۔ سرورِ کائنات کا روضہ دیکھ کر قفسِ عنصری سے روح پرواز کر گئی۔

شیدا

میر فتح علی۔ وطن: مئو، شمس آباد۔ تلمذ: سودا۔ ۱۷۸۰ء میں بقیدِ حیات تھے۔

شیفتہ

نواب مصطفےٰ خاں۔ ولادت: ۱۸۰۶ء کے آخری مہینوں میں دہلی میں ہوئی۔ تلمذ: مومن۔ فارسی اور اُردو دیوان کے علاوہ شعرائے اُردو کا تذکرہ "گلشنِ بے خار" لکھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں قید کی سزا ہوئی۔ وفات: ستمبر۔ اکتوبر کے درمیان، ۱۸۶۹ء، دہلی۔

صاحبقراں

سیّد امام علی۔ سادات رضویہ سے تعلق تھا۔ ساکن قصبہ بلگرام۔ معاصر جرأت اور انشا۔ آصف الدولہ کے عہد میں لکھنؤ گئے تھے۔ اشعار ہزل وفحش سے مملو ہیں۔

صادق

سیّد صادق حسین۔ ولادت: یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء۔ شکر گڑھ۔ سیال کوٹ۔ پیشہ: وکالت۔ وفات: ۴رمئی ۱۹۸۹ء، شکر گڑھ۔

صبا

میر وزیر علی۔ وطن: لکھنؤ۔ تلمذ: آتش۔ واجد علی شاہ کے دربار سے متعلق تھے۔ ۱۳رجون ۱۸۵۵ء کو گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئے۔

صبا اکبر آبادی

خواجہ محمد امیر۔ ولادت: ۱۴راگست ۱۹۰۸ء، آگرہ۔ تلمذ: اخضر اکبر آبادی۔ پاکستان آمد: ۱۹۴۷ء، کراچی۔ تدریس سے وابستہ رہے۔ قادرالکلام اور پُرگو شاعر تھے۔ وفات: ۳۰راکتوبر ۱۹۹۱ء، اسلام آباد، تدفین: کراچی۔

صبا

سیّد سبط علی۔ ولادت: ۱۱رنومبر ۱۹۳۵ء، کوٹلی لوہاراں، ضلع سیال کوٹ۔ ملازمت: دفاعی سروسز، واہ کینٹ۔ وفات: ۱۴رمئی ۱۹۸۰ء، واہ کینٹ۔

صفا

رائے منو لال۔ ذات: کائستھ، سکسینہ۔ وطن: لکھنؤ۔ اُردو میں میر اور مصحفی اور فارسی میں مینڈو لال زار کے شاگرد تھے۔ شاہی اخبار نویسی کے فرائض انجام دیے۔ مہاراجا جھاؤ لال، نائب آصف الدولہ کے

داماد تھے۔ وفات: ۱۸۷۰ء۔

صفی لکھنوی

سیّد علی نقی زیدی۔ خطاب: لسان القوم۔ ولادت: ۳/جنوری ۱۸۶۲ء، لکھنؤ۔ تلمذ: علی میاں کامل۔ قومی نظمیں اچھی لکھتے تھے۔ وفات: ۲۵/جون ۱۹۵۰ء، لکھنؤ۔

ضیا عظیم آبادی

مرزا علی رضا۔ ولادت: ۱۸۸۲ء۔ وطن: عظیم آباد۔ تلمذ: شوق نیموی۔ ۱۲/جولائی ۱۹۰۱ء کو جوانی میں انتقال ہوا۔

ضیا

شکیل احمد۔ ولادت: ۲۱/دسمبر ۱۹۲۱ء، جھانسی (بھارت)۔ تلمذ: حسرت موہانی۔ تقسیمِ ہند کے بعد کراچی آ گئے۔ وفات: ۸/مارچ ۱۹۹۹ء، کراچی۔

طاہر

میر طاہر علی رضوی۔ ولادت: ۱۸۴۰ء، کان پور۔ وطن: فرخ آباد۔ تلمذ: منشی امداد حسین صغیر۔ کلیکٹری کی پیش کاری سے پینشن ہوئی۔ وفات: ۲۰/جولائی ۱۹۱۱ء۔

ظفر

بہادر شاہ ثانی۔ نام: ابوالمظفر محمد سراج الدین۔ ولادت: ۱۷۷۵ء، لال قلعہ، دہلی۔ تلمذ: شاہ نصیر، میر کاظم حسین بے قرار، ذوق اور غالب۔ سلطنتِ مغلیہ کے آخری فرماں روا۔ وفات: ۷/نومبر ۱۸۶۲ء، رنگون (برما)۔

ظفر

ظفر علی خاں، مولانا۔ ولادت: ۸/جنوری ۱۸۷۰ء، کوٹ مہرتھ،

سیال کوٹ۔ نامور صحافی۔ مشہور اخبار ''زمیندار'' ان کی ادارت میں نکلتا تھا۔ تحریکِ آزادی کے سرگرم کارکن۔ وفات: ۲۷؍نومبر ۱۹۵۶ء، کرم آباد، (وزیرآباد)۔

ظفر

ظفر اقبال۔ ولادت: ۲۷؍ستمبر ۱۹۳۲ء، بہاول نگر۔ پیشہ: وکالت۔

ظفر زیدی

سیّد ذکی حیدر زیدی۔ ولادت: تقریباً ۱۹۵۰ء، آبائی وطن: (یُوپی) بھارت۔ وفات: ۱۳؍اکتوبر ۱۹۸۳ء، نیویارک۔ تدفین اُناؤ (بھارت)۔

ظہیر دہلوی

سیّد محمد ظہیرالدّین حسین رضوی۔ خطاب: راقم الدّولہ۔ ولادت: ۱۸۲۵ء، دہلی۔ تلمذ: ذوق۔ بہادر شاہ ظفر کے داروغۂ ماہی ومراتب تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں گرفتاری سے بچنے کے لیے مدّتوں مختلف شہروں میں چھپتے رہے۔ وفات: مارچ ۱۹۱۱ء۔

عاجز

کلیم عاجز، ڈاکٹر۔ نام: کلیم احمد۔ ولادت: ۲۴؍اکتوبر ۱۹۲۶ء، وطن: پٹنہ۔ ۱۹۸۵ء میں پٹنہ یونیورسٹی سے شعبۂ اُردو کے سربراہ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ پی ایچ ڈی کا مقالہ: ''بہار میں اُردو شاعری کا ارتقا''

عارف

افتخار عارف۔ ولادت: ۲۱؍مارچ ۱۹۴۳ء، لکھنؤ۔ ریڈیو پاکستان اور ٹیلے وِژن سے وابستہ رہے۔ آج کل اکادمی ادبیاتِ پاکستان، اسلام آباد کے صدر نشیں ہیں۔

عبرت گورکھ پوری

منشی گورکھ پرشاد۔ فراق گورکھ پوری کے والد تھے۔ پیشہ: وکالت۔
وفات: ۱۸/ جون 1918ء۔

عدم

سیّد عبدالحمید۔ ولادت: ۱۱/اپریل ۱۹۱۰ء، تلونڈی، موسیٰ خاں، ضلع گوجرانوالہ۔ مقبولِ عوام غزل گو شاعر۔ ملازمت: ملٹری اکاؤنٹس۔
وفات: ۱۰/ مارچ ۱۹۸۱ء، لاہور۔

عزیز لکھنوی

مرزا محمد ہادی۔ ولادت: ۱۴/ مارچ ۱۹۸۳ء، لکھنؤ۔ تلمذ: صفی لکھنوی۔ جلال لکھنوی کے بعد جن لکھنوی شعرا نے غزل کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کی، ان میں عزیز لکھنوی ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہیں۔ وفات: ۳۰/ جولائی ۱۹۳۵ء، لکھنؤ۔

عظیم

مرزا عظیم بیگ۔ ولادت: دہلی۔ تلمذ: حاتم اور سودا۔ انشا سے مناقشے کی وجہ سے مشہور ہیں۔ وفات: ۷-۱۸۰۶ء۔

عندلیب شادانی

وجاہت حسین، ڈاکٹر۔ ولادت: یکم مارچ ۱۹۰۴ء، وطن: سنبھل، ضلع مراد آباد۔ تلمذ: شاداں بلگرامی، پی ایچ ڈی کا مقالہ: ''ہندوستان کے مسلم مؤرخین۔'' ڈھاکا یونیورسٹی میں شعبۂ اُردو و فارسی کے صدر تھے۔ وفات: ۲۹/ جولائی ۱۹۶۹ء، ڈھاکا۔

عیش

حکیم آغا جان۔ ولادت: تقریباً ۱۷۷۹ء، دہلی۔ تلمذ: مجرم۔ شاہی

طبیب تھے۔ ذوق کے انتقال کے بعد محمد حسین آزاد نے انھیں سے استفادہ کیا۔ وفات: ۲۶/جون ۱۸۷۴ء، دہلی۔

غالب

مرزا اسد اللہ خاں۔ لقب: مرزا نوشہ۔ خطابات: نجم الدولہ، دبیر الملک، نظام جنگ۔ ولادت: ۲۷/دسمبر ۱۷۹۷ء، آگرہ، بعد میں دہلی میں سکونت اختیار کر لی۔ غزل میں طرزِ خاص کے موجد ہیں۔ تخیل کی بلند پروازی، معنی آفرینی اور جدتِ ادا ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اُنیسویں صدی کے اُردو کے سب سے بڑے شاعر۔ وفات: ۱۵/فروری ۱۸۶۹ء، دہلی۔

فانی بدایونی

شوکت علی خاں۔ ولادت: ۱۳/ستمبر ۱۸۷۹ء، قصبہ اسلام نگر، ضلع بدایوں۔ پہلا تخلص: شوکت۔ فانی کے کلام میں میر کا سوز و گداز اور یاس و محرومی بھی ہے اور غالب کا مفکرانہ انداز بھی۔ مختلف شہروں میں وکالت کی مگر کام یابی نہ ہوئی۔ بعد میں حیدر آباد (دکن) کے محکمۂ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی۔ وفات: ۲۶/اگست ۱۹۴۱ء، حیدر آباد (دکن)۔

فدوی

مرزا محمد علی۔ عُرفیت: مرزا بھچو۔ وطن: دہلی۔ تلمذ: رکن الدین عشق۔ ہم عصرِ میر غلام حسن۔ احمد شاہ کے وقائع نویس تھے۔ وفات: ۹۶-۱۷۹۵ء، عظیم آباد۔

فراز

شعرا میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ مختلف اداروں میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ آج کل نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد

کے سربراہ ہیں۔

فراق گورکھ پوری

رگھوپتی سہائے۔ ولادت: ۲۸/اگست ۱۸۹۶ء، گورکھ پور۔ شروع میں چند غزلیں پروفیسر ناصری اور وسیم خیرآبادی کو دکھائیں۔ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے نقاد بھی تھے۔ اِس دور کے بہترین غزل گو شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ الٰہ آباد یونیورسٹی کے شعبۂ انگریزی میں پروفیسر رہے۔ وفات: ۳/مارچ ۱۹۸۲ء، نئی دہلی (لاش الٰہ آباد لائی گئی جہاں واہ سنگم پر کریا کرم ہوا)۔

فروغ

رئیس فروغ۔ نام: محمد یونس۔ ولادت: ۱۵/فروری ۱۹۲۶ء، مرادآباد۔ پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن، کراچی سے وابستہ رہے۔ وفات: ۵/اگست ۱۹۸۲ء، کراچی۔

ـرت

عبدالعزیز۔ ولادت: ۱۵/جنوری ۱۹۰۶ء، راول پنڈی۔ ڈاک کے محکمے میں ملازم تھے۔ وفات: ۶/اکتوبر ۱۹۶۷ء، راول پنڈی۔

فیض

فیض احمد۔ ولادت: ۱۳/فروری ۱۹۱۱ء، موضع کالا قادر، سیال کوٹ۔ لینن انعام برائے ادب۔ روزنامہ ''پاکستان ٹائمز'' اور ''امروز'' کے ایڈیٹر رہے۔ اُردو غزل کو ایک نیا لہجہ دے کر اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ وفات: ۲۰/نومبر ۱۹۸۴ء، لاہور۔

قابل اجمیری

عبدالرحیم۔ ولادت: ۲۷/اگست ۱۹۳۱ء، قصبہ چرلی، اجمیر۔ تلمذ: ارمان اجمیری اور معنی اجمیری۔ دورِ حاضر کے ایک، ہونہار غزل گو

شاعر تھے۔ وفات: ۳؍اکتوبر ۱۹۶۲ء، حیدر آباد (سندھ)۔

قائم چاند پوری

محمد قیام الدین۔ ولادت: ۱۷۲۳ء اور ۱۷۲۶ء کے درمیان، چاند پور، ضلع بجنور، تلمذ: درد اور سودا۔ اُردو شعرا کا ایک تذکرہ موسوم بہ "مخزنِ نکات" لکھا۔ وفات: ۹۴-۱۷۹۳ء، رام پور۔

قتیل شفائی

اورنگ زیب خاں۔ ولادت: ۲۴؍دسمبر ۱۹۱۹ء، ہری پور، ہزارہ۔ تلمذ: حکیم یحییٰ خاں شفا۔ فلمی گیت لکھنے میں منفرد مقام حاصل تھا۔ وفات: ۱۱؍جولائی ۲۰۰۱ء، لاہور۔

قدرت

شیخ قدرت اللہ۔ عُرفیت: شاہ قدرت یا شاہ قدرت اللہ۔ ولادت: تقریباً ۱۴-۱۷۱۳ء، وطن: دہلی۔ تلمذ: شمس الدّین فقیر۔ ترکِ وطن کر کے مرشد آباد چلے گئے اور وہیں ۹۱-۱۷۹۰ء میں وفات پائی۔

قلق

حکیم غلام مولیٰ۔ عُرفیت: مولا بخش۔ ولادت: تقریباً ۳۳-۱۸۳۲ء، وطن: میرٹھ۔ تلمذ: مومن۔ خالی وقت میں بطورِ خدمتِ خلق مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ وفات: ۱۵؍جولائی ۱۸۸۰ء، میرٹھ۔

قمر جلالوی

سیّد محمد حسین۔ ولادت: ۱۸۸۷ء، جلالی، علی گڑھ۔ تلمذ: امیر مینائی۔ تقسیمِ ہند کے بعد کراچی آ گئے۔ یہ کلاسیکی روایت کے آخری مقبول شاعر تھے۔ وفات: ۲۴؍اکتوبر ۱۹۶۸ء، کراچی۔

کام بدایونی

بہادر سنگھ۔

گستاخ رام پوری

حافظ محمد کرامت اللہ خاں۔ ولادت: ۱۸۶۴ء، تلمذ: امیر مینائی۔ یُو پی (بھارت) کے مختلف اضلاع میں جیلر رہے۔ وفات: ۱۹۱۴ء، دہلی۔

لطفی

م حسن لطیفی۔ نام: محمد حسن۔ ولادت: ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۵ء، لدھیانہ۔ پاکستان آمد: ستمبر ۱۹۴۷ء۔ شاطو پریس، لدھیانہ کے مالک تھے۔ وفات: ۲۳ر مئی ۱۹۵۹ء، لاہور۔

مجاز

اسرار الحق۔ ولادت: ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۱ء، رُدولی، ضلع بارہ بنکی (یُو پی)۔ ابتدا میں فانی نے ان کی چند غزلیں پر اصلاح دی تھی۔ دورِ حاضر کے محبوب شاعر تھے۔ وفات: ۵ر دسمبر ۱۹۵۵ء، لکھنؤ۔

مجذوب

خواجہ عزیز الحسن غوری۔ ولادت: ۱۲ر جون ۱۸۸۴ء، ادرئی، ضلع جالون (یُو پی)۔ انسپکٹر آف سکولز کے عہدے پر فائز رہے۔ وفات: ۱۷ر اگست ۱۹۴۴ء، ادوئی۔

مجروح

میر مہدی حسین۔ ولادت: تقریباً ۱۸۴۵ء، دہلی۔ غالب کے عزیز شاگرد۔ وفات: ۱۵ر مئی ۱۹۰۳ء، دہلی۔

مجروح سلطان پوری

اسرار الحسن خاں۔ ولادت: یکم جولائی ۱۹۱۵ء، گنجڑی، ضلع سلطان پور،

بمبئی میں فلمی دنیا سے وابستہ تھے۔ وفات: ۲۴ر مئی ۲۰۰۰ء، بمبئی۔

محسن بھوپالی

عبدالرّحمان۔ ولادت: ۲۹ر ستمبر ۱۹۳۲ء، بھوپال۔ تلمذ: سیماب اکبرآبادی اور صبا متھراوی۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آ گئے۔ سندھ گورنمنٹ میں انجینیرنگ کے شعبے سے منسلک تھے۔ آج کل کراچی میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

محسن احسان

احسان الحق۔ ولادت: ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۲ء، وطن: پشاور۔ اسلامیہ کالج، پشاور سے وابستہ رہے۔

محشر بدایونی

فاروق احمد۔ ولادت: ۱۹۲۲ء، بدایوں۔ ریڈیو پاکستان کے مجلّے ''آہنگ'' کے ایک عرصے تک مدیر رہے۔ وفات: ۹ر نومبر ۱۹۹۴ء، کراچی۔

مخدوم محی الدّین

ابوسعید محمد مخدوم محی الدّین۔ ولادت: ۴ر فروری ۱۹۰۸ء، سنگاریڈی، تعلقہ اندول، ضلع میدک، حیدرآباد (دکن)۔ مشہور کمیونسٹ شاعر۔ وفات: ۲۵ر اگست ۱۹۶۹ء، دہلی۔ تدفین: حیدرآباد (دکن)۔

مدنی

عزیز حامد۔ ولادت: ۱۴ر اپریل ۱۹۲۶ء، رائے پور (ہندوستان)۔ پاکستان آمد: ۱۹۴۸ء۔ اسلام آباد میں کنٹرولر آف ہوم براڈکاسٹنگ کے عہدے پر فائز رہے۔ مجرد زندگی گزاری۔ وفات: ۲۳ر اپریل ۱۹۹۱ء، کراچی۔

مرزا

حکیم فضل اللہ۔ عرفیت: مرزا نینا۔ وطن: پانی پت۔ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ فنِ طب میں دست گاہ تھی۔ ۱۸۳۶ء، سے پہلے انتقال ہوگیا۔

مرزا

مرزا محمد ہادی رسوا۔ ولادت: ۱۸۵۸ء، لکھنؤ۔ تلمذ: مرزا اوج۔ ناول ''امراؤ جان ادا'' کے مصنف۔ فارسی، عربی، اُردو، انگریزی، عبرانی، ہندی اور سنسکرت پر عبور حاصل تھا۔ وفات: ۲۱/اکتوبر ۱۹۳۱ء، حیدر آباد (دکن)۔

مزاج

نواب نثار یار جنگ بہادر۔ نام نثار احمد۔ ولادت: علی گڑھ۔ تلاشِ معاش کے سلسلے میں بمبئی اور پھر حیدر آباد (دکن) گئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ کلیکٹری کے عہدے پر فائز رہے۔ تلمذ: داغ۔ وفات: ۱۹۵۱ء، کراچی۔ ان کی اولاد میں انور مقصود اور فاطمہ ثریا بجیا نے پاکستان ٹیلے وژن کے حوالے سے شہرت پائی۔

مست کلکتوی

منشی عالم مست خاں۔ وطن: کلکتہ۔ وفات: کان پور۔

مشتاق لکھنوی

نواب محمد باقر علی۔ عرفیت: نواب بنے صاحب۔ تلمذ: زکی بلگرامی۔ ہم عصرِ تعشق لکھنوی اور ضامن علی جلال۔ وفات: ۲۴/دسمبر ۱۹۰۴ء، رام پور۔

مصحفی

شیخ غلام ہمدانی۔ ولادت: تقریباً ۴۸-۱۷۴۷ء، قصبہ اکبر پور، نزد

پرانی دہلی۔ بچپن امروہہ میں گزرا۔ نہایت پُرگو شاعر۔ آٹھ دیوان اُردو کے، ایک دیوان فارسی کا۔ ایک تذکرہ فارسی شاعروں کا اور ''تذکرۂ ہندی گویاں'' کے نام سے ایک تذکرہ اُردو شعرا کا فارسی میں۔ وفات: ۲۵-۱۸۲۴ء، لکھنؤ۔

مضطر خیرآبادی

سیّد محمد افتخار حسین۔ ولادت: ۱۸۶۵ء، خیرآباد۔ تلمذ: محمد حسین بسمل (برادرِ بزرگ) اور امیر مینائی۔ ریاست ٹونک کے درباری شاعر۔ وفات: ۲۰/مارچ ۱۹۲۷ء، گوالیار۔

مضطرب

مرزا علی اکبر۔

مظہر

مرزا مظہر۔ نام: جانِ جاں؟؟۔ لقب: شمس الدّین، حبیب اللہ۔ ولادت: ۳/مارچ ۱۶۹۹ء، کالا باغ، صوبہ مالوہ۔ مظہر پر ۷/محرم کو قاتلانہ حملہ ہوا اور ان کی وفات ۱۰/محرم ۱۱۹۵ھ مطابق ۷/جنوری ۱۷۸۱ء، کو دہلی میں ہوئی۔

معروف

مرزا الٰہی بخش۔ وطن: دہلی۔ تلمذ: شاہ نصیر اور ذوق۔ مرزا غالب کے خسر تھے۔ وفات: ۲۷-۱۸۲۶ء، دہلی۔

منّت

میر قمر الدّین۔ ولادت: ۱۷۴۵ء، سونی پت۔ دہلی میں نشوونما ہوئی۔ تلمذ: میر شمس الدّین فقیر۔ دہلی چھوڑ کر لکھنؤ اور کلکتے گئے۔ ۸۶-۱۷۸۵ء میں گورنر جنرل نے ایک خاص سفارت پر ان کو حیدرآباد (دکن) بھیجا۔ حیدرآباد سے واپسی پر عظیم آباد میں چند دن

رہ کر پھر کلکتے کا رخ کیا جہاں ۹۴-۱۷۹۳ء میں وفات پا گئے۔

منتظر لکھنوی

میاں شیخ نور الاسلام عباسی۔ ولادت: تقریباً ۱۷۶۷ء، لکھنؤ۔ تلمذ: مصحفی۔ حکیم نثار احمد علوی مؤلفِ ''سخنورانِ کاکوری'' کی تحقیق کے مطابق ان کا تعلّق کاکوری سے تھا۔ وفات: ۳-۱۸۰۲ء، لکھنؤ۔

منیر شکوہ آبادی

سیّد اسماعیل حسین۔ ولادت: ۱۸۱۳ء، ضلع مین پوری۔ تلمذ: ناسخ اور میر علی اوسط رشک۔ مرثیے میں مرزا دبیر کے شاگرد تھے۔ ایک طوائف نواب جان کے قتل میں ملوّث ہونے پر کالے پانی کی سزا ہوئی۔ وفات: ۱۰/اگست ۱۸۸۰ء، رام پور۔

منیر نیازی

محمد منیر خاں۔ قلمی نام: منیر نیازی۔ ولادت: ۹/اپریل ۱۹۲۸ء، خان پور (ہوشیار پور)۔ پاکستان ٹیلے وژن سے کچھ عرصے منسلک رہے، فلموں کے لیے نغمہ نگاری بھی کی۔ مختلف اخبارات و جرائد سے وابستہ رہے ہیں۔ سکونت: لاہور۔

موجی

لالہ موجی رام۔ وطن: قصبہ سانڈی، ضلع ہردوئی (یُو پی)۔ ذات: کائستھ۔ تلمذ: مصحفی۔ نواب حسین علی خاں ولد نواب سعادت علی خاں والیِ اودھ کے ہاں ملازم تھے۔

موزوں

مہاراجا رام نرائن۔ آبائی وطن: موضع کشن پور (مرشد آباد)۔ تلمذ: شیخ علی حزیں۔ زیادہ تر فارسی میں شعر کہتے تھے۔ پٹنے کے گورنر تھے۔ نواب سراج الدّولہ کے دامنِ دولت سے بھی وابستہ رہے۔

ایک الزام میں مجرم قرار پانے پر نواب میر محمد قاسم کے حکم سے ۱۷۶۳ء میں گنگا میں غرق کر دیے گئے۔

مومن

حکیم مومن خاں۔ ولادت: ۱۸۰۰ء، دہلی۔ کچھ عرصے اپنا کلام شاہ نصیر کو دکھایا۔ نکتہ آفرینی، معاملہ بندی اور لطیف طنزیہ انداز کی بنا پر اپنے ہم عصر شعرا میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وفات: ۲۱ رمئی ۱۸۵۲ء، دہلی۔

مہر

سیّد آغا علی، نواب۔ خطابات: امین الدّولہ، سیف الملک، خان بہادر، فیروز جنگ۔ ولادت: تقریباً ۱۸۱۰ء، لکھنؤ۔ سکونت: کان پور۔ تلمذ: ناسخ اور رشک۔ ۱۸۵۰ء میں عراق کے لیے روانہ ہوئے۔ ۵۳-۱۸۵۲ء، میں بمقامِ کاظمین انتقال ہوا۔ مدفن: نجفِ اشرف۔

میر

محمد تقی۔ ولادت: ۲۳-۱۸۲۲ء، اکبر آباد۔ بچپن وہیں گزرا۔ بعد میں دہلی چلے آئے۔ تلمذ: سراج الدّین علی خاں آرزو (آرزو میر کے سوتیلے بھائی کے ماموں تھے)۔ اٹھارویں صدی کے اُردو کے سب سے بڑے شاعر۔ بقولِ نیاز فتح پوری:

میر کا سا غزل گو نہ اس وقت ہوا، نہ آگے اِس کی توقع ہے۔

وفات: ۲۰ رستمبر ۱۸۱۰ء، لکھنؤ۔

نادر

نادر لکھنوی ؟؟

ناسخ

شیخ امام بخش۔ ولادت: ۱۰/اپریل ۱۷۷۲ء، فیض آباد۔ ابتدا میں محمد عیسٰی تنہا سے مشورۂ سخن کیا۔ ناسخ کو دبستانِ لکھنؤ کا بانی کہا گیا ہے۔ وفات: ۱۵/اگست ۱۸۳۸ء، لکھنؤ۔

ناصر کاظمی

ناصر رضا کاظمی۔ ولادت: ۸/دسمبر ۱۹۲۵ء، انبالہ۔ تلمذ: حفیظ ہوشیار پوری۔ قیامِ پاکستان کے بعد اُردو غزل کے احیا میں ان کا نمایاں حصہ ہے۔ وفات: ۲/مارچ ۱۹۷۲ء، لاہور۔

ناطق لکھنوی

سیّد ابوالعلا سعید احمد، حکیم۔ ولادت: ۱۸۷۸ء، لکھنؤ۔ پیشہ: طبابت۔ وفات: ۹/اکتوبر ۱۹۵۰ء، چٹگام۔

ناظم

محمد یوسف علی خاں، نواب۔ والیِ رام پور۔ ولادت: ۴/فروری ۱۸۱۶ء، تلمذ: مومن اور غالب۔ منطق اور فلسفے کے ماہر تھے۔ وفات: ۲۰/اپریل ۱۸۶۵ء، رام پور۔

نثار

شیخ محمد امان۔ وطن: دہلی۔ تلمذ: شاہ حاتم۔ ان کے بزرگ ممتاز ریاضی دان اور مہندس تھے جنھوں نے دہلی کی جامع مسجد بنائی۔ اِنھیں بھی فنِ تعمیر میں اچھا خاصا دخل تھا۔

نجمی نگینوی

سیّد صاحب عالم کاظمی۔ ولادت: ۱۷/جنوری ۱۹۲۷ء، نگینہ، ضلع بجنور (یُو پی)۔ احسان دانش کی شاگردی کی نسبت سے پہلے خود کو نجمی احسانی نگینوی لکھتے تھے۔ رسالہ ''عالم گیر'' کے ایڈیٹر رہے۔

سکونت: لاہور۔

ندیم

احمد ندیم قاسمی۔ نام: احمد شاہ۔ خاندانی نسبت: قاسمی۔ ولادت: ۲۰/نومبر ۱۹۱۶ء، انگہ، ضلع خوشاب۔ نظم و نثر پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور کے ناظمِ اعلیٰ اور ادبی مجلّے ''فنون'' کے ایڈیٹر ہیں۔ سکونت: لاہور۔

نسیم

اصغر علی خاں۔ ولادت: ۱۸۰۰ء-۱۷۹۹ء، دہلی۔ پہلا تخلّص: اصغر۔ تقریباً ۳۰/سال کی عمر میں لکھنؤ چلے گئے۔ تلمذ: مومن۔ کچھ عرصے نول کشور کے مطبع سے متعلق رہے۔ وفات: ۳۱/جنوری ۱۸۶۶ء، لکھنؤ۔

نسیم

دیا شنکر کول، پنڈت۔ ولادت: ۱۸۱۱ء، تلمذ: آتش۔ ''گل زارِ نسیم'' ان کی شہرۂ آفاق مثنوی ہے۔ امجد علی شاہ کی شاہی فوج میں بخشی گری کے عہدے پر مامور تھے۔ عینِ جوانی میں ۳۴/سال کی عمر میں ۱۸۴۵ء، میں انتقال کر گئے۔

نسیم امروہوی

سیّد قائم رضا۔ ولادت: ۲۴/اگست ۱۹۰۸ء، امروہہ۔ ابتدا میں قائم تخلّص تھا، ۱۹۲۳ء میں نسیم تخلّص اختیار کیا۔ ۱۵/مئی ۱۹۵۰ء کو لاہور آ گئے۔ یہاں تھوڑے عرصے قیام کر کے ۱۹۵۰ء کے اواخر میں خیر پور میں سکونت پذیر ہوئے۔ اپریل ۱۹۶۱ء سے ترقیِ اُردو بورڈ، کراچی سے ان کا تعلّق ہُوا۔ یہاں اٹھارہ برس انھوں نے ''اُردو لغت'' کی تحقیق و تدوین میں کام کیا۔ یکم ستمبر ۱۹۷۹ء کو ریٹائر ہوئے

تو کراچی کی سکونت ترک کر کے کوٹ ڈیجی (سندھ) کا رخ کیا۔ ۲۸ر فروری ۱۹۸۷ء کو کراچی میں انتقال کر گئے۔ مسجدِ آلِ عبا، فیڈرل بی ایریا، کراچی کے احاطے میں تدفین ہوئی۔

نشور واحدی

حفیظ الرّحمان۔ نسبت: واحدی۔ ولادت: ۱۵ر اپریل ۱۹۱۲ء، چندائر، ضلع بلیا (یو پی) وطن: شیخ پور، ضلع بلیا۔ کسی سے تلمذ حاصل نہیں تھا۔ کان پور میں تدریس سے وابستہ رہے۔ وفات: ۴ر جنوری ۱۹۸۳ء، کان پور۔

نصیر

شاہ نصیر۔ نام: نصیر الدّین۔ عُرفیت: میاں کلو۔ ولادت: ۱۷۵۶ء اور ۱۷۶۲ء کے درمیان۔ وطن: دہلی۔ تلمذ: میر محمدی مائل۔ وفات: ۱۸۳۸ء، حیدر آباد (دکن)۔

نظام رام پوری

محمد زکریا شاہ۔ دوسرا نام: نظام شاہ۔ ولادت: تقریباً ۱۸۱۹ء۔ تلمذ: علی بخش بیمار۔ رام پور میں سواروں میں ملازم تھے۔ بقولِ غالب:

"رام پور کا میر تھا۔"

وفات: ۲۹ر اکتوبر ۱۸۷۲ء، رام پور۔

نظم طباطبائی

سیّد حیدر علی۔ ولادت: ۲۹ر نومبر ۱۸۵۲ء، لکھنؤ۔ تلمذ: مینڈو لال زار۔ حیدر آباد (دکن) میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ "شرحِ دیوانِ غالب" ان کی مشہور تصنیف ہے۔ وفات: ۲۳ر مئی ۱۹۳۳ء، حیدر آباد (دکن)

نظیرا کبرآبادی

سیّد ولی محمد۔ ولادت: ۱۷۳۵ء، دہلی۔ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے بعد آگرے میں سکونت اختیار کر لی۔ زبان اور موضوعات کے اعتبار سے انھیں 'عوامی شاعر' کہا جاتا ہے۔ وفات: ۱۶/اگست ۱۸۳۰ء، آگرہ۔

نوازش

مرزا نوازش حسین خاں۔ عُرفیت: مرزا خانی۔ نبیرۂ نواب ناصر خاں۔ ولادت: تقریباً ۱۷۷۸ء، اکبرآباد۔ نشو ونما لکھنؤ میں ہوئی۔ تلمذ: میر سوز۔ وفات: ۱۸۵۴ء۔

نوری

کرار نوری۔ نام: کرار مرزا۔ ولادت: ۳۰/جون ۱۹۱۶ء، جے پور۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان آ گئے۔ مختلف رسائل اور روزناموں کے علاوہ ریڈیو پاکستان سے وابستہ رہے۔ وفات: اگست ۱۹۹۰ء، کراچی۔

وجد

سکندر علی۔ ولادت: ۲۲/جنوری ۱۹۱۴ء، بیجاپور، ضلع اورنگ آباد۔ ریاست کے مختلف اضلاع میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ وفات: ۱۶/مئی ۱۹۸۳ء، اورنگ آباد۔

وحشت کلکتوی

سیّد رضا علی۔ ولادت: ۱۸/نومبر ۱۸۸۱ء، کلکتہ۔ تلمذ: شمس فرید پوری۔ ۱۹۵۰ء میں ڈھاکا چلے گئے۔ وفات: ۲۰/جولائی ۱۹۵۶ء، ڈھاکا۔

وحید الٰہ آبادی

وحید الدین احمد۔ ولادت: ۱۸۲۹ء، وطن: قصبہ کڑا، الٰہ آباد۔ تلمذ: شیخ

بشیر علی بشیر۔ اُستادِ اکبر الٰہ آبادی۔ وفات: ۹ر اپریل ۱۸۹۲ء، کڑا۔

وزیر

خواجہ محمد وزیر۔ ولادت: تقریباً ۱۷۹۵ء۔ وطن: لکھنؤ۔ تلمذ: ناسخ۔ مالی اعتبار سے خودکفیل ہونے کے لیے انھوں نے ''عملیات'' کا سہارا لیا۔ لکھنؤ میں ان کے ''عملیات'' کی بڑی دھوم تھی۔ وفات: ۱۵ر ستمبر ۵۴-۱۸۵۳ء، لکھنؤ۔

ولی دکنی

ولی محمد۔ اِن کے آبا و اجداد گجرات سے دکن ہجرت کر گئے تھے۔ وطن: حیدر آباد (دکن)۔ ولی کو اُردو شاعری کا ''بابا آدم'' کہا جاتا ہے۔ وفات: ۱۷۲۰ء اور ۱۷۲۵ء کے درمیان۔

ہمایوں

میاں محمد شاہ دین، جسٹس۔ ولادت: ۱۲ر اپریل ۱۸۶۸ء، باغبانپورہ، لاہور۔ وفات: ۲ر جولائی ۱۹۱۸ء، لاہور۔

ہمت

ہمت خاں۔

ہوس

مرزا محمد تقی خاں، نواب۔ ولادت: ۱۷۶۶ء۔ وطن: فیض آباد۔ نشو و نما لکھنؤ میں ہوئی۔ تلمذ: مصحفی۔ وفات: ۱۸۳۴ء، لکھنؤ۔

یقین

انعام اللّٰہ۔ ولادت: ۲۸-۱۷۲۷ء، دہلی۔ تلمذ: مرزا مظہر جانِ جاں۔ ۵۶-۱۷۵۵ء میں عینِ عالمِ شباب میں کسی خاندانی غلط فہمی کی بنا پر بدنامی کے باعث اپنے والد کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

یگانہ چنگیزی

مرزا واجد حسین۔ پہلا تخلص: یاس۔ ولادت: ۱۷/اکتوبر ۱۸۸۴ء، عظیم آباد۔ تلمذ: سیّد علی جان بیتاب اور شاد عظیم آبادی۔ لکھنؤ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اپنی طبیعت کے باعث انھیں شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وفات: ۴/فروری ۱۹۵۶ء، لکھنؤ۔

محمد شمس الحق

مؤلفِ کتاب۔ ولادت: یکم مارچ ۱۹۲۰ء، قصبہ گروار، ضلع بلیا (یُو پی)، بھارت۔ ۱۹۴۲ء میں گورنمنٹ آف انڈیا، دہلی سے ملازمت کا آغاز کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتے میں دوسرے ملازمین کے ساتھ کراچی آ گئے اور وفاقی وزارتِ صحت، اسلام آباد میں سیکشن افسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے کر ۱۹۸۰ء میں سبک دوش ہوئے۔ آج کل کراچی میں ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں۔

فہرستِ شعرا

فہرستِ اشعار

شعر	شعر نمبر

الف

ت

تھ

ٹ

ج

د

ر

ز

س

ش

ط

ق

ک

کھ

گ

ں

ے

اشاریہ

اِس اشاریے میں افعال شامل نہیں کیے گئے ہیں۔ بالعموم لفظ کی سادہ اور واحد صورت اُس کی متغیر اور جمع صورتوں پر محیط ہے، مثلاً 'آنکھ' کے ذیل میں 'آنکھوں' اور 'آنکھیں' بھی موجود ہیں۔ لفظوں کے آگے دیے ہوئے نمبر اشعار کے نمبر ہیں۔

پ

س

ش

ق

کھ

گ

اُردو کے ضرب المثل اشعار

تحقیق کی روشنی میں

اردو میں سیکڑوں اشعار ضرب المثل کی طرح روز مرہ گفتگو کا حصہ بن چکے ہیں مگر بہت کم اشعار کے بارے میں لوگوں کو علم ہے کہ اُن کے مصنف کون ہیں اور اُن کے اصل متون کیا ہیں۔ جناب محمد شمس الحق نے بڑی محنت سے زباں زدِ خلق اشعار کو جمع کیا ہے اور ان کے مصنفوں اور صحیح متون کا سراغ لگایا ہے۔ یہی نہیں اُنھوں نے تمام مصنفوں (شعرا) کے مختصر حالات لکھے ہیں جو مستند مآخذ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک جامع اشاریہ بھی ہے۔ اگر کسی کو کسی شعر کا کوئی ایک لفظ بھی یاد ہو تو وہ اس اشاریے کی مدد سے مطلوبہ شعر تلاش کر سکتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی ایسی منفرد کتابِ حوالہ ہے جس سے اہلِ ذوق بے نیاز نہیں رہ سکتے۔